من یتوکل علی اللہ فہو حسبہ
اوند کون ومکان زرین اوان میمنت قران دیوان فیض بنیان از تصنیف منیف
دفتر فصاحت
خاقانی عصر انوری دوران موجد طرز عاشقانہ
باہتمام ہیچمدان امیدوار مغفرت ایزد منان محمد عبدالواحد خان خلف محمد مصطفی خان صاحب مغفور
مطبع مصطفائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد کثیر اوس پادشاہ بے مشیر و وزیر کو سزاوار ہی کہ جس نے ملک ہستی کا نظم و نسق
[illegible] فرمایا اور نعت بجد اور مناقب لاتحصی و لاتعد اوس نبی [illegible]ار اور اوسکی
آل اطہار اور اصحاب کبار رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین پر انحصار ہی کہ جسکے
مطلع ظہور [illegible] سے اوس اوستاد یکتا نے دیوان عالم ایجاد کو مرتب کرکے کمال
قدرت کاملہ دکھایا من بعد فقیر سراپا تقصیر کفش بردار اہل سخن نقش قدم استادان
زمن خاکسار ازلی سید ہادی علی رضوی بیخود تخلص خلف سید ناصر علی سحر تخلص حضور
شاہد پرستان یوسفستان سخن مین بے باکانہ نقاب خفا چہرہ شاہد مدعا سے
اوٹھاتا ہی اور کچھ سرگذشت عمری مصنف اور ماجرای ترتیب دیوان ہذا
مختصر اسناتا ہی کہ جو کمالات ظاہری و باطنی اور جو صفات صوری و معنوی جناب

جناب اقدس الٰہی سے نے ذات مجمع البرکات جناب غفران مآب فخر المتاخرین شرف المتقدمین استاذ المحققین ملاذ المتبحرین نسیم اللہ صحیفۂ بلاغت دیباچہ کتاب فصاحت سرآمد استادان جہان فخر زیر پادشاہ شاعران مجموعہ اوراق ذہن کمالی شیرازہ اجزای نازک خیالی ناخدای سفینہ علم قوافی و عروض فرد یکتای بحر کمالات فیوض آسمان ساز زمین شعر و سخن نتیجۂ اشکال شعرای زمن صائب عصر کلیم دہر استاد راسخ پایہ بضاعت جناب شیخ امام بخش ناسخ افصح الفصحا اکمل الکملا محسود برنا و پیر سخنگوی بے عدیل و نظیر جناب مولانا و استاذنا خواجہ محمد وزیر خلف الصدق جناب خواجہ محمد فقیر تغمدہ اللہ بغفرانہ مین جمع فرمائے تھے کسیطرح حصر مین نہین آسکتے اگر جملہ اشجار صحرا قلم ہوجاوین اور تمامی صفحات گلستان عالم مرتبہ قرطاس بہم پونہچائین تو بھی ممکن نہین کہ ایک حرف اوس دفتر کا تحریر مین آئے منجملہ اوسکے صفت عالی خاندانی مین بھی وہ ذات قدسی صفات لاثانی تھی شمع بزم شہرت اونکی والا دودمانی تھی سلسلہ نسب پاک کا خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہی بشیتر بزرگون نے اونکے نقش فقر اور عمل جہاد نفس سے اقلیم سلوک کو تسخیر کیا ہی آجداد امجاد سادات عظام بزرگان نانہالی آمیزش مرزایان ذی قدر سے نیکنام مرزا سیف اللہ بیگ خان مبرور برادر حقیقی امیر الدولہ حیدر بیگ خان مغفور نانای حقیقی جناب غفران مآب تھے عالی وقاران وقت مین چیدہ و انتخاب تھے فنون شاعری اور تہذیب اخلاق و فروتنی مین ذات بابرکات خواجہ صاحب مرحوم شہرۂ آفاق تھی استغنا اور توکل اور سخاوت اور وضعداری مین طاق تھے

جناب شیخ صاحب اپنی زندگی مین انھین کو حاصل تلامیذ جانتے تھے ذی فہم رتبہ شناس اب بھی اونکی یکتائی کے مقر ہین اور جب بھی مانتے تھے اعمال فتوح اور علم تسخیر وغیرہ مین بھی ایسی مشق بہم پہنچائی تھی کہ لکھنو سے شہر مین انتخاب بے مثل اور لاجواب تھے توسن طبع شریف کو بمقتضای شوق نقش کی چال کی عادت ہو گئی تھی شاعری سے بالکل نفرت ہو گئی تھی انتظام خانہای نقوش سے فرصت نہوتی تھی جبھی کسی شاگرد کی اصلاح پر رغبت ہوتی تھی مگر جس وقت رہنہ طبع کو ضرب اودھر دیتے تھے لاکھون مضامین نو رنگین بیکسر کم مشقونکی غزلون مین بھر دیتے تھے عالی ہمت بھی ایسے تھے کہ اپنی ضرورت پر حاجت روائی سائل کو مقدم جانتے تھے ذوی القربیٰ و الیتامیٰ والمساکین کے حقوق پہچانتے تھے دو بار شہریار نامدار فخر سلاطین اعظم حضرت سلطان عالم والی ملک اودھ نے بکمال سرفرازی اور رعایا نوازی سے یاد فرمایا مگر جناب ممدوح نے بعذر علالت پای قناعت کو اپنی جگہ سے نہ اوٹھایا فقیر کے انداز سے مین سو روپے ماہواری سے اونکا خرچ کم نہ تھا مگر کبھی یہ نہین کھلا کہ کہانسے آیا اور کون دیگیا اکثر لوگ بجائی خود جب اسکا خیال کرتے تھے دست غیب کا احتمال کرتے تھے زمانہ شیخ صاحب مین ایک کلیات جسمین نتائج طبع سلیم سے مرتب ہو کر شائع ہوا جب سے پھر کبھی لیا شوق شاعری نہ چمکا اگر کبھی کسی دوست کی فرمایش سے یا تلامیذ کے اصرار و خواہش سے کچھ موزون فرمایا وہ مسودہ گم ہوا یا صاحب فرمایش لیگیا بیشتر غزلونکے مسودونکو بے پروائی سے رائگان فرمایا ہیانتک کہ اکثر نشستون مین چار چار مرتبہ غزلین موزون کین جوہر طبع

طبع عالی دکھایا جب حسب اتفاق خان والاشان سراپا اخلاق کان خلوص و وفاق قدر شناس اہل کمال سرچشمۂ فیوض و افضال دل آویز شاہدان سخن منتخب صدران زمن مقبول بارگاہ یزدان جناب **محمد عبد الواحد خان** مہتمم مطبع مصطفائی حد سے زیادہ مشتاق کلام ہو کر خدمت خواجہ صاحب مرحوم میں پہنچے اور مصر اجتماع تصنیفات ہوئے حال بربادی دیوان مفصل نقل فرمایا ایک پرچہ بھی پاس نہ تھا کچھ کچھ یاد سنایا خانصاحب ممدوح کو بہت حیرت ہوئی اوسی روز سے بنای اجتماع دیوان سرزمین دلمین قائم کی احباب سے فراہمی کلام خواجہ صاحب کی تاکیدین ہوئین کچھ غزلین تلف شدہ بہم پہنچین متعدد سادی کتابین مشق فکر سخن کے لیے دے آئے اکثر زمینین تجویز فرماکر شعر کہلوائے یہانتک کہ ایک دیوان مختصر صاف و مرتب فرماکر نذر خواجہ صاحب کیا چنانچہ اسطرف جو کچھ جناب مغفور نے نظم فرمایا انہین کے مزید اہتمام سے باقی رہ گیا جب کبھی خانصاحب ممدوح فرط محبت سے عزم طبع دیوان کا ذکر زبان پر لاتے تھے بے تکلف ارشاد فرماتے تھے کہ کلام سابق بالکل ناپسند طبیعت ہی ابتدای مشق کے شعرون سے مجکو نفرت ہی اگر ستمگارہ زمانہ نے فرصت دی عوارض لاحقہ سے مہلت ہوی تو دو مہینے کی توجہ مین جیسا جی چاہتا ہی بہت کچھ موزون ہو جائے گا انشاء اللہ تعالی عنقریب دیوان معقول ترتیب پائیگا مگر اجل نے فرصت نہ دی ایفای وعدہ کی نوبت نہ آئی بائیسوین تاریخ شب آدینہ ذیقعدہ کو سنہ ۱۲ ہجری مین جہان گذران ترک فرمایا خلعت حیات ابدی کو زیب کیا چندے بمقتضای بشریت دل قدر شناسان

سخن پر رنج و غم طاری رہا ایک مدت دیدۂ مرتبہ دانان زمن وقف اشکباری رہا جب حق سبحانہ تعالی نے صبر کو قلوب مضطر پر مستولی فرمایا کچھ کچھ افاقہ ہوا فی الجملہ ہوش آیا پھر خانصاحب ممدوح نے کمال عنایت سے وضعداری کو کام فرمایا اور اہتمام تصحیح و ترتیب کلام بلاغت نظام کا عہدہ اس نالائق بدترین خلائق کے سپرد کر کے گنجینۂ حصول سعادت کا راستا بتایا پھر تو اس خاکسار بمقدار اور برگزیدۂ بارگاہ لم یزلی جناب سید محسن علی محسن تخلص نے کمر ہمت چست باندھی راحت و آسایش یکقلم ترک کی شہر لکھنؤ مین جسکے پاس کچھ تصنیفات جناب خواجہ صاحب کا پتا پایا میر صاحب موصوف وہانسے لائے یا بندہ پونہچا بیشتر خطوط احباب اطراف و جوانب کو سے لکھے اکثر مسودات گم شدہ دوستونکی عنایت سے ملے الحمد للہ کہ بڑی دوا دوش سے دو برس کی کوشش سے یہ نسخہ دلپذیر کہ نام تاریخی اسکے ہنگام ترتیب سے انجام طبع تک ملہم غیبی نے قلب فقیر مین القا کیے تھے یہان بر سبیل مذکور لکھے گئے اسامی مادہ سال ترتیب نقوش وا ضح معجزات رفعت ریاض کرم مقاصد منظوم مشام فیض دفتر فصاحت اسامی مادہ سال طبع سر غیب منظوم یادگار تو سفستان ارادت مرتب ہو کر مع الخیر انجام کو پونہچا اور تائید خلوص باطنی خانصاحب ممدوح سے کمال خوبی اور نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ مطبوع ہو کر فیض رسان خاص و عام ہوا از بسکہ ہنگام ترتیب نسخ مختلف اور کلام متفرق جابجا سے بہم پونہچا بیشتر غزلون مین اختلاف نظر آیا لہذا اون مسودات کی تطبیق پر کہ

بہ کہ جن پر نظر ثانی مصنف کا یقین ہو الحاظ رہا مناسب یہ ہے کہ جن حضرات کے پاس کچھ کلام اونکا قلمی ہو نسخۂ صحیحۂ مطبع ہذا سے مطابق فرمالین اور مقابلہ کرکے جو اختلاف ہو اوسکو نکالین اب عنایات ناظرین اور توجہات مشتاقین سے امید ہے کہ جب اس گنجینۂ فیض سے استفادہ حاصل فرمائین مہتممونکو دعای خیر سے نہ بھلائین

آج خوش فضل خدا سے ہی طبیعت میری
للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری

تاریخ ترتیب دیوان بلاغت عنوان از فقیر ہیچمدان

حیف صد حیف ہوے تارک دنیای دنی
قبلہ و کعبہ کونین جناب استاد

اس زمانے مین تھی بے شبہہ طبیعت اونکی
خسرو ملک سخندانی و معنی ایجاد

پختہ کاری کو ہر اک بیت مین کرتے تھے وہ صرف
ریختہ گوئی کی قائم تھی انھین سے بنیاد

کرتے تھے لاکھون ہی مرغان معانی کو شکار
دام تھی فکر اگر طبع رسا تھی صیاد

مجمع پہلے جو فرمایا تھا دیوان حجیم
اتفاقات زمانہ سے ہوا وہ برباد

زادۂ طبع معلی ہوی کثرت سے تلف
سرزمین شعر کی ویران ہوی ہو کر آباد

حق تعالی نے عطا کی تھی جو استغنا بھی
کچھ نہ تاریخ کیا کرتے تھے اکثر ارشاد

دو مہینے کی توجہ مین بفضل باری
جمع ہو جائینگے اشعار مرے حد سے زیاد

گو حقیقت مین ارشاد مبارک تھا بجا
پر نہ مہلت دی اجل نے کہ یہ حاصل ہو مراد

تھی ازل سے یہ سعادت جو مرے حصے مین
بس اسی پر متوجہ ہوئی طبع ناشاد

کہ کسیطرح فراہم ہو یہ گنجینۂ فیض
حق تعالی سے طلب کرنے لگا مین امداد

اسی الجھن مین پھنسا تھا کہ ہوے آکے شریک
ہیر صاحب نے مرے ساتھ بہت محنت کی
پھر تو جوہر نے بھی کچھ ہاتھ بٹایا میرا
الغرض محنت یکسالہ مین ای بیخود زار
سال ترتیب یہ رو رو کے لکھا ہم نے

میر محسن علی خوش روش و نیک نہاد
لائے ہر سمت سے اشعار فصاحت بنیاد
کہ حقیقت مین ہین وہ جوہر مرآت وداد
جمع دیوان ہوا دل دوستون کا ہوگیا شاد
آج دیوان مرتب ہوا بعد استاد

ایضاً از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف خواجہ صاحب مرحوم

صد شکر مجتمع ہوی نظم و ریختہ آج
جب دیکھتا ہون ہوتی ہی تفریح بجا آپ
حسن صفائی یوسف مضمون تو دیکھیے
عین الکمال کا بھی خطر اب ہمین نہین
لکھ کلک فکر سے سن ترتیب ای سفیر

ہر بیت اسکی قصر فلک سے بلند ہی
یہ نسخہ کیا دوای دل دردمند ہی
بازار شہر نظم کا آئینہ بند ہی
ہر نقطۂ حروف بعینہ سپند ہی
دیوان بے مثال یہ عاشق پسند ہی

ایضاً از امیر علیخانصاحب ہلال تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

دیوان جناب شاہ اقلیم سخن
بنوشت ز کلک موج سال ترتیب

گردید مرتب آن چو بے مثل و نظیر
دیوان در شاہوار بحرین وزیر

ایضاً از سید محمد حسین محمد تخلص خلف اکبر سید محسن علیصاحب شاگرد بیخود

بنے گا بلبل اب ہر اک سخندان
رقم کر سال ترتیب ای محمد

کلام غیرت گلشن ہوا جمع
گل معنی کا یہ خرمن ہوا جمع

قطعات تاریخ انتقال جناب خواجه وزیر صاحب مرحوم از شعرای گزیده روزگار

از جناب شیخ امداد علی صاحب بحر تخلص ارشد تلامیذ سند المحققین فخر المتقدمین والمتاخرین استاد راسخ جناب شیخ امام بخش مرحوم تخلص ناسخ

در غمش جمله قدردان کلام — خاک ماتم بفرق و دست بصدر
تیره گردید آسمان سخن — منخسف گشت او بخاک چو بدر
بحر تاریخ رحلتش این گفت — وای خواجه وزیر عالیقدر
۱۲[illegible]ھ

از جناب کپتان مقبول الدوله احسان الملک مرزا محمد مهدی علیخان بهادر ثابت جنگ قبول تخلص شاگرد جناب شیخ امام بخش ناسخ مغفور

زمین شعر و سخن را گذاشت خواجه وزیر — که در تمامی اهل سخن گرامی بود
فصیح بود اگر او در استخوان بندی — مگر بمائدهٔ نظم رشک جامی بود
بنظم بود تلمذ ز ناسخ مرحوم — که یک بزمرهٔ شاگردیش نظامی بود
وزیر بود چو سلطان ملک معنی را — بملک نظم ز فکرش خوش انتظامی بود
گذشت او چو جهان را نوشت سال قبول — وزیر پادشه شاعران نامی بود

ایضاً

چون ز دنیا گذشت گردید — پیش شاه شهید جای وزیر
بود در شعر شاه دیگر — نیست ممکن کنم ثنای وزیر

رفت چون از جہان بسوی جنان … نالہ کش خلق شد کہ ہاے وزیر

دل ہر کس کہ ہست موزون تر … پر شد از درد جانگزاے وزیر

سال رحلت چنین نوشت قبول … بسخن شاہ بود واے وزیر

از جناب مولوی محمد بخش صاحب شہید تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

وزیر داشت تخلص جناب خواجہ وزیر … کہ بادشاہ منش بود در لباس فقیر

خوش اعتقاد و خوش افعال و خوش روش خوش خو … قمر جمال و سپہر جلال و مہر ضمیر

رموز دان علوم ائمہ بود بجفر … کہ قائل ست درین علم ہر صغیر و کبیر

بشاعران جہان برد گوی سبقت ازین … کہ بود در فن اشعار بی عدیل و نظیر

برفت جانب خلد برین ازین دوران … شدند جملہ سخندان بماتمش دلگیر

بچشم ما در او چون شود نہ تیرہ جہان … کہ در زمانہ نماندہ نشان و نام فقیر

شہید سال وفاتش چنین نمود رقم … بشاعران زمان بادشاہ بود وزیر

از مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

رفت زین دار فنا خواجہ وزیر … شد بچشم دوستان عالم سیاہ

مصرعہ تاریخ رحلت گفت مہر … ناظم ملک معانی بود آہ

ایضاً

خواجہ وزیر شاعر خوش فکر و خوش بیان … مین اور وہ تھے دولوا کے استاد سے مشیر

وہ عازم جنان ہوے تاریخ کہی مہر … ملک سخن ہوا ہے برباد بے وزیر

از لاله رام سهای صاحب رونق تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

افصح شاعران هند که بود ‌‌ ‌ بعدیل و نظیر خواجه وزیر
زین جهان رفت چون بملک عدم ‌‌ ‌ در غمش گشت عالمی دلگیر
صاعقه بار نالهٔ دلهاست ‌‌ ‌ چشم خونبار رشک ابر مطیر
شور ماتم به برج قوس رسید ‌‌ ‌ سر کشیدست آه تا سر تیر
کلک رونق نبشت تاریخش ‌‌ ‌ خسرو این زمانه بوده وزیر

ایضاً

شد ز بیت فنا بملک بقا ‌‌ ‌ خسرو عهد آه خواجه وزیر
مطلع صاف اوست مطلع نور ‌‌ ‌ در ضیا شعر او چو ماه منیر
خوش بیان بود و کامل هر فن ‌‌ ‌ وصف او تا کجا کنم تحریر
وای صد وای زین مرقع دهر ‌‌ ‌ شده نهان بخاک آن تصویر
هجر او کرد با من آن کاری ‌‌ ‌ که نیاید ز دشنه و شمشیر
جیب صبر و قرار چاک ز دم ‌‌ ‌ غم او گشت چون گریبان گیر
باشه کربلا چو الفت داشت ‌‌ ‌ حامیش گشت زان جناب امیر
فکر تاریخ رحلتش کردند ‌‌ ‌ دست بر سر زنان صغیر و کبیر
ناگهان رونق از سپهر برین ‌‌ ‌ شد ندا از رفت نزد شاه وزیر

از تدبیر الدوله مدبر الملک منشی میر مظفر علیخان بهادر

بہادر جنگ اسیر تخلص شاگرد غلام ہمدانی مصحفی

رحلت خواجہ وزیر اہل جہانکو ہوی شاق
خاک بر سر ہوی اس غم سے صغیر اور کبیر

کی رقم کلک نے صفحے پہ یہ تاریخ وفات
خواجۂ عالم ارواح ہوی جان وزیر

از امیر علیخان صاحب ہلال تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

جناب خواجہ وزیر وحید عصر و زمان
بفن شعر و سخن بود بیمثال و نظیر

بلند فکرت و نازک خیال و رنگین طبع
زمین ملک سخن داشت بیقلم جاگیر

ہلال سال وفاتش شنید از رضوان
دو شنبہ نشین جنان باد پاک مقام وزیر

از شیخ الٰہی بخش صاحب عشقی تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

اوٹھا جہان سی استاد کامل و یکتا
دل زمانہ ہوا مورد تعب صد حیف

یہ سال ہجری ہجری مین لکھا اسی عشقی
گیا وزیر بھی نالہ سنج کے پاس اب صد حیف
۱۲۷۰

ایضاً

شاعر بے نظیر خواجہ وزیر
در فن شعر بود بس یکتا

زین جہان رفت سوی گلشن خلد
آہ افسوس حیف واویلا

سال فوتش چو کردم استفسار
دوشش در بزم اقدس شعرا

این صدا آمد از دل ہر عبد
رضی اللہ عنہ یوم جزا
۱۲۷۰

ایضاً

جنت کو ہوی راہی دنیا سی وزیر افسوس
اس غم سی دل اے عشقی کیون چاک نہو جاے

لکھ علیسوی تاریخ اوس اعجاز بیان کی یہ — ذیلقعدہ شب جمعہ بست و دوم ای ہای ۱۲۵۴

از جناب مرزا اصغر علیخان صاحب دہلوی نسیم تخلص

خواجہ وزیر شاعر بی مثل روزگار — جان داد و بر زبان جہان رفت ہای ہای

در جوش غم نسیم بتاریخ فکر گشت — تحریر شد سخنور کامل بمرد وای

از عبد اللہ خان صاحب مہر تخلص شاگرد نسیم دہلوی

دوش بودم بفکر خود غمگین — ہوش قایم نہ خاطرم برجا

شکوہ روزگار میکردم — در حوادث نشستہ سرتاپا

کہ بناگاہ از سوی افلاک — تا بگوشم رسید شور بکا

متحیر شدم کہ خیر شود — این دگر غلغلہ چہ شد پیدا

کہ بسمعم ندای غیب آمد — ہای خواجہ وزیر واویلا

ہوش پرواز کرد از سر من — غم دیگر گرفت جان مرا

گفتم ای دل ہزار افسوس ست — کہ چنین کس گذشت از دنیا

شاعری بود کز نیم فیضش — قطرہ میکرد دعوی دریا

بعد ناسخ نبود مانندش — درمیان معاصرین یکتا

رخت ہستی ز دار فانی بست — سفری شد بسوی شہر بقا

فکر کردم بسال رحلت او — بمن ارشاد کرد طبع رسا

بر سر نعش او بگوای مہر — پادشاہ سخن وزیر کجا

از احمد حسین صاحب عرف امیر اللہ تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

چون مرد وزیر شہ اقلیم معانے
تسلیم بسالش ہمہ بیدل شدہ افسوس

استاد زمان زمزمہ پرداز کہن فکر
لطف و کرم و علم و عمل شعر و سخن فکر

از حکیم محمد ابراہیم صاحب حکیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

حکیم آہ جس وقت خواجہ وزیر
گئے بہر گلگشت باغ النعیم

ہوا محشر آباد شیون سے گھر
گیا نالہ تا بام عرش عظیم

زمانے کے ارباب معنی کا دل
ہوا درد و اندوہ و غم سے دو نیم

سیہ پوش ہر نقطہ آیا نظر
بسان سویداے قلب لئیم

کف دست افسوس صفحہ ہوا
بنا خامہ حیرت سے نبض سقیم

اوسی عالم یاس مین بہر سال
ہوی مائل فکر طبع سلیم

لکھا خامۂ نوحہ انگیز نے
ہوا کیا سخن یا الہی یتیم

از شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس اشرف تخلص شاگرد نسیم دہلوی

گئی دار فانی سے خواجہ وزیر
قیامت کا ہنگامہ برپا ہوا

لکھی مین نے تاریخ اشرف یہی
مزہ شعر کا ہای جاتا رہا

ایضاً

کرد از دنیا سفر خواجہ وزیر
شور ماتم رفت تا چرخ کہن

وای شد بیت معانی بیچراغ
گریہ ہا سر کرد شمع انجمن

گفت اشرف سال تاریخ وفات
اوج بیرون رفت از شعر و سخن

از کبیر الدین صاحب نشاط تخلص شاگرد عبد اللہ خان مہر

از وفات جناب خواجہ وزیر
دل من شد نشاط غم اندود

داشتم فکر سال رحلت او
ہاتف غیب ہم جلیسم بود

حرف با نقطہ را گرفت و بگفت
حیف لطف سخن بتمام نمود

از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف اکبر خواجہ صاحب مرحوم

قبلہ و کعبہ جناب والد استاد ہای
اس سرا سے ہو گئی راہی سوے ملک بقا

تھے وزیر پادشاہ شاعران وہ خلق مین
انتظام ملک معنی اونکی دم تک ہو گیا

کیسی کیسی شفقتین اونکی مجھے آتی ہین یاد
شاعری کیسی کہ لطف زندگی جاتا رہا

کی اسی غم مین جو مین نے فکر سال فوت کی
ہوکے بیدل روح محزون نے یہ دی مجکو صدا

لکھو یہ مصراع خامی کی طرح رو کر سفیر
گم ہوا نام آج بالکل ناسخ مرحوم کا

ایضاً

وزیر آج ملک عدم کو گئے
نہ کیونکر ہو اقلیم معنی تباہ

مجھے فکر تاریخ تھی ناگہان
ہوا غل مٹا نام ناسخ کا آہ

ایضاً

ہیہات دنیا سے اوٹھے والد مرے خواجہ وزیر
اونکی قدم سے اب بڑھی زیب شبستان جنان

ہے اشتعال سوز غم تاریخ یہ لکھ اے سفیر
باد اجل سے گل ہوئی وہ شمع بزم شاعران

از جناب آفتاب الدوله مہر الملک خواجه ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجه اسد قلق تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

ہزار حیف اوٹھی اس جہان فانی سے	جناب قبلہ و کعبہ وزیر خوش اخلاق
قلق یہ صنعت بے نقوط مین لکھ اب تاریخ	فصیح شاعر و استاد شہرۂ آفاق

از جناب میر محسن علی صاحب محسن تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

شاہ ملک سخن جناب وزیر	کرد رحلت ز عالم ایجاد
سال فوتش نوشتم ای محسن	گشت دار عدم وزیر آباد

از میر محمد صاحب عرف میر محمدی سپہر تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

دنیا سے ای سپہر اوٹھے خواجہ وزیر	چھایا ہی دل پہ خلق کے ابر غم کثیر
خالق نے ہر طرح کے دیے تھے انھین کمال	بیشک تھی اس زمانے مین ذات اونکی بے نظیر
کیا اپنی بخت بد کا کرون شکوہ ہمنشین	دام الم مین طائر جان ہو گیا اسیر
جبسے سنا تھا مین نے یہ فسانۂ ملال	پڑتے تھے میرے سینے پہ ہر لحظہ غم کے تیر
تاریخ فوت لکھون یہ ہر دم خیال تھا	کنج الم مین طبع رسا تھی مری مشیر
ناگاہ مجکو ہاتف غیبی نے دی صدا	اچھے قریب شاہ شہیدان گئے وزیر

از حکیم میر انعام حسین صاحب مجنون تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

گئے جو ملک عدم کو وزیر شاہ سخن	زمین شعر و سخن ہو گئی خراب و تباہ
لکھا یہ خامۂ مجنون نے سال فوت اونکا	شہ و وزیر و فقیر آہ سبکو ہی یہی راہ

از میر امداد حسین صاحب نشتر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

بردر گلزار رضوان بہر سیر — بعد مردن رفت چون اول وزیر
ہاتف غیب از فلک نشتر بگفت — پیش شاہ دین رسید اکمل وزیر

از میر عباس صاحب عباس تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

رفت سوی گلشن جنت ازین دار فنا — شاعر بی مثل و ممتاز زمن خواجہ وزیر
از حروف بانقط عباس گفت این سال فوت — حیف ای والا وقار استاد من خواجہ وزیر

از شیخ بہادر علی صاحب ایجاد تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

درد ا جناب خواجہ وزیر اوستاد من — بسپرد جان خویش بخلاق بی نظیر
تاریخ سال بہر مزار مقدسش — کلکم نوشت تربت پاکیزۂ وزیر

ایضاً

جناب اوستاد و قبلۂ من — نمودہ کوچ زین دار جہان حیف
پے سال وفات آن یگانہ — نوشتم مرد شباہ شاعران حیف

از شیخ قادر علی صاحب موجد تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

افسوس سوی شہر خموشان گئے وزیر — شہرت تھی اس زمانے مین اونکے بیان کی
اردو کی شعر کا تھا مزہ اونکے دم تلک — باقی رہی نہ منزلت اب اس زبان کی
موجد نے سال ماتم اوستاد یون لکھا — لو شاعری تمام ہوی سب جہان کی

از مرزا نظر علی بیگ صاحب خطا تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

رفت استاد زبردست از دہر	ذات او بود نظیر ناسخ
شد خطا سال وفاتش منقوط	خواجۂ عہد وزیر ناسخ

از مرزا اصغر علی بیگ صاحب فقیر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

جب گئی جنت کو خواجہ ای فقیر	کیا کہوں دلکو ہوا صدمہ عجب
روح پر طاری غم استاد تھا	فرط غم سے ہو گیا مین جان بلب
فکر تاریخ اتنے مین پیدا ہوی	بٹ گئی کچھ کاہش رنج و تعب
دی یکایک مجکو ہاتف نے صدا	خالی کی بائیسوین جمعہ کی شب

از مولوی جلال الدین صاحب جلال تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

جناب خواجہ ہستی سی عدم کو ہو گئے راہی	گیا ہمراہ اونکی لطف سب رنگین بیانی کا
جلال تلخکام اب سال رحلت اسطرح لکھو	ہوا کافور عنقا یہ مزا شیرین زبانی کا

از لالہ جواہر لعل صاحب جوہر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

بکربلا شدہ مدفن جناب خواجہ وزیر	کہ بندگیش بود فخر شاعران کرام
صدا ز روی دل آمد بسالش ای جوہر	بزم شاہ شہیدان کنید وزیر آرام

ایضاً

پادشاہ شاعران خواجہ وزیر	در لحد چون کرد فکر خوابگاہ
گفت جوہر در غمش سال وفات	از شب آدینۂ ذیقعدہ آہ

از لالہ چھنت رای صاحب زار تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

استاد میرے حضرت خواجہ وزیر آہ	راہی ہوے بہشت ہوی اس جہان سے
ہی اس الم سے وادی محشر یہ لکھنؤ	کیون دل کا داغ مہر قیامت نہ اب بنے
گردش ہزار بار جو کھائے فلک تو کیا	پیدا بشر نہون گے کبھی اس کمال کے
درویش دوست صاحب ہمت کریم طبع	افصح ذکی خلیق توکل پسند تھے
طوطی ہند شاعر بے مثل و بی بدل	واقف بہت رموز و نکات عروض سے
تھا علم قافیہ مین بھی اس مرتبہ کمال	تھی تنگ قافیے شعرای زمانہ سے
تکسیر کے علوم کو ایسا کیا حصول	امکان کیا نظیر جو کوئی نکال دے
آگاہ علم دین سی بھی شیدای اہل بیت	زاہد خدا پرست وحید زمانہ تھے
پوچھا جو زار نے بدل زار سال فوت	بولا سروش والی ملک سخن اوٹھے

ایضاً

پادشاہ شاعران خواجہ وزیر	رفت زین دار فنا سوی جنان
از پی سال وفاتش گفت زار	بلبل ہندوستان شیرین زبان

از مولوی میر محمد حسن صاحب حسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شہ کلام متین و رنگین بلیغ و فصیح و ذکی و کامل	علیم علم بیان و معنی برنگ فردوسی و نظامی
فروغ بزم سخن چو صائب کلیم ثانی وحید عالم	درین زمانہ وزیر بودہ عدیل سعدی نظیر جامی
حسن چو جستیم سال فوتش بدرد و رنج و ملال و حرمان	صدای ہاتف بمن رسیدہ آرم گرفتہ وزیر نامی

از عبد الصمد صاحب حزین تخلص شاگرد مولوی محمد حسن صاحب حسن

عالم علم بیان صاحب سیف و قلم ... کشور نظم و بیان بود بزیر نگین
خواجہ وزیر متین ہالک ملک سخن ... رفت ز دار فنا جانب خلد برین
سال وفاتش خرد گفت بصد درد دل ... وای شہ شاعران بودہ وزیر ای حزین

از منشی مرزا محمد رضا صاحب معجز تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

افسوس ہی کہ حضرت خواجہ وزیر آج ... راہی سوی عدم ہوے دیکہہ ہمین تعب
دنیا سی اوٹھہ گیا مزۂ شعر و شاعری ... طاری سخنورون کو ہی دل پر الم عجب
اوستاد کے حقوق نہ مجہسے ادا ہوے ... ہیہات دل کی دل مین ہین ارزوین سب
معجز جو شفقتین مجہے آتی ہین اونکی یاد ... فرط غم و الم سے مین ہوتا ہون جان بلب
کرتا ہون نالے پڑھہ کی یہ مصراع سال فوت ... ویران ای وزیر ہی اقلیم شعر اب

از مولوی اشرف حسین صاحب جانفضا اشرف تخلص ابین ضلع بنارس شاگرد معجز

رفت زین دار فنا خواجہ وزیر ... بود بنیاد کلامش راسخ
گفت اشرف ز حروف منقوط ... ہاے ہے شاگرد رشید ناسخ

از سید ہادی علی بیخود تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

استاد وقت بست چو رخت سفر ز دہر ... در چشم کاملان سخن شد جہان سیاہ
تاریخ فوت بیخود محزون رقم نمود ... ہی ہی وزیر ناسخ مرحوم آہ آہ

از سید آغا جان صاحب ضبط تخلص شاگرد بیخود

راہی جنت ہوے خواجہ وزیر ... تہی وہ سرخیل فصیحان زمن

لطف شعر و شاعری جاتا رہا		خار ہی نظرون مین اپنے یہ چمن
بسکہ ماتم دار ہی جان حزین		خانۂ دل بن گیا بیت الحزن
نشتر ستر یان یہ غم ای ضبط ہجر		مرغ دل ہر دم ہی اس سے نالہ زن
جن کے حرف بانقط لکھہ سال فوت		آہ خالی ہوگیا ملک سخن

از سید محمد حسین صاحب محمد تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہزار حیف عجب اوستاد یکتا ئے		سرای عالم فانی سے آج کوچ کیا
سن وفات لکھا خامۂ محمد نے		وزیر ملک معانی کا شبہ تھا واویلا
	ایضاً	
گذشتہ ہای صد حیف آہ ای افسوس و اویلا		کہ یکتا بود او لامثل بر ہر فن وزیر الوا
محمد سال مرگ او نبشتہ آہ آہ از دل		بملک جاودانی گشت سکہ زن وزیر الوا
	ایضاً	
وزیر شہنشاہ اقلیم معنی		گئی یان سے ای وای سوی جنان جب
محمد مسیحی مین تاریخ لکھو		سخندان بے مثل کیسا اوٹھا اب

از عبد الرحیم خان صاحب سالہ دار رحیم تخلص شاگرد بیخود

چون ز دنیا کرد رحلت حضرت خواجہ وزیر		ہر یکی را صدمۂ جانکاہ شد از حد فزون
سال فوتش را چو دل پرسید جان از بیدلی		گفت مرجع نیست جز انا الیہ راجعون

تمت

۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۳۰

ہوا شاہ دواوین نام بسم اللہ سے دیوان کا
عوض مطلع کے کھینچو آئینگے نقشہ روی جانان کا
زلیخا کیطرح کس شاہ لک حسن نے جہانکا
نہیں انبوہ خط مین جلوہ حسن روی جانان کا
ہوا جوبن فزون خط سے سیہ روی جانان کا
حنائی ہاتھہ کی تاثیر طرفہ رنگ لائی ہے
گلی سے حرف باتونکی نظر آتی ہین حیرت ہے
کریگا آتش افزوری حمن سے دوای گیسو مین
دکھایا بی تکلف ہوکے منہ اوس حور طلعت نے

سر دیوان یہ ہے الحمد للہ تاج قرآن کا
بنے تا مطلع خورشید مطلع اپنے دیوان کا
ہر اک ہے وزن بنا ہی چشم یوسف سیر زندان کا
عیان ہے تخت یہ پریونکی جھرمٹ مین سلیمان کا
بڑھا ہے آہنو سے حل سے حسن اور قرآن کا
شجر تیرے نگین کا بنگیا ہے نخل مرجان کا
عیان جوہر ہین بے شک آئینہ ہی جسم جانان کا
دھوان بنکر ولائی کا نظارہ سنبلستان کا
اڑھا کھونگھٹ کہ دروازہ کھلا گلزار رضوان کا

بگڑ کر اوسنی چلمن سے جو ہمکو آنکھہ دکھلائی
غزال چشم پر دھوکا ہوا شیر نیستان کا

پری وش پڑھتی ہین کلمہ مرا مین ہون وہ دیوانہ
ہر اک داغ جنون مین ہی اثر مہر سلیمان کا

تری ہونٹونکے آگے رنگ حب اسکا نہین جمتا
تہ کیا کیا جوش کھاتا ہی لہو لعل بدخشان کا

ہی یہ حسن دو ہفتہ چار دنکی چاندنی ساقی
چھلک جاتا ہی بھرتی ہی پیالہ ماہ تابان کا

نہین ہی سرمے کا دنبالہ اے ترک آنکھہ مین تیری
سپہر اسرمتی ہی یہ نشان فوج مژگان کا

ذقن مین دانہ خال سیہ دیکھا تو مین سمجھا
لطافت سے عیان ہی تخم یہ سیب زنخدان کا

وہ گریان ہون جہ میر یوسف دل گر پڑا اسمین
کبھی پانی نہ ٹوٹیگا تری چاہ زنخدان کا

جہان کو قتل کرتے ہین یہ مہرو جامہ زیبی سے
مگر تیغ ہلالی ہی ہلال انکی گریبان کا

رہا کرتا ہی وا اپنا دہان شکوہ فرقت مین
کوئی مرہم نہین جز وصل اس زخم نمایان کا

دکھایا اوسنے عارض قبر عاشق کی لگی کہدنے
سحر ہوتی ہی دروازہ کھلا شہر خموشان کا

بنینگی ڈول ہر بازی طفلان مرے گل کے
اثر باقی رہیگا الفت چاہ زنخدان کا

حلب کی صبح صادق کا گمان ہی اوسکی عارض پر
مسی پر لعل لب کی شبہہ ہی شام بدخشان کا

بہت کچھہ کھوکے پائی اسنے راہ خود فراموشی
دل گم گشتہ اپنی خضر ہی اپنے بیابان کا

گرا قطرہ پسینے کا جو اوس روے مخطط سی
تلی کا جنس جان کے ساتھہ یہ سیپارہ قرآن کا

ہوی ہین جمع آنسو کر رہی ہین شمع خیان کیا کیا
گمان ہی دامن مژگان پہ بازیگاہ طفلان کا

فلک پر ہی دماغ ای منعمو اپنا گدائی مین
بہت ہی بوریا خواہان نہین تخت سلیمان کا

دل دیوانہ کی چندے جو زلفون مین بسر ہوگی
لقب ہو جائیگا صبح وطن شام غریبان کا

نپایا بوسۂ لب اوس پری سی جب تو یہ سمجھا
نہین انسان کی قسمت مین چشمۂ آب حیوان کا

لب لعلین پہ اوسکی یہ نہین ہی پان کا لاکھا
نکل آیا ہی کھاکر جوش خون لعل بدخشان کا

پر نیزا دونے دی مٹی جو مجکو بعد مرنیکے
کوئی تختہ لحد مین تھا مگر تخت سلیمان کا

۲

مسین بھیگین نہین ہین ای وزیر اوس آئینہ رو کی
نمایان پشت لعل لب پہ ہی یہ عکس مژگان کا

۲۳

حیرت افزای جہان جسم مصفا ہوگیا
چار جوہر مل کے اک آئینہ پیدا ہوگیا

پھٹگیا داماں یوسف کیا ہی رسوا ہوگیا
کیون نہ سوزن سی کھکر دست زلیخا ہوگیا

اب کرامت کیجیی اب معجزے دکھلائیی
خضر خط رخسار یوسف لب مسیحا ہوگیا

ذکر آیا جب بھونکا گرپڑے ہم سر کے بھل
آیتین سجدے کی سنکر فرض سجدا ہوگیا

در پہ اوس خوش چشم کی جا بیٹھے ہین مثل فقیر
آہوونکو سایہ اپنا مرگ چھالا ہوگیا

خوب محشر کرکے برپا یار کو دکھلادیا
آج اور رفتار جانان کا رفدا ہوگیا

وای محرومی نہ دیکھا خواب مین بھی یار کو
میرے اوسکی درمیان غفلت کا پردا ہوگیا

سایۂ قامت بھی ہرجائی ہی کیا تیری طرح
سرو گلشن مین ہوا جنت مین طوبا ہوگیا

طوف کی حیلے مین ہم بھی گھورنی کو جائینگے
گر سیہ پوشی سے کعبہ چشم لیلی ہوگیا

سلسلہ جنبان ہوئی گردش جو چشم یار کی
بنکی آہو سایہ اپنا دشت پیما ہوگیا

خود نما جب ہوگیا آئینہ سودای عشق
حلقۂ زنجیر مجنون چشم لیلی ہوگیا

بنگیا محراب کعبہ کا پیالہ جام سے
مست ہین اللہ کی جو منہ سی نکلا ہوگیا

ہوگیا وحشی گہر دیکھی جو وہ موی تنی دانت
بڑھ گتی گر دیتی وحشت پیدا ہوگیا

کیا سنایا کیا پڑھا یا ای چمن آرا انہین
گوش گل بہرا دہان غنچہ گونگا ہوگیا

جلوۂ محبوب مہوش دیکھ لے ہر رنگ مین
قیس کو آہو بھی چشم شوخ لیلیٰ ہوگیا

خاک مین ملجای وہ چشمہ نہ جسمین آب ہو
پھوٹ جائے آنکھ اگر موقوف رونا ہوگیا

خلق کیا مصروف طوف کعبۂ بتخانہ ہی
ہمسے گر پوچھو تو حکر مین زمانا ہوگیا

خط مشکین سے تری ہی کسقدر لپٹا ہوا
کیا مرے دل کا ورق خط کا لفافا ہوگیا

وقت نظارہ معطر آنکھ کے پردے ہوے
عطر نرگس تیری آنکھون کا پسینا ہوگیا

کیا نمک ہی تجھمین ای ساقی کہ پرتو سی ترے
بادۂ انگور بھی ساغر مین سرکا ہوگیا

سبزہ عارض پہ نہین ملے وجہ او روح روان
تو سراپا دل ہوا تو خط سویدا ہوگیا

ہم لنغل ہو نکلی ہی ابتو سراپا آرزو
ضعف سی قد جھک کے آغوش تمنا ہوگیا

٢

قبلۂ دنیا و دین مدفون ہوا ہی ای وزیر
شوق سے سجدہ کرون کعبہ مدینا ہوگیا

٢٢

جسم کیسا یان لباس جسم آدھا ہوگیا
جامۂ تن گھٹ گیا ایسا کہ نیما ہوگیا

جان جائیگی دریچہ اونکا تیغا ہوگیا
شوق نظارہ مین ہر دم طماچا ہوگیا

پی گئی آنسو جو خالی جام صہبا ہوگیا
ابتو ساقی نام دریا نوش اپنا ہوگیا

چشم کم سی ہمنے دیکھا گھٹ کے قطرا ہوگیا
ای حباب ابتو ترے کوزے مین دریا ہوگیا

دانت پر اپنے لگا کر دونکی لیتی ہو کیون
آب گوہر مل کے کیا خنجر دو آبا ہوگیا

سرخ عارض پر تری ساقی جو نکلا خط سبز
ساغر زرین پہ گویا سبز مینا ہوگیا

سبزہ عارض پہ جو نکلا پھاڑ کر پھینکی نقاب
چاک چاک اس خط کی آتے ہی لفافا ہوگیا

دامن یوسف کا پھٹنا تھا ستم ہی دست شوق
ٹکڑے ٹکڑے جامۂ صبر زلیخا ہوگیا

وان بھی جا پونہچے خریداران حسن خود فروش
چاہ یوسف کے لیے دوکان سودا ہوگیا

اوس بت کافر کا زاہد نے بھی نام ایسا جپا
دانۂ تسبیح ہر اک رام دانا ہوگیا

کھا گیا مجھ نا توانکو غم مری خوش چشم کا
ہو کے کاہیدہ اسی آہو کا چارا ہوگیا

آتش رنگ حنا سی دست نازک جل گیا
معجزہ ہاتھ آگیا لو دست موسیٰ ہوگیا

ہوگیا جامی سے باہر اپنی کپڑے پھاڑ کر
چاک پیراہن نکلجانے کو رستا ہوگیا

بل نکالا ہی مژہ کا اوس نگاہ گرم نے
آنچ سے تلوار کی کیا تیر سیدھا ہوگیا

دیکھنا ہم میکشون کی ساقیا دریا دلی
آنسوؤن سے بھر دیا خالی جو شیشا ہوگیا

میرے طالع کا ستارہ کسقدر گردش مین ہی
آسمان پہ چرخ پوجا کا تماشا ہوگیا

وای محرومی گلی پر میرے چلکر رہگیا
منہ ہوا خنجر کا میٹھا جب وہ کڑوا ہوگیا

اسقدر رونیکی صدا گوش بتان تک جائیگی
اشک شور انگیز ناقوس کلیسا ہوگیا

بارہ کی ڈوریکا زنار اب گلی مین چاہیے
زخم پیشانی جبین پر اپنی قشقا ہوگیا

قطعہ

ذکر قمری سرو و شمشاد و صنوبر کرتی ہین
چرچے ہین عاشق کے یا دحق کا حیلا ہوگیا

زیب دیتا ہی تماشا گاہ عالم گر کہون
جسطرف گذری ہر اک محو تماشا ہوگیا

غمزہ و انداز و ناز و کبر و مہر و لطف و حسن
سات یہ اور ایک تم آٹھوں کا میلا ہوگیا

۲۳	وله	۴
شبکو روشن یار کے بازو کا اِگا ہوگیا		گرمیان کین اسقدر ہر عضو شعلہ ہوگیا
خاک ہی پالی کہان چوڑا ہاچو کا ہوگیا		خشک دریا ہوگئے موقوف رونا ہوگیا
طائر رنگ حنا بھی رشتہ بر پا ہوگیا		ہون وہ لاغر جب کہا اونکی کف رنگین ہاتھ آگیا
مثل خامہ جو زبان پر آیا انشا ہوگیا		کردیا تحریر اپنی بے صدا تقریر کو
جامۂ تن انکھون شبنم کا کرتا ہوگیا		آفتاب داغ سودا کو جو دیکھا اوڑ گیا
خط مرا شکل زبان خامہ گویا ہوگیا		واکیا جب یار نے آئی صدا مثل صریر
ہنسکے کہتی ہین بدن کیا انکا دوہرا ہوگیا		بل بے شوخی دیکھتے ہین جب مرا قد دوتا
ڈھیلی آنکھون کی چلے مجکو جو سودا ہوگیا		آنکھہ پر اک طفل کی اب انکھون پڑ گئی
ریگ ماہی فرط بیتابی سے دریا ہوگیا		تم نہانے کیا گئے اوسکو ملایا خاک مین
سر وکیا آغوش مین گلزار سارا ہوگیا		طوق قمری ہوکے بالیدہ بنا دیوار باغ
ہاتھہ مین خامہ عصای دست موسیٰ ہوگیا		فہمی مضمون حاسد سب قلم خوردہ ہوے
ضعف دامنگیر ہی تصویر دیبا ہوگیا		اپنے جامی سے اگر باہر ہون اب ممکن نہین
قاصد اپاہی قلم سے خط روانا ہوگیا		اونکی چلنے کی صفت لکھی تو ہل چل پڑ گئی
شیشۂ توبہ کو پتھر جام صہبا ہوگیا		مژدہ اے ساقی جنون خیز ابکی آئی ہی بہار
ہر قدم نقش قدم چشم تماشا ہوگیا		دید کے قابل ہی اوکبک دری رفتار یار
ضعف سی مین زرد وہ سونے سے پیلا ہوگیا		کھینچ لایا حسن کو بھی عشق اپنی رنگ پر

مے سے نکلا جام مے اپنے لیے مثل حباب
دیکھ ساقی لطف حق پانی پیالا ہوگیا

ایک ہاتھ اک پاؤن سی ہی جسطرح رفتار کلک
چلتی پھرتے ہین سدا گو جسم آدھا ہوگیا

آینہ دیکھا تو اپنے خط پہ آنکھ اوسکی پڑی
کاغذی بادام اس خط کا لفافا ہوگیا

سنگ اسود کو لب فریاد سی چوما اگر
ایسا چلایا کہ ناقوس کلیسا ہوگیا

بھر کے دیکھا جام ہمنے پی لیے خالی ہوا
فرقت ساقی مین نچوڑا پیالا ہوگیا

آب و خاک و باد و آتش جسم بنکر گرد ہین
اس اکیلی جان پر کس کس کا بلوا ہوگیا

٥
کوئی مرتا تھا نہ اوسکی ترچھی نظرون پر مگر
پار گذرا دل کے جب یہ تیر سیدھا ہوگیا
۲۳

تصور یہ ہا آنکھون مین اوس لیلی شمائل کا
کہ اپنی آنکھ کا پردہ بنا ہی پردہ محمل کا

دماغ ایسا ہی جانان تیری دروازیکی سائل کا
موا ہون تو صدا دیتا نہین کاسہ مری گل کا

بدنمین میری جتنے زخم ہین پانی چراتی ہین
نپوچھو کسقدر پیاسا ہون آب تیغ قاتل کا

پنہایا یار کو بھی طوق منت کی بہائی سے
فلک نے بار ہی نالہ سن لیا میری سلاسل کا

ادھر مینے تواضع کی اودھر تعظیم اوسنے کی
جھکائی مینے جب گردن تو اوٹھا ہاتھ قاتل کا

بہت جسنے اوٹھایا سر گری نظرونسی قدر اوسکی
ندیکھا کوی پروانہ چراغ ماہ کامل کا

کسیکی سنبل خط کے تصور مین جو پھرتا ہون
تو شکل خامہ نقش پا مین ہی عالم سلاسل کا

بنی ہی آہ منہ پھیرے ہوی تصویر بھی اوسکی
کھچا ہمسے رہا کرتا ہی کچھ نقشہ بھی قاتل کا

کسی معنی کمر سے خاک ہونی پر بھی الفت ہی
پڑا ہی بال از خود جب بنا کاسہ مری گل کا

گلا کاٹون مین اپنے ہاتھ سے بے منت قاتل
مرے ناخن سے حل ہو جائے عقدہ میری مشکل کا

کریمون سے کنارہ کر کہ قسمت کچھ عجب شے ہے
لب دریا ذرا لب خشک رہنا دیکھ ساحل کا

جنون اب تھک گیا ہون بھر تو پھر زنجیر کر دے
کہین جاگے نہ پائے خفتہ سنکر غل سلاسل کا

الٰہی خون کی قطرون سے آواز آئے گھنگرو کی
پھڑک جائے تماشا دیکھکر وہ رقص بسمل کا

کبھی دلمین کبھی آنکھون مین جا دون ان حسینونکو
کہ ماہ و مہر کا ہے کام طے کرنا منازل کا

نکل جائین تڑپکر مچھلیان دست حنائی کی
لہو بھر جائے او قاتل اگر مجھ نیم بسمل کا

چرا کرتے ہین سبزہ کھیت کا کشتونکی جو آتو
سمجھتا ہون مین ہے یہ بھی اشارہ چشم قاتل کا

چڑھاتے دار پر منصور کے ہمراہ زاہد کو
تماشا دیکھنا منظور تھا گر حق و باطل کا

کسیکی آنکھ کے سرمے نے مجکو مار ڈالا ہے
ندا ہے آواز اگر ٹوٹی کوئی ساغر مرے گل کا

زمین بھی نکلی جاتی ہے مرے پاؤنکی نیچے سے
مجھے مشکل ہوا ہے ساتھ دینا اپنی منزل کا

خوش آتی ہے وہ راحت مجکو جسمین رنج بھی کچھ ہو
جو تکیہ بھی ہو تو پر ہائے مرغ نیم بسمل کا

سفر کرنا مثال شہاب کچھ مشکل نہین مجکو
کہ بس اک پاؤنکی لغزش ہے طے کرنا منازل کا

یہی تو جرم ہے جسکی سبب پامال رہتی ہے
حنا نے ذبح کرنے مین بہت تھاما ہاتھ قاتل کا

۶	وزیر اب سینے مین دلکی عوض کیا درد رہتا ہے کہ رویا کرتے ہو پڑھ پڑھ کے تم دیوان بیدل کا	۲۶

نشانہ بعد مردن بھی رہا مین تیر قاتل کا
بنایا کرتے ہین ناوک فگن تودہ مری گل کا

جو جیتے تھے تو روتے تھے ہوئے ہین خاک مرنے پر
ہمارا کالبد شاید فقط تھا آب و رگل کا

فقیری میں بھی اے دل آسمان پر ہے دماغ اپنا
گدائی بھی کریں تو لیکے کاسہ ماہ کامل کا

گل زخم بدن میں اب گل بازی کا عالم ہے
نکل جاتا ہے مضمون ہاتھ آکر زخم بسمل کا

رلائی یاد شیون پھر کسی گل کی تبسم نے
سکھایا خندۂ گل نے ہمیں نالہ عنادل کا

برای بازی طفلان بنی ہے آسیا اکثر
وہ سرگشتہ ہون مرنے پر یہ نقشہ ہے مری گل کا

زبان تیغ او ظالم اگر کچھ حال پرسان ہو
دہان زخم سے کہنے لگین ہم مدعا دل کا

غش آیا ہے ہمین بس دیکھتے ہی تیغ ابرو کو
ہماری منہ پہ اب چھینٹا دو آب تیغ قاتل کا

سراپا حال جوش گریہ ہے طوفان سا طوفان ہے
بندھی اس بحر مین مضمون بھلا کیا خاک ساحل کا

خیال عارض جانان مین باہم بسکہ نالان تھے
مہ و خورشید پر دھوکا ہوا مجکو جلاجل کا

اگر عقدہ سراپا ہے برنگ اشک کیا غم ہے
مری افتادگی کے ہاتھ حل ہوتا ہے مشکل کا

مری اشکون کے دریا کا کبھی جو شور سنتا ہے
برنگ موج زہرہ آب ہو جاتا ہے ساحل کا

ہین گر گفش نو یا رب وہ آکر خوب سا روندے
مبارک ہو ہی دشمن پر یہ کہنا مری دل کا

بنی ریگ روان خاک اپنی اور ڈھونڈھا کیے تجکو
نچھوٹا بعد مردن ہمسے طے کرنا منازل کا

یونہین ہم ساربانی غیرت لیلیٰ کی کرتے ہین
نہین محمل تو مضمون باندھتے رہتے ہین محمل کا

اگر سیلاب اشکون کا بہیگا یون ہی اے وحشت
بنیگا صورت گرداب ہر حلقہ سلاسل کا

بجھائی چاندنی مہتاب اور خورشید مشعل ہو
فلک قصائی ہو شادیسی جو لون نام اوسکی محفل کا

کسیکی جستجو مین لخت دل آنکھون مین آتے ہین
تلاش یوسف گم گشتہ مین ہے قافلہ دل کا

مری بدمست کی تلوار تو نکلی ہی پڑتی ہے
بط مے بھی دکھا دے اب تڑپنا مرغ بسمل کا

ستارے جھڑتے ہین چلنے مین اوسکی کفش زرین سے
قبا ہے آسمانی رخ مین عالم ماہ کامل کا

تو وہ یوسف لقا ای زہرہ وش ہے گر کبھی جھانکے
زیادہ چاہ کنعان سے ہو رتبہ چاہ بابل کا

لگالون طوق کو بس اب گلے سے مدعا سمجھا
نہین ہو جبہ قدمون پر مرے گر نا سلاسل کا

جھکائی ہین کنوین تونے فرشتے کے کھون منہ پر
ترے چاہ ذقن نے منہ دکھایا چاہ بابل کا

کہے دیتے ہین اسکو عرش کی زنجیر سے باندھو
فلک ہے داغ انروزون اپنی وحشت دل کا

مسلمان ہون تو کعبے مین رکھون سنگ اسود کو
تصور ساتھ ابرو کے کرون رخسار کے تل کا

٢٥	بنے گا نامہ بزاغ کمان اب ای وزیر اپنا ہے خط مین وصف خال ابرو خمدار قاتل کا	٧

بس مردن بھی مشکل ہے پونہچنا یا تک دل کا
لحد ہے نام ملک عاشقی مین پہلی منزل کا

مہ نو سے کھنچا ہے صاف نقشہ تیغ قاتل کا
دکھا دی ای فلک تو بھی تڑپنا نیم بسمل کا

صریر کلک فکرت نے سنائے نالہ مجنون
کوئی مضمون جو وحشت مین لکھا لیلی کی محمل کا

تو وہ لیلی ہے گر پھرتا رہون تیرے تصور مین
دکھائی آبلہ پاؤنکا میرے جلوہ محمل کا

یہ خورشید اگر پھرتے ہین تو گردون بھی پھرتا ہے
حسینونکو نہین دشوار طے کرنا منازل کا

کمال عشق مین راحت ہے وہ جو رنج ہوتا ہے
نہین ہے زخم گردن پر یہ ہے احسان قاتل کا

پہنکر دھانی جوڑا کھیت مین کشتونکی آ ظالم
ہرا ہو جای پھر زخم کہن ہر ایک بسمل کا

انا لیلی مین کیا ہے لطف مجنون ہے مزہ اسمین
ترے آغوش مین عالم جو ہے آغوش محمل کا

خودی بھولا وہ بت دیکھے تماشے جب خدائی کے
دھرا رہتا ہے آگے اب تو آئینہ مری دل کا

تری ہین منتظر گنتے ہین ہر اک دن گھڑیان ۔ اری کافر یہ اونی پردہ ہی عقد انامل کا

کسی دن اوسکو افسون تصور کھینچ لائیگا ۔ اوتاریگا پری اک روز یہ شیشہ مری دل کا

چراغ ماہ لیکر رات بھر ڈھونڈھا کیا گردون ۔ مین وہ پروانہ گم گشتہ ہون اوس شمع محفل کا

نظر سے میری گر بیمار اونکی ہوگئین آنکھین ۔ تصدق کی لیے کھچوا اون وغل آنکھ کی تل کا

مثال تیر مغز استخوان سینے سے نکلا ہی ۔ تماشا دیکھو ابرو کمان بیتابی دل کا

کہان تھا آسمان کو دخل ایسا شیشہ بازی مین ۔ اوڑایا ڈھنگ اسنی بھی مری بیتابی دل کا

بنایا شمع کو پروانہ آکر اوس بھبوکے نے ۔ ہر نقشہ شکل فانوس خیالی اہل محفل کا

پر طاوس اوسکی تیغ جوہر دار کو سمجھا ۔ دہان زخم سے سائل ہوا ہین تیغ قاتل کا

رگلی تیغ و سپر باندھے پھرا کرتا تھا وہ ظالم ۔ لڑکپن بھی تھا خالی تسم سے میری قاتل کا

نمک ایسا ہی اوسمین شور ہو وہ چشمہ شیرین ۔ پڑے گر عکس او فرہاد اوس شیرین شمائل کا

تری حسرت کی آگے کیا حقیقت ہی گناہونکی ۔ خدایا روبرو حق کی کہان تیہ ہی باطل کا

پس مردن بھی مین رہتا ہون نالان انکی ہاتھونسے ۔ بجاتے ہین پپیہا یا مجنون لڑکے مری گل کا

بنائی گلزمین شعر مین اب آشیان بلبل ۔ سراپا گل کی ہمصورت ہی یعنی قافیہ گل کا

تمنا یہ رہی اوس بیوفا تک خط پونہچنی کی ۔ کبوتر بعد مرنے کے بنا اکثر مری گل کا

قدم رہتے ہین تب دشت جنون مین اپنے چلنے سے ۔ بھرا دیتا ہی سر جب مجنون نالہ سلاسل کا

۸	فقیری مین وزیرا آگی پریان پاؤن پڑتی ہین یہ نقش بوریا اپنے لیے ہی نقش عامل کا	۲۳

بزم جہانمین ہی کوئی دم یہ مے سرور
ہی ساغر نشاط پیالہ حباب کا

مجھسے کسیکی دل شکنی ہو نہ عندلیب
توڑون کبھی نہ پھول چمن مین گلاب کا

دریا مین کسنے خندۂ دندان نما کیا
لبریز موتیون سے ہی ساغر حباب کا

یوسف کی اور یار کی تصویر کیا ملے
وہ ہی ورق غلام کا یہ آفتاب کا

وہ رشک مہر جای جدھر منہ اودھر پھرے
عالم ہوا ہی مجھمین گل آفتاب کا

١١

کافر ہوا ہون پیکی مے عشق بت وزیر
زنار مجکو چاہیے موج شراب کا

١٥

اوس مہ کے منہ لگا ہی پیالہ شراب کا
ہی آج آسمان پہ دماغ آفتاب کا

تارے نمود ہون جو غروب آفتاب ہو
آنسو بہین تہی جو ہو ساغر شراب کا

دریا بہت پھرا ہی مرے ساتھ دشت مین
ہی اس سے اسکی پاؤن مین چھالا حباب کا

مکتب مین غم کے حفظ کیا آہ کا سبق
رہتا ہی یان زبان پہ مطلب کتاب کا

زاہد حرام مے کو نہ کہنا وگرنہ مین
جنت مین چھین لونگا پیالہ شراب کا

میخانہ یاد ساقی کوثر سے خلد ہی
ای میکشو حلال ہی پینا شراب کا

اوس مہ کا جی پھرا ہی جو دریا کی سیر سے
گردش مین اندنون ہی ستارہ حباب کا

ثانی تمہاری مصحف رخ کا ہو کیا کوئی
ممکن نہین جواب خدا کی کتاب کا

پانی چوائی کب وہ مرے منہ مین مرتی دم
صرفہ کرے گلی سے جو خنجر کی آب کا

چہرے سے آفتاب قیامت مراد ہی
دامان حشر نام ہی اوسکی نقاب کا

غفلت مین بھی کھلا نہ مرا راز دل کبھی
آیا جو غش گمان ہوا اسکو خواب کا

صحرا مین پاؤن پڑکے مجھے خار رکھتے ہین
ہی سبکے دلمین گھر ترے خانہ خراب کا

وان سے اوٹھے تو منزل اوّل ہی گور کی
ہی قصد کوے یار مین اب پا تراب کا

سیراب کر مجھے ترے خنجر مین آب ہی
گر ہو سکے تو کام بڑا ہی ثواب کا

۱۲

ہسطرح تجلی آج چمکتی ہی ای وزیر
شاید کہین ہی ذکر مرے اضطراب کا

۲۲

کب دی ہمین وہ بھر کے پیالہ شراب کا
اوٹھے نہ جسکے ہاتھ سے ساغر حباب کا

فرقت مین تیری مجھسے پھرا دل شراب کا
منہ اسطرف کبھی نہوا آفتاب کا

پرتو پڑا ہی کس ور دندانکی آب کا
آب گہر سے بھر گیا ساغر حباب کا

یہ روون مین فلک سے ملے سطح آب کا
پونہچا ون آسمان پہ ستارہ حباب کا

موجونکی طرح نامے سی سطرین روان ہوئین
قاصد روانہ ہمنے کیا اضطراب کا

ریگ روان سے کیا ہی مرا کالبد بنا
یارب یہ کیا سبب ہی مرے اضطراب کا

یان ہی صریر کلک مین آواز عندلیب
کاغذ ہی اشک سرخ سے تختہ گلاب کا

ای شہسوار یان بھی قدم رنجہ کیجیو
ہی حلقہاے چشم مین عالم رکاب کا

حرف سخن ہین صورت خط زیر لب عیان
ادنی یہ وصف ہی دہن لاجواب کا

گھڑیان ہین گنتے کٹتی ہین وعدونکی راتین آہ
ہر شب یہان عذاب ہی روز حساب کا

لوگون نے چاندنی اوسے مشہور کردیا
دیکھا جو تجھکو رنگ اڑا ماہتاب کا

ہر اک دہان زخم سے گویا ہون مثل نی
کیا منہ لگا ہون دیکھیے دینا جواب کا

ای مست ناز روے خط جام دیکھکر
آتا ہی دھیان نشہ مین خط کے جواب کا

ہنستا تھا میری بزم مین ہر ایک غنچہ لب
کیا کھل رہا تھا رات کو تختہ گلاب کا

ہمراہ دل جلون کے تبو میکشی رہے
ہوتا ہی ساتھ خوب شراب و کباب کا

لڑکے جدا ہین گرد مرے بلبلین جدا
ہر سنگ خم سی پھول بنا ہی گلاب کا

اوس شہسوار کا ہی دماغ آسمان پر
کھینچا ہی جو ہلال نے نقشہ رکاب کا

ریگ روان کیطرح نہین خاک کو قرار
عالم وہی ہی بعد فنا اضطراب کا

قطعہ

جانے لگا جو بزم سے وہ شہسوار حسن
دریا روان ہوا مری چشم پر آب کا

مانند موج اسپ نے جب کی شناوری
حلقہ بھنور کا بنگیا حلقہ رکاب کا

کیا نازکی ہی نیلوفری گل سی ہونٹھ ہون
منہ سے لگاے یار جو ساغر حباب کا

۱۳

تعداد جرم لم تری رحمت ہی بیحساب
کچھ غم نہین **وزیر** کو روز حساب کا

۱۸

بزم صنم مین رات تھا چرچا شراب کا
روشن ہوا تھا شبکو چراغ آفتاب کا

آیا خیال رونے پہ چشم پر آب کا
آنسو کے پوچھنے کو ہو دامن سحاب کا

بیجا نہین حجاب مرے ماہتاب کا
دیکھا ہی منہ کسی نے کہان آفتاب کا

چہرے سے میرے پوچھے جو تو اشک گرم کو
ای برق جلکے خاک ہو دامن سحاب کا

آئیگا کوئی دم کے لیے یار ساقیا
ہو محفل شراب مین ساغر حباب کا

مجنون کی آج حال پہ ہم رونے جائینگے
استادہ ہوگا نجد مین خیمہ سحاب کا

میخانہ چشم مست ہی اور گوش جام ہین
ساقی گلوے صاف ہی شیشہ شراب کا

آتا نہین نظر مسی آلودہ وہ دہن
گویا کہ ہی وہ خال رخ آفتاب کا

ایسا جلا ہی گردنِ ساقی کو دیکھکر
محفل مین شمع بنگیا شیشہ شراب کا

لکھا ہی سوز دل پر پروانہ ہین ورق
شیرازہ تارِ شمع سے باندھو کتاب کا

آتا ہی غش ترے دُر دندان کو دیکھکر
چھینٹا تو ہمکو دیجیو موتی کی آب کا

گردشمین زیر ابروِ پرخم ہی چشم مست
محراب مین بھی دور ہی جام شراب کا

وہ بادہ کش ہون کھون جو مین دشت مین قدم
ہر گرد باد دور ہو جام شراب کا

میری طرح وہ غیر سے بھی آنکھ پھیر لے
ہون منتظر زمانے کی اس انقلاب کا

زنار موجین بن گئین ناقوس ہین حباب
ای بت کیا ہی تونے جو نظارہ آب کا

کوہی صنم مین شوق سے میخواریان کرون
فردوس مین حلال ہی پینا شراب کا

کہتا ہی آب تیغ سے سیراب کرکے شوخ
پانی پلانا کام بڑا ہی ثواب کا

۱۵	گردش پہ چشم مست کی دل پس گیا وزیر ٹوٹا ہی دور جام سے شیشہ شراب کا	۱۴

آج ہمنے لبِ جانان دیکھا
ای خضر چشمۂ حیوان دیکھا

روز افزون ہی ترا حسن ایماہ
ایک ہفتے مین دو چندان دیکھا

کہا آئینہ قدِ آدم ہی
جب سراپا مجھے حیران دیکھا

مین وہ بلبل ہون بتصور ہمیشہ
آنکھہ کی بند گلستان دیکھا

دیکھکر پریون کے ہوش اڑتی ہین
تجسا کوئی نہین انسان دیکھا

پہلے ہی مر گئے ہم خوب ہوا
نہ غم رحلت یاران دیکھا

لمبے لمبے ترے بال آگئے یاد
جبکہ طول شب ہجران دیکھا

کی نگہ چشم فنا سے جسدم
اپنے گھر آپکو مہمان دیکھا

بادشاہی کی تمنا نہ رہی
جب سوے گور غریبان دیکھا

ہون وہ بلبل کہ قفس ہی مین رہا
خواب مین بھی نہ گلستان دیکھا

یاد دندان مین بھر گیا دل بیتاب
ہمنے گوہر کو بھی غلطان دیکھا

تجسے اے صبح وطن ہو کے جدا
صدمۂ شام غریبان دیکھا

ایک ہی جھٹکے مین اے دست جنون
پاس دامن کے گریبان دیکھا

اپنے جامے سے ہوا وہ باہر
جسنے تجکو کبھی عریان دیکھا

۱۵	گر پڑی بجلی جو ہم تڑپے وزیر روئے تو ابر کو گریان دیکھا	۲۱

میکشی مین ہمسے آزردہ جو دلبر ہوگیا
گردش ایام ساقی دور ساغر ہوگیا

جلوہ گاہ زلف وہ روی منور ہوگیا
کفر اور اسلام کا رتبہ برابر ہوگیا

طوق آہن خون سے اک حلقۂ زر ہوگیا
سنگ طفلان مجکو پارس کے برابر ہوگیا

غنچۂ لب کے اثر سے کیا معطر ہوگیا
بنگیا پانی گلاب اور پھول ساغر ہوگیا

معجزے ہوتے ہین تجھسے ہر قدم ای سرو قد
جاتے جاتے باغ تک سایہ صنوبر ہو گیا

غیر عریانی بھلا کیا چاہیے جامہ مجھے
ای جنون مین اپنے ہی جامے سی باہر ہو گیا

خندۂ دندان نما کر تارے آجاتین نظر
شب ہوئی زلف سیہ رخ ماہ انور ہو گیا

تیغ قاتل کا نہین احسان سر پہ شکر ہی
یان گریبان ہجر مین گردن پہ خنجر ہو گیا

نالۂ دل صور ہی خورشید محشر داغ ہی
صاف اب روز جدائی روز محشر ہو گیا

تیرے کوچے کا جو رونا یاد آیا خلد مین
مثل آب تیغ مجکو آب کوثر ہو گیا

ابرو خم گشتہ کشتی چہرہ ہی دریای حسن
کھل گیا جب گیسو پر پیچ لنگر ہو گیا

جو گیا قاصد نہ آیا اوسپہ عاشق ہو رہا
فاختہ اوس سرو کا ہر اک کبوتر ہو گیا

لکھ کے خط ایسا مین رویا کے پوہنچا یار تک
نامہ بر سیلاب اشک دیدۂ تر ہو گیا

خاک ہو جانے پہ بھی مجھ مست کو ہی مے سے کام
بعد مردن جام صہبا کاسۂ سر ہو گیا

لکھی دیوان مین جو اوسنے مخطط کی صفت
صفحۂ آئینہ بنا ہر حرف جوہر ہو گیا

خط کو چھاتی سے لگا کر مر گیا مین شوق مین
قاتل عالم کا نامہ مجکو خنجر ہو گیا

گردن مینا بنی جب شاخ گل کو چھو لیا
گل کو چشم مست سے دیکھا تو ساغر ہو گیا

عالم سودا مین جب آیا ترے رخ کا خیال
پنبۂ داغ جنون خورشید محشر ہو گیا

لکھ گیا جس سطر مین تیرے در دندان کا وصف
دائرہ ہر اک صدف ہر نقطہ گوہر ہو گیا

اوس سراپا نور کے صدقے مین جو طائر چھٹا
ہاتھ سے چھٹتے ہی وہ مرغ منور ہو گیا

پاؤن پڑنے سے مرے ایذا ہوی ایسی وزیر

۱۶	خار پا اوس گل کو میرا جسم لاغر ہوگیا	۱۸

کب چھپے گا چاند سا مکھڑا عیاں ہوجائیگا
یار کے دالان کا پردہ کتان ہوجائیگا

جسطرف نکلا ہجوم عاشقان ہوجائیگا
ساتھ اوس یوسف لقا کی کاروان ہوجائیگا

یار سے رہتی ہین باتین پر نظر آتا نہین
دیکھنا اب آنکھ سے بہتر دہان ہوجائیگا

ہمصفیر وہ ہوگی جو بر باغبانسے تب نجات
جب سپند آتش گل آشیان ہوجائیگا

چٹکیون مین تو اوڑا دینا نہ اے دست جنون
طائر رنگ حنا بے آشیان ہوجائیگا

جب خفا ہوتا ہے تو یون دلکو سمجھاتا ہون مین
آج ہی نامہربان کل مہربان ہوجائیگا

آگیا جسدن ہمارے گرد باد آہ مین
خیمۂ افتادہ تو اے آسمان ہوجائیگا

گر زمین سے ہوگیا دود دل سوزان بلند
آسمان اک اور زیر آسمان ہوجائیگا

چل کے جو تمنے تہ و بالا زمین کو کر دیا
آنکھ پھیر و انقلاب آسمان ہوجائیگا

استخوان کوئی بچا گر اوس ہما سے تیر سے
وہ پسند خاطر زاغ کمان ہوجائیگا

پھر کے میرے ساتھ اوٹھایا دشت پیمائیکا لطف
اب جو مین ٹھہرا ابھی تو سایہ روان ہوجائیگا

وصف روی یار کرنے کو بنیگا ماہ نو
اک مہینے مین مہ تابان زبان ہوجائیگا

لطف از خود رفتگی گر دیکھنا منظور ہے
منہ دکھادو آئینہ آب روان ہوجائیگا

یاد زلف شعلہ رو مین شبکو گر روشن ہوی
اوٹھتے اوٹھتے شمع کا شعلہ دھوان ہوجائیگا

ہر رگ و پی مین سمائی ہو تمھین کھینچو نہ تیغ
امتحان میرا تمھارا امتحان ہوجائیگا

ہوگا اک پہلو دل پر داغ اک پہلوے گل
یان ہر اک پہلو گلستان بوستان ہوجائیگا

کب سیہ کاری سے آؤنگا فرشتونکو نظر
شمع روشن گر نہ میرا استخوان ہوجائیگا

١٧

یاد گیسو کی رولائے گی چمن مین ای وزیر
سنبلستان میری آنکھون کو دھوان ہوجائیگا

١٤

کب خبر تھی انقلاب آسمان ہوجائیگا
دوست کا ملنا نصیب دشمنان ہوجائیگا

سوز غم سے شمع روشن استخوان ہوجائیگا
جای سبزہ میرے مدفن پر دھوان ہوجائیگا

خاک میری لے اوڑا گر اوس سرو کیطرف
باد کا جھونکا مجھے تخت روان ہوجائیگا

دیکھکر اوس سرو کو گلشن مین بولا باغبان
اس شجر مین مرغ دل کا آشیان ہوجائیگا

مہربان ہی مجھپہ یا نامہربانی سے تری
دوست تو ہوگا تو دشمن آسمان ہوجائیگا

تو گیا تو باغ ویران ہوگا ای شمشاد قد
ہر شجر بیتاب ہو ہوکر روان ہوجائیگا

یار ہی نازک مزاج اور مین ہون غمگین کیا کہون
مطلب دل لب تلک آکر فغان ہوجائیگا

ڈر ہی اکثر آج قاتل سے نہو قطع سخن
ٹانکے لگ کر زخم میرا بے دہان ہوجائیگا

گر پڑا قاصد سے تو لیگا سگ جانان اوٹھا
میرے نامے پر گمان استخوان ہوجائیگا

خواب مین بھی اوسکو دیکھونگا نہ مین فرقت نصیب
پردۂ غفلت یقین ہی درمیان ہوجائیگا

لگے مستی دہ جائے گا گھوٹا پان کا
آگ لگ جائیگی بعد ازان دل دھوان ہوجائیگا

صادقون ہی وعدۂ دیدار اگر جھوٹا کیا
صبح کاذب کا تری رخ پر گمان ہوجائیگا

باتون ہی باتون مین بڑھ جائیگا قصہ عشق کا
یہ سخن ہوکر مکرر داستان ہوجائیگا

کعبے سے بتخانے کو جاؤن گا اوسدم ای وزیر

۱۸ — مجھہ مین اوس بت مین خدا جب درمیان ہو جای گا — ۱۳

رخ سے سرکی زلف ہوش ماہ انور اوڑ گیا
کھل گئے ہنسنے مین دندان تنگ اختر اوڑ گیا

پر بنایا شوق کی مضمون نے اک سطر کو
خود بخود نامہ مرا مثل کبوتر اوڑ گیا

دست قاتل کو نہ دے تکلیف شوق قتل مین
سایۂ شمشیر پڑتے ہی مرا سر اوڑ گیا

ای دل بیتاب تاکی ذلتین کہتا ہی یا
گھر مین کیون آتا ہی میرے گیا تو اگھر اوڑ گیا

کب توانائی سے ہوتا جو ہوا یان ضعف سے
کوی جانانکو ہوا سے جسم لاغر اوڑ گیا

ہون مین وہ بیتاب کھدتی ہی مری تاریخ فوت
مضطرب ہو کر مری چھاتی کا پتھر اوڑ گیا

کچھ سبکسارونکو ہرگز احتیاج پر نہین
طائر رنگ حنا ہاتھون سے بے پر اوڑ گیا

آنسوون کی ساتھ دم نکلا مرا آنکھونکی راہ
مرغ جان وحشی تھا آخر راہ پا کر اوڑ گیا

کردیا حیران صفای رخ نے حد آئینے کو
خط نے وہ کھلائے جوہر رنگ جوہر اوڑ گیا

خط کا مضمون ہاتھ آیا تھا نہ بندش دیکھ سکا
طرفہ اک طوطی مرے قالبو مین آ کر اوڑ گیا

کسکی روی حیرت افزا کا ہی آنکھونکو خیال
شکل آئینہ جو خواب دیدۂ تر اوڑ گیا

سینہ و دلکی جدائی کا سبب پوچھین نہ آپ
کیا بتاؤن آگ سے سیماب کیونکر اوڑ گیا

۱۹ — ۱۸

بے سبب کب جلوۂ برق طپان ہی ای وزیر
کیا دل بیتاب تیرا آسمان پر اوڑ گیا

سر مرا کاٹ کے پچھتائیے گا
کسکی پھر جھوٹی قسم کھائیے گا

تھام لون دل کو ذرا ہاتون سے
ابھی پہلو سے نہ اوٹھ جائیے گا

کہیے یاران عدم کیا گذری	کچھ لب گور سے فرمائیے گا
یوسف حسن اگر گم ہوگا	آپ یعقوب نظر آئیے گا
کرکے اثبات دہن کیجیے صف	دیکھیے منہ کی ابھی کھائیے گا
کم بھی دینے مین بہت فائدہ ہی	بوسہ اک دیجیے دس پائیے گا
خط یہ خط لکھیے گا ای شاہ سوا	گھوڑے کاغذ کے بھی دوڑائیے گا
مردم چشم سے آتی جو حجاب	آنکھ کے پردے مین چھپ جائیے گا
کیا گریبان نے گلا گھونٹا ہی	ادھر ای دست جنون آئیے گا
کہکے پاؤن سے چلے یار کے گھر	ہم جو اوٹھنے لگین سو جائیے گا
کہکے یہ تم ہو بڑے ہرجائی	دربدر کیا مجھے پھروائیے گا
کیون بناوٹ سے ابھی روتے ہین آپ	جھوٹے موتی کسے دکھلائیے گا
جام ساقی سے جو مانگا تو کہا	بھر کے اشک آنکھ مین پی جائیے گا
مصحف رخ کی قسم مین ہی مزا	ہمسے قرآن یہ اوٹھوائیے گا
خط غلامی کا نہین ای یوسف	خط جو نکلا ہی نہ شرمائیے گا
ہمنے یوسف جو کہا کیون بگڑے	مول لیگا کوئی بک جائیے گا
حضرت کعبہ جو بن جائیے عرش	دل کی وسعت نہ کبھی پائیے گا

۴	ہم بھی آنکلین گے مسجد مین وزیر خشت خم لیکے جو بنوائیے گا	۱۴

مثل خورشید ہی ای گل یہ تن سرخ ترا
کیون نہو رشک شفق پیرہن سرخ ترا

رنگ ملبوس تو چھونے سے اوڑ جاتا ہی
تاب آغوش کی کیا لائے تن سرخ ترا

خط سے زائل نکبھی ہو رخ گلگون کی بہار
رہے سرسبز ہمیشہ چمن سرخ ترا

جلوہ شبنم و گل جب شب مے مین دیکھا
یاد آیا عرق آلود تن سرخ ترا

ہی صفائی کی سبب عکس مسون کا اسیر
خط سے یہ سبز نہین ہی ذقن سرخ ترا

دست گلگون نہین جسطرح حنا کی محتاج
یونہین بیکار ہی یہ پیرہن سرخ ترا

دیکھ سکتے نہین اس در سے کبھی بھر کے نظر
کہین بنجائے نہ سوسن یہ تن سرخ ترا

یہ بھی اک لطف تھا ہوتا جو بہم ای سوفار
دہن زخم مرا اور دہن سرخ ترا

روح ایجان لطافت سی نظر آتی ہی
لطف رکھتا ہی عجائب یہ تن سرخ ترا

مشک افشان ہی خیال خط مشکین ایدل
خاک اچھا ہو یہ زخم کہن سرخ ترا

مطلع صبح کو کیا جیب قبا سے نسبت
کہین خورشید سے روشن ہی تن سرخ ترا

مرتے دم سیب کو کیون سونگھ لیا یوسف نے
یاد کیا آگیا سیب ذقن سرخ ترا

صدمہ موج تبسم سے یہ ہوتا ہی کبود
تاب کیا بوسے کی لائے دہن سرخ ترا

۲۱

خونفشان چشم ہی کس گل تصور مین وزیر
رشک برگ گل تر ہی کفن سرخ ترا

۲۰

یہ مجکو شیوۂ افتادگی پسند ہوا
غبار بھی نہ صبا سے مرا بلند ہوا

تمہارا شعلۂ حسن اسقدر بلند ہوا
کہ آسمان پہ ستارہ ہر اک سپند ہوا

خمیدہ ضعف سے ایسا ہین دردمند ہوا
کہ سایہ پاؤن کا سر سے مرے بلند ہوا

کیا پسند خلائق نے اسقدر اوسکو
کہ رفتہ رفتہ کئی دنمین خود پسند ہوا

لکھا اسیرون کو اوسنے جو خط آزادی
ہزار طرح لپیٹا مگر نہ بند ہوا

کسی نے بات نہ پوچھی پس فنا میری
ہما کو بھی نہ مرا استخوان پسند ہوا

وہ ناتوان ہون کہ ساتھ اوسکے کھنچ گیا مین بھی
تمھارے بام کا سایہ مجھے کمند ہوا

گئی نہ تیرگی شام ہجر تا دم صبح
دعا کو پنجۂ خورشید تک بلند ہوا

گرہ جو دیکھی اوسے یاد آیا وعدۂ وصل
ہمارا عقدہ کشا اوس قبا کا بند ہوا

زبان شمع سے نکلے صدای بسم اللہ
چراغ پا جو کسی شب ترا سمند ہوا

یہ زور آتش رنگ حنا نے گرمی کی
تری ہتھیلی کا تل صورت سپند ہوا

ہوا نہ آہ مین مقبول اپنے صانع کا
وہ آئینہ ہون سکندر کے ناپسند ہوا

ہوا ازبسکہ ہجوم نگاہ مشتاقان
ہر ایک روزن دیوار یار بند ہوا

بجھا کے زہر مین تونے لگائی کیا تلوار
ہر ایک زخم جو سرگرم زہر خند ہوا

نچھوڑی مرنے پہ تعظیم اوس پری وش کی
غبار بھی قد آدم مرا بلند ہوا

مزے اوٹھائی خفا ہوکی اوسنی پیسے جو دانت
ہمین تو سودۂ الماس سودمند ہوا

ہر اک جوانکا پیری مین قد جھکا آخر
یہ نخل پست ہوا جسقدر بلند ہوا

ہی خالق ایک ہی ای بت یہ اپنی قسمت ہی
تو بے نیاز ہوا مین نیاز مند ہوا

اوڑایا بعد فنا جب صبا نے گلشن مین
غبار قمریونکا سرو قد بلند ہوا

۲۲	مری غزل کی صفت کر کے یار کہنے لگا سخن وزیر کا اب پادشہ پسند ہوا	۲۴

بس از فنا اثر سوز دل دوچند ہوا — جو میری خاک پہ دانہ گرا سپند ہوا

فروتنی سے نہ دست دعا بلند ہوا — دعا بھی سجدے مین کی عجز پسند ہوا

نہ آیا محفل مے مین گر ایکدن ساقی — دعا کے واسطے دست سبو بلند ہوا

پڑا جو چاند سے مکھڑے کا عکس بولا یار — سپہر کے چاند کا اب مرتبہ دوچند ہوا

تجھے جو بام پر اے ماہرو کھڑے دیکھا — فلک سے آج ستارہ مرا بلند ہوا

کھلایا ایسا مجھے عشق خال جانان نے — کہ میرے سائے پہ بھی شبہہ سپند ہوا

گرا ہی دیکھ کے اوس زہرہ وش کا چاہ ذقن — فرشتہ خو تھا دل آخر کنوین مین بند ہوا

پڑا جو اوس لب شیرین کا عکس دریا مین — ہر اک حباب کا کوزہ مثال قند ہوا

شب وصال ہوئی مجکو روز عاشورا — شہید دیکھ کے اوسکا حسین بند ہوا

جو دیکھا بزم مین اوسکا گلا صراحی دار — بلائین لینے کو دست سبو بلند ہوا

تری ہے آہ اسیرون کی دیکھ اے صیاد — تو اپنے گیسوون سے بستہ کمند ہوا

یہ آرزو ہے ترے دیکھنے کی آنکھونکو — دعا کو پہنچہ مژگان تلک بلند ہوا

یہ تیرے افعی گیسو مین زہر ہے قاتل — پڑا جو سانپ پہ سایہ اوسے گزند ہوا

قطعہ

مٹایا دل سے مرے آج رنج عریانی — کیا شہید جو تو نے نیاز مند ہوا

بنے ہین صورت دامن یہ زخم دشنہ آ — گلے کا زخم گریبان تیر بند ہوا

حنائی ہاتھہ مین گیسو کو لیکے بولا یار
دم شکار جو گیسو کو اپنے کھول دیا
کوئی فسون نۂ چلا آیا اوسکے دم مین مین
جو کھایا زہر تو یاد دہان شیرین مین
کرے غرور نہ طاعت پہ کچھ وزاہد سے
فسانۂ لب شیرین جو تا فلک پونہچا
اب آگے دیکھیے ای طفل کیا پڑھائیگا
لحد پہ آیا سگ یار نذر کیجیے کیا

یہ میرے وزد حنا کے لیے کمند ہوا
سمند ناز کو اوسکے شکار بند ہوا
پری کیطرح سے شیشے مین آپ بند ہوا
زبان تک آتے ہی آتے مثال قند ہوا
مرے کریم کو عذر گنہ پسند ہوا
یہ کوزہ پشت بہ از کوزہ ہای قند ہوا
الف ابھی سے ترے ناز کا سمند ہوا
اک استخوان تھا سو وہ اوسکے ناپسند ہوا

۱۹	جو روئے ہم تو گرے ٹکڑے استخوانکے وزیر جنون مین سنگ سے یہ چو رہند بنا ہوا	۲۳

حسرت ای جان کہ ہر دلبر سے دل زار جدا
در پی قتل زمین پر وہ ستمگار جدا
چشم سے چشم بنی ہی جو یہ دلدار جدا
ہی یہ الفت مجھے سفاک نے جب وار کیا
اوسکو طاعت پہ غرور اسکو ہی آمرزش پر
تیغ کہسار سے کیا کبک گلا کاٹ ہوا
جو خریدار گیا آپ بکا ای یوسف

مژدہ ای موت کہ عیسی سے ہی بیمار جدا
ماہ نو چرخ پہ کھینچے ہوے تلوار جدا
چاہیے تھا ہے بیمار سے بیمار جدا
شکل ابرو نہ جبین سے ہوئی تلوار جدا
کبر زاہد ہی جدا اکبر گنہگار جدا
ابھی سر کتنے کریگی تری رفتار جدا
تیرا بازار جدا یار کا بازار جدا

آگیا باغ مین گل ذکر جو اوس عیسی کا
ہم جدا رونے لگے نرگس بیمار جدا

تیری باتو نسے جو چھوڑ و نمین تجھی کیا ہی عجب
لب سی لب کو ترے کردیتی ہی گفتار جدا

ایسا تیر اوسنے لگا یا کہ صفت کرنے لگا
دہن زخم جدا اور لب سوفار جدا

اوٹھہ گیا کون کہ ہی گھر مرا ماتم خانہ
اور سیہ پوش ہی یہ سایۂ دیوار جدا

ہی یہ دلچسپ مکان اوسکا پڑی جسکی آنکھہ
صورت دیدۂ روزن نہوز نہار جدا

غل مچایا ہی جو زنجیر دونے ای زندان بان
آج زندان سے ہوا کون گرفتار جدا

وہ صنم چشم سے پتلی کیطرح دور نہین
آنکھہ کے ڈوریکی صورت نہین زنار جدا

کچھہ کشش تیغ نے کی اور کچھہ اوسنی جلدی
آخر کار ہوا تن سے سر اکبار جدا

یہ بلا وہ ہی کہ سایہ ہنے اور ساتھہ رہے
دنکو بھی ہجر کی شب مجسے نہین یار جدا

میری آنکھو نمین شب و روز پھرا کرتی ہو تم
چشم بد دور زمانے سے ہی رفتار جدا

وصل کا شوق یہ ہی پہنے مرے کپڑے جو تو
مثل پیراہن گل پھر نہون زنہار جدا

۲۴

ای وزیر اسپہ ہی اب گھنگ تجھی شاہد
کہ محمدؐ سے نہین حیدرؑ کرار جدا

۱۸

مرہی جائے جو ہو گیسو سے دل زار جدا
یہ وہ شب ہی نہو اس سی کوئی بیمار جدا

یان جدا اشک رواں قص مین وان یار جدا
تارے سیار جدا ماہ ہی سیار جدا

مژہ جنبش مین جدا ابرو خمدار جدا
نیزہ بازی ہی جدا چلتی ہی تلوار جدا

تازہ گل روز کھلا رکھتے ہین گل کھا کھا کر
یان خزان مین بھی نہین ہین گل بیکار جدا

کسی جانباز کی گردن پہ نظر آئیگی پھر
یار کے دوش سے جسدم ہو مری تلوار جدا

سایہ ساں ہم بھی ترے ساتھ لپٹتے جائین
نہون قدمونسے ترے کشتۂ رفتار جدا

تیغ ابرو ہی یہ کچھہ زلف نہین ای شانے
اونگلیان چھوتی ہی ہوجائینگی دوچار جدا

حور کا کوئی طلبگار کوئی غلمان کا
یاران دونون سے ہین تیرے طلبگار جدا

ہون مین وہ ہجر نصیب آکے جو ٹھہرون کوئی دم
تیری دیوار سے ہو سایۂ دیوار جدا

باڑھ بندوق کی ہی قلقل مینا مجکو
موج مے ہجر مین دکھلاتی ہی تلوار جدا

ورد لب تذکرۂ خال رہا تا دم مرگ
استخوان سے نہین اب زاغ کی منقار جدا

ساتھہ لیجاؤن گل داغ فراق گلشن
ہون وہ بلبل نہ پس مرگ ہو گلزار جدا

زخم آئینہ بنین دیکھین جو روے قاتل
بولے طوطی کیطرح مرہم زنگار جدا

جذبہ شوق شہادت مرا دیکھہ ای قاتل
ہوگئی میانسے از خود تری تلوار جدا

مار ڈالی یہ ہزارون کو نہوا وس سے گرند
جنبش زلف جدا سانپ کی رفتار جدا

اوسکے گھر جاؤن تو چند سے مجھے دربان گھورے
آنکھین دکھلانے لگین روزن دیوار جدا

ہی وہ دلچسپ تن یار کہ اوتری نہ قبا
تار سے جب تلک اوسکا نہوا تار جدا

۲۵

حشر کے دن بھی تری زلف ہی اور دست وزیر
اس سلاسل سے نہوگا یہ گنہگار جدا

۲۵

مرگیا لیکن نہ مین منت کش گردون ہوا
ایک بھی مصرع نہ اوسکی صحف مین موزون ہوا

خاک سی پیدا ہوا اور خاک مین مدفون ہوا
صورت عنقا دہان یار کا مضمون ہوا

اسقدر اوس زلف کا سودا ہمین افزون ہوا
حلقۂ زنجیر ہر اک دیدۂ مجنون ہوا

قد موزون سرو گل وہ عارض گلگون ہوا
اب تو قمری مرگئی بلبل کا اوسپر خون ہوا

دامن قاتل نہ چھوڑا جب تلک جیتا رہا
ہو گیا جب قتل دامنگیر میرا خون ہوا

سوکھکر کانٹا ہوی ہر اک مری انگشت پا
اے جنون خار بیابان کا نہ مین ممنون ہوا

چاندنی مین سایۂ قد دیکھکر بولا وہ شوخ
ایک مصرع تھا یہ مصرع دوسرا موزون ہوا

پنجۂ صیاد واہی لیکن اوڑ سکتا نہین
طائر رنگ حنا بھی طائر مضمون ہوا

صاف بندش ایسی دی ہر بیت آئینہ بنی
دیکھتے ہی اوسکو گویا طوطی مضمون ہوا

موت سے پہلے ہی مر جا پھر تو بیڑا پار ہی
جسم جب بیجان ہو کشتی اوسی جیحون ہوا

ہنسکے بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت
دانۂ گوہر کف رنگین مین جب گلگون ہوا

اپنے گھر مین خوف رسوائی سے دفن اوسنے کیا
حور نے گاڑا مجھے فردوس مین مدفون ہوا

فاتحہ پڑھنے کو جب آیا وہ رشک آفتاب
گنبد مدفن ہمارا گنبد گردون ہوا

گرم رفتاری سے اپنی شمع سان جلتی ہین خار
دامن فانوس گویا دامن ہامون ہوا

ماہ نو مین بنگیا تو ماہ کامل ہو گیا
ضعف میرا حسن تیرا دن بدن افزون ہوا

پاؤن جب رکھا ہمارے غیرت مہتاب نے
فرش باانداز رشک اطلس گردون ہوا

یاد قاتل مین فقط آنکھین لہو روتین نہین
جب اوڑا چہرے سے اپنے رنگ سیل خون ہوا

قصر لیلی کا نشان پاتے نہین دنیا مین ہم
سنگ و خشت خانہ کیا صرف سر مجنون ہوا

جانب ابروی قاتل ہے رخ مژگان مدام
یہ کمان وہ ہے کہ جسکا تیر بھی مفتون ہوا

دیکھتی ہی مجکو بس پتھرا گئی چشم رقیب
وصف ابرو مین مہینا بھر فلک نے فکر کی
ہم سے کاہیدہ ونکو اوس نے اوٹھایا اسلیے
جو سہی قد تھا جوانی مین ہوا پیری مین خم
عاشق و معشوق اک ہی خاک سے پیدا ہوے

آج ای تاثیر وحشت مین ترا ممنون ہوا
ایک مصرع ماہ نو کا تب کہین موزون ہوا
آسمان تنکے لگا چننے مگر مجنون ہوا
یہ وہ مصرع ہی کہ موزون ہوکے ناموزون ہوا
یہ بھی قسمت ہی کوئی لیلی کوئی مجنون ہوا

۲۶

یہ ہمین ہین سیکڑون ہی بیتین کہہ ڈالین وزیر
وصف قد مین ایک مصرع سرو سے موزون ہوا

۲۲

دم بھی نکلا ساتھ جب انکو نسی جا بیجا خون ہوا
جلوہ گاہ قد موزون دیدۂ پر خون ہوا
انگلی جب رکھی الف پر شرم سے دہ نون ہوا
وہ پری ہی دختر رز دیکھکر مجنون ہوا
ہو نہین وہ مجنون نہ اس سے طرہ را ہامون ہوا
بعد مردن اپنی وحشت کا اثر افزون ہوا
اپنا ثانی دیکھکر شمشاد کو وہ سرو ناز
اسقدر مین رحم دل ہون جبکی ٹوٹی ہین جو خار
واہ ری وحشت ہوا جب وہ حکا اپنی گذر
ہر قدم پر ٹھوکرین کھاتا ہی لیکن ساتھ ہی

شہسوار رو چلکو خون روان گلگون ہوا
بحر رنگین مین قیامت مصرع موزون ہوا
تو وہ ہی شاگرد جو استاد سے افزون ہوا
محتسب کو ٹوٹنا شیشے کا بس افسون ہوا
پھرتے پھرتے صاف شکل آبلہ گردون ہوا
استخوان کھائی سگ لیلی نے جب مجنون ہوا
ہنسکے بولا کیا توارد مصرع موزون ہوا
آبلہ ہر ایک شکل دیدۂ پر خون ہوا
ماہ نو کا ٹا ہوا اور آسمان ہامون ہوا
مثل سایہ سرو قد یار کا مفتون ہوا

آسمان ہی واژگون خورشید بھی ہی واژگون
کسنی پھیری آنکھ جو بخت جہان واژون ہوا

نکلے ہین دو خال بالائے لب میگون یار
رتبہ میں سے دو بالا رتبہ افیون ہوا

وصف چشم مست سی ہر دائرہ ساغر بنا
ساقیا شکل بطی طائر مضمون ہوا

حال اپنی بیقراری کا نہ ٹھیرا بیت مین
طائر رنگ پریدہ طائر مضمون ہوا

سرخ موباف اوسنے ڈالا زلف مین ہم مرگئے
دیکھنا اوسکا ہمارے واسطے شبخون ہوا

مرکے ہم زیر زمین بھی ساتھ اپنے لے گئے
یہ زر داغ جنون گنجینۂ قارون ہوا

چشم و ابرو کو بنایا ایک جا استاد نے
صاد کے قابل ہی یہ تحریر اوس سے نون ہوا

گل کھلائی ہین مری وحشت نے دیکھا ای عندلیب
سنگ جو آکر لگا وہ خون سے گلگون ہوا

خوبرو محتاج ہرگز غیر کے ہوتی نہین
چادر مہتاب کو مہتاب ہی صابون ہوا

آگیا اوس مہروش کے رخ پہ گرمی سی عرق
چشمۂ خورشید مین ظاہر در مکنون ہوا

پاؤن پڑنی پر بھی ہرگز منہ وہ دکھلاتا نہین
گلشن شداد کافر کا رخ گلگون ہوا

۲۷

ہو گیا لبریز می اعجاز ساقی سے وزیر
جام خالی مین جو عکس افگن لب میگون ہوا

۱۵

خواب مین تجھسے ہمکنار رہا
عین غفلت مین ہوشیار رہا

خوش نگاہون سے مجکو کار رہا
تیر بیداد کا شکار رہا

طوق و زنجیر پہنی طفلی مین
عشق تب بھی گلے کا ہار رہا

سبکی نظرون مین ہو گیا مین سبک
خاطر یار ہی پہ بار رہا

ٹھن گئی جب کہ تو نہ آئیگا	موت کا ہمکو انتظار رہا
گل لالہ ہمارے مدفن پر	دل کے داغون کا یادگار رہا
ہون وہ گریان کہ میری تربت پر	مدتون ابر اشکبار رہا
سر جھکائے رہا سدا گردون	کیا کیا تھا جو شرمسار رہا
فوج طفلان سدا رہی ہمراہ	مین تو وحشت مین باوقار رہا
شعلہ رخسار آئے راتون کو	یون چراغان سر مزار رہا
صورت گرد باد گرد پھرا	ہوکے خاک اوسپہ مین نثار رہا
اوٹھ گیا یار میرے پہلو سے	درد پہلو مین یادگار رہا
چلے ٹھکرا کے میری تربت کو	خاک سے بھی مری غبار رہا
نازنے دی نہ رخصت آگی اوسے	دو قدم جب مرا مزار رہا

۲۸	چشم میگون کا مست تھا جو وزیر ایک مدت تلک خمار رہا	۳۰

صبح کا عالم ہی رخ مین گیسو مین شام کا	طور ہی پھرنے مین تیرے گردش ایام کا
وصف وہ کرنے لگا چشم بت گلفام کا	گر کبھی غنچہ کوئی چٹکا گل بادام کا
مین نہین گھر مین نشان باقی ہی میرے نام کا	ایجنون مثل نگین عالم ہی میرے بام کا
موت ہی زاہد کو پینا بادہ گلفام کا	ٹوٹنا پانی سے ثابت ہی سبوی خام کا
روز فرقت نے ہمارے منہ دکھا شام کا	یون پھری ہی مسے بھلا ہو گردش ایام کا

قہر تھا محفل سے جانا ساقی گلفام کا
شیشے کیا اوڑا اوڑ گیا مینا بھی زیر جام کا

ساتھ اوسکے مین بھی کھنچ جاتا ہون ضعف سے
سایۂ دیوار ہو جاتا ہی زینہ بام کا

بیقراری دل کی کیا جانے کدھر کو لیگئی
ڈھونڈھتا پھرتا ہی مجکو قافلہ آرام کا

ایکدم جا کر جو بیٹھا پاؤن میرے سو گئے
کوچۂ محبوب ہی کیا ہی مقام آرام کا

ہجر کی شب تھی نہ مجکو بسکہ امید سحر
صبح کے تارے پہ ہوکا تھا چراغ شام کا

زاہدا سب مبتلا ہین اپنے اپنے حال مین
مین مسخر جام کا تو نفس نافرجام کا

اپنا بادامی دوپٹا اک ذرا دکھلا دو تم
دیکھنا تم سے پھر سر پھوڑنا بادام کا

لائی ہی کس دشت مین یارب مجھے سرگشتگی
جستجو مین ہی بگولا گردش ایام کا

ایکدم مین بلبلین ساری تڑپ کر رہ گئین
بارٹھ کا ڈورا تھا کیا صیاد ڈورا دام کا

دیکھ طفلی مین بھی گہوارہ تو کر تابوت یاد
چاہیے آغاز مین رکھنا خیال انجام کا

جب خیال میکشی مین گرتے ہین آنکھوں سے اشک
یاد آجاتا ہی ایساقی چھلکنا جام کا

مانگتا خلعت شہادت کا زبان حال سے
حرف جو لکھتا تو اپنے بسملون کے نام کا

پاس اپنے وہ ستمگر بیٹھنے دے کب مجھے
حرف کاغذ سے اوٹھاتا ہی جو میرے نام کا

قاصدا یہ حال ہی صورت ببین حالم مپرس
ضعف سے مشکل ہی آنا لب تلک پیغام کا

۲۹

اور بھی بدمست کرتا ہی وزیر مست کو
قہقہہ شیشون کا ساقی اور چھلکنا جام کا

۲۵

ساغر بنا جو ہجر مین گرد ملال کا
شیشہ بھی چاہیے عرق انفعال کا

موے کمر ترا بنے پھندا جو بال کا
پھنس جاے مرغ جان دل نازک خیال کا

سایہ جو پڑ گیا ہی ہماے جمال کا
لون سلطنت حبش کی ارادہ ہی خال کا

پھر منہ دکھاے مجکو نہ فرقت ہلال کا
یارب ہو روز وصل مرادن وصال کا

تصویر کھینچ چکی تو لکھا حشر زیر پا
مانی سے جب کھنچا نہ وہ انداز چال کا

شوخی ہی یہ بھی اوسنے جو مسّی لگائی ہی
یعنی دہان تنگ پہ دھوکا ہو خال کا

تلوار کی سی آنچ ہی بتی کے شعلے مین
روغن ہی کیا چراغ مین قاتل کی ڈھال کا

مر دے جیے ہین سنکے یہ ہی طرز گفتگو
مرتی ہی جسپہ خلق وہ انداز چال کا

ازبسکہ ہین ترے در دندان سے منفعل
تارون پہ ہی گمان عرق انفعال کا

ہم سب سے پوچھتے ہین نشان دہان یار
ہرگز نہین جواب ہمارے سوال کا

گذری جو جو کہکن پہ وہی یان ہی سرگذشت
ہی ایک حال قصۂ ماضی و حال کا

وحشت مین یاد جیب دلا کر دیے ہین رنج
ٹکڑے کرونگا آج گریبان ہلال کا

آنکھین مجھے دکھا کے جو دیوانہ کر دیا
پہنا و طوق حلقۂ چشم غزال کا

کھولی ہی رخ پہ زلف کہ بوسہ نلے کوئی
افعی کو اب کیا ہی نگہبان مال کا

روشن نہو فلک سے کسی شب چراغ ماہ
روغن نہ ہاتھہ آئے اگر تیری ڈھال کا

تو ہمکنار ہو تو بنے یہ مہ تمام
آغوش مین ہمارے ہی عالم ہلال کا

رہتی ہی تیرے دانتونکی جانب نگہ مری
تار نگاہ بنگیا ڈورا خلال کا

ہی دنکو چاندنی کا ترے زخمیونکو خوف
پرتو فگن زمین پہ جو ہی چاند ڈھال کا

پہونچا مین کیا ہی گھات سی دندان یار تک
کاہیدہ ہوکے بنگیا تنکا خلال کا

غنچے چمن مین چٹکے چلی ناز سے نسیم
انداز اوڑایا ہی نے تری بول چال کا

ماہ فلک زمین پہ وہ مشہور ہوگیا
شہرہ ہوا بلند جو تیرے جمال کا

برسون زمین شعر مین ہو پائمال ہی رہا
مضمون بندھگیا جو کبھی تیری چال کا

ہم منہ کو دیکھ دیکھ کے رہجائین یا نصیب
لوٹے اوگالدان مزا اوس لب و گال کا

جراح میرے زخمون پہ ٹپکائیو ضرور
روغن اگر ملے تجھے قاتل کی ڈھال کا

۳

برپا ہوا ہی فتنۂ محشر جو ای وزیر
کچھ ذکر آگیا ہی کہین اوسکی چال کا

١٦

اپنے محبوب کا کوچہ رہے مسکن اپنا
بلبلو تمکو مبارک رہے گلشن اپنا

شمع سان بسکہ ہر اک داغ ہی روشن اپنا
مثل فانوس ہوا پیرہن تن اپنا

داغ دل گل ہین پریشانی دل ہی سنبل
ای گلو قابل گلگشت ہی گلشن اپنا

یار کو ایسا چھپائین کہ ہوا بھی نہ لگے
شکل فانوس ہوا اوس شمع کو دامن اپنا

کیون نہ صحرا ای قیامت ہو یہ دشت وحشت
کم نہین صور سرافیل سے شیون اپنا

ہمتو ای شمع رخو حسن پرست ایسے ہین
صرف فانوس ہو پھٹ جاے جو دامن اپنا

یار کو حال ہر اک طرح سنا دیتا ہی
دوست سے کم نہین اپنے لیے دشمن اپنا

اپنی تیغ اپنی ہی قاتل ہی جو ہو اور کی ہاتھ
غیر کے پاس جو ہو دوست ہی دشمن اپنا

خاکسارونکو بھلا چاہیے کیا زینت تن
جامۂ خاک ہی بس پیرہن تن اپنا

کھینچی تیغ اوسنے کیا مین نے مقابل دلکو
دوست ہے اپنے لڑاتا ہون نہین دشمن اپنا

خشک آنسو ہوئے پر ہمین ہے اب عشق نہین
مثل شبنم نہ رہا صبح کو خرمن اپنا

ہاتھہ دکھلا کے یہ بولا وہ مسلمان زادہ
ہوگیا دست نگر اب تو برہمن اپنا

جب وہان جاتا ہون تو ضد سے مری صورت چشم
بند کر لیتی ہے دیوار بھی روزن اپنا

دیکھنا حسرت دیدار اسے کہتے ہین
پھر گیا منہ تری جانب دم مردن اپنا

پیش ازین پھٹتی تھے سن سنکے ولا پردۂ گوش
اب تو ہونٹون تلک آتا نہین شیون اپنا

۳۱

آج تک نوح کا طوفان اوسے کہتے ہین وزیر
ایک دن ہمنے نچوڑا تھا جو دامن اپنا

۲۳

مری وحشت ہی عالم تخیل مین ہے صحرا کا
ٹپک کر می کا قطرہ آبلہ ہو پائے مینا کا

ہمین ہے واہی تیرے دیکھنے ہی کی تمنا کا
ہوا زنجیر کے حلقون مین عالم چشم بینا کا

قد خم گشتہ نے پونہچا دیا ہے سر کو قدمون پر
گل دستار وحشت مین بنا گھٹنا کف پا کا

ہوا آتی ہین جب اپنا گذر گلشن مین اے ساقی
ترے ہی دیکھنے والے تھے پہلے تاک کو تاکا

کسی مخمور چشم کا وحشی ہون میخواری پہ گر آون
پیالہ ہوئے حلقہ دیدۂ آہوئے صحرا کا

گلی سے سرخی پان صورت مے جو نظر آئی
ہوا شک میکشون کو گردن ساقی پہ مینا کا

پریشان صورت سنبل ہے حیران شکل آئینہ
کہون کیا حال تیرے گیسو و عارض کے شیدا کا

صراحی وار گردن دیکھکر اوسکی یہ جلتا ہے
برنگ شمع سوزان بزم مین عالم ہے مینا کا

اوڑائین دھجیان ہمنے تب اپنے جیب و دامن کی
اجازت دی جنون نے ٹکڑے کر ڈالین دامن بھی صحرا کا

بجز بحر طویل آئی نہ ہرگز چھوٹی بحر و نمین
بڑا مضمون ہی ای چشم تر اشکونکی دریا کا

بہا ایسا ہی خون تلوون سے اپنے خار چبھ چبھکر
برنگ دامن گل ابکے جنون دامن ہی صحرا کا

کیا کشتہ مجھے عشق دہان تنگ نے ایسا
دہان زخم تن ہر ایک سوزن کا بنانا کا

بھلا کیا کوئی گل اپنا ہوا اس گلشن مین او بلبل
نہین جسسے آشنا پاؤن سے کوئی خار صحرا کا

لڑائی بے سبب کرنا بہانا کرکے کچھ ملنا
اوٹھاتی ہین مزا وصلت مین بخشش ہای بیجا کا

مرا صیاد دام زلف کو ہر تا کمر کھولے
شکار اوسکو ہو منظور شاید آج عنقا کا

اب آتی آفتاب اس بزم مین تیری ہی جا خالی
متہ بان ہی پنبہ حرص مین عالم ہی مینا کا

مری وحشت بھی زلف یار سے ہی سلسلہ رکھتی
دھوان زنجیر ہی میرے چراغ داغ سودا کا

کسیکی نرگس مخمور کی ہین ناتوان ساقی
ہماری ہاتھہ مین جام عصا شیشہ ہو صہبا کا

پر عنقا مسین ہین اور دہان تنگ عنقا ہی
دہن کے پاس خط نکلا نہین سایہ ہی عنقا کا

ہوا مثل صدف صحرا ہمارے دشت گردی سے
کہ اوہین گوہر یکدانہ ہی ہر آبلہ پا کا

عجب یہ ابلہ ہمسے کیا ہی رنج و راحت نے
کہ گل تو آشنا کا ہی اور کانٹا کف پا کا

تو وہ معجز بیان ہے تجسے عیسی کو نہین نسبت
کہ باتین لے دہن کرنا نہین ہی کام عیسی کا

۳۲ وزیر ایسا ہون مین وحشی کرون گر غسل دریا مین
بنین زنجیر موجین طوق ہو گرداب دریا کا ۱۹

شیفتہ زلف دوتا ہو گیا
خود مین گرفتار بلا ہو گیا

بیٹھے بٹھائے تمہین کیا ہو گیا
اوٹھ کے چلے حشر بپا ہو گیا

آنکھون سے طوفان بپا ہوگیا
دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہوگیا

ای قد خم گشتہ مرے مرحبا
ایک تھا کہنے کو دوتا ہوگیا

فرش آلہی ہی زمین ای جنون
جان کے مین برہنہ پا ہوگیا

خط مین جو مضمون خط سبز تھا
تیر اکبوتر بھی ہرا ہوگیا

چھوٹتے ہی وہ زلف مرے روبرو
تجکو جنون باد صبا ہوگیا

ساتھ کسی نے نہ دیا بعد مرگ
ہاتھ جدا پاون جدا ہوگیا

پرتو رخسار بنا آفتاب
نقش قدم ماہ لقا ہوگیا

وصل ہوا جب تری شمشیر سے
بند سے بند اپنا جدا ہوگیا

بزم مین کس مست کی ہی آرزو
دست سبو دست دعا ہوگیا

لیکے پونہچ کشتی می ساقیا
اشکون سے طوفان بپا ہوگیا

کھل گئے بس شکوون کے دفتر ہزار
ایک مرا نامہ جو وا ہوگیا

عشق ہوا اور فزون وصل مین
کی جو دوا درد سوا ہوگیا

کیا ہی حسینون کا تصور بندھا
سامنے پریون کا پرا ہوگیا

خوب ہوا تمنے جو چھڑکا نمک
زخم کے کھانے کا مزا ہوگیا

نامہ وہ بھیجا نہ کوئی پڑھ سکا
خط مری قسمت کا لکھا ہوگیا

دولت دیدار لٹاتا ہی یار
آج فقیرون کا بھلا ہوگیا

ہاتھ وزیر اوسکو لگا یا نہین

۳۳	مفت مین انگشت نما ہو گیا	۹
آنکھو نمین تیرے کیا مین سبکبار ہو گیا		نظرون مین تو لنی کے سزاوار ہو گیا
ہوجہ زلف کا مین گرفتار ہو گیا		بیجرم بال بال گنہگار ہو گیا
ہر دم کی تاک جھانک سے بیار ہو گیا		روزن کو دید کا ترے آزار ہو گیا
آنکھین لڑائین تو نے مین بیمار ہو گیا		اچھا ہوا کہ دید کا آزار ہو گیا
رہتی ہی دیدہ چشم تصور سے ہجر مین		نزدیک دور بین سی دلدار ہو گیا
برسات کی دن آئے تو جگنو نکل پڑے		رویا جو مین تو نالہ شرربار ہو گیا
میٹھی چھری سے تو نے بنایا مگر قلم		خامہ دم رقم جو شکربار ہو گیا
مستی مین پای ساقی بیہوش پر گرا		بیہوش کیا ہوا کہ مین ہشیار ہو گیا
کرنے لگا ہی شکوۂ جور و جفای یار		دشمن ہمارے دوست سی بیزار ہو گیا

۳۴	وله	۹
ابر کیا گھر گھر کے آیا کھل گیا		بس ثبات بحر دنیا کھل گیا
راز دل کتنا چھپایا کھل گیا		حال اس دولت سرا کا کھل گیا
حسن عارض عارضی تھا کھل گیا		خط کے آتے ہی لفافا کھل گیا
آنکھ سے رومال سر کا بعد مرگ		چشم تر کا آج پردا کھل گیا
تم جو بولے ہو گیا ثابت دہن		با تو نہین با تو نمین عقدا کھل گیا
کٹ گیا سر حل ہوئی مشکل مری		ناخن خنجر سی عقدا کھل گیا

بے زبانی باتین سنوانے لگی
گالیون پر منہ ہمارا کھل گیا

تھا قلمبند ابھی آزادی کا حال
خط کو جب اوس نے لپیٹا کھل گیا

خط پہ خط لائے جو مرغ نامہ بر
بوسے لے ان مرغون کا ڈربا کھل گیا

۳۵ — وله — ۲۴

نیمچہ سر تک پونہچکر تیز تر ہونے لگا
دیکھ او قاتل فسان و ران سر ہونے لگا

حال بیتابی دل پیش نظر ہونے لگا
اشک جو نکلا وہ عینک آنکھ پر ہونے لگا

سوز عشق او نوجوان گرم سفر ہونے لگا
آئی پیری استخوان ہر شمع سحر ہونے لگا

یار کا نخل عداوت بارور ہونے لگا
بڑھ چلی دل مین گرہ پیدا ثمر ہونے لگا

سختی ایام دوڑی آتی ہے پتھر لیے
کیا مرا نخل تمنا بارور ہونے لگا

دیکھ او گلچین اسے کہتے ہین فرط اتحاد
تو نے توڑے پھول مین بال و پر ہونے لگا

ہو چلا پانی سے پتلا روی تابان دیکھکر
آفتاب اک کاسہ شیر سحر ہونے لگا

کیا چمن مین شاد ہو مین بلبل نازک مزاج
گر ہوا بھی چھو گئی بے بال و پر ہونے لگا

ہو گیا بے چین مین دشمن کی بھی فریاد سے
دل نے جب نالہ کیا ٹکڑے جگر ہونے لگا

جرم میخواری پہ جب اشک ندامت بہ چلے
ابر رحمت ساقیا دامان تر ہونے لگا

لن ترانی کی صدا زنجیر در سے آ گئی
گرتے گرتے لامکان بندیکا گھر ہونے لگا

آسمان سمجھا جو دیکھا شب ترا قصر بلند
چاند کا دھوکا چراغ بام پر ہونے لگا

او بت کافر خدائی کا تو اب دعوی نکر
ہو گئی قید مکان جب دل مین گھر ہونے لگا

سخت جانی سے چھُرین جھنکاریان ہنگام ذبح
سنگ و آہن ملگئے پیدا شرر ہونے لگا

وصل کی شب دیکھکر انگیا کی چڑیا اڑ گئے
صاف ہمکو شبہہ مرغ سحر ہونے لگا

کیون نہ ای شمشاد قد کہیے چمن آرا تجھے
سائے سے ہر ہر قدم پیدا شجر ہونے لگا

کاٹکر سر میرے قاتل کو ہوئی فرصت کہان
خون کا قطرہ جو نکلا بڑھ کے سر ہونے لگا

زور عریان ہون اگر دیکھے کوئی عریان نہین
لاغری سے پیرہن تار نظر ہونے لگا

دیکھ ای بت کیا دیا اللہ نے نعم البدل
گھر سے باہر تو جو نکلا دل مین گھر ہونے لگا

خاک مین ملنے لگا دریا جو آنسو تھم گئے
سوکھکر گرد یتیمی گہر ہونے لگا

وصف کرنا ہے ہمین کسکے طلائی رنگ کا
کُلیان کرنیکی خاطر آب زر ہونے لگا

چشم و ابرو کے اشارے کیسے ای ساقی کیے
نیمچہ دست سبو ساغر سپر ہونے لگا

بڑھ گئی یاد دہن کم ہو چلا زلفونکا ذکر
آج کل درس مطول مختصر ہونے لگا

٣٦

جب لگا لکھنے لب جان بخش کی مدحت فہیم
موج آب زندگی ہر شعر تر ہونے لگا

٢٠

خط سے پنہان عارض رشک قمر ہونے لگا
رات اب بڑھنے لگی دن مختصر ہونے لگا

کچھ خبر ایسی سنی دل بے خبر ہونے لگا
خط کی ہر زرے دیکھکر ٹکڑے جگر ہونے لگا

کیا ہی لپٹا ہے مرے دست تمنا کیطرح
نون تیری ناف کا میم کمر ہونے لگا

بھر گیا جب خون مجھ بسمل کا تڑپے اسقدر
تیغ سے جوہر جدا مثل شرر ہونے لگا

جسطرح پتا نکل آتا ہے شاخ سبز سے
ابر اوٹھکر تیغ قاتل سے سپر ہونے لگا

چاہیے نقل مکان کرنا بہت بیمار ہون	قبر لو کھدنے لگی تیار گھر ہونے لگا
حسرت ای پیری کہ اب چلنے کی تیاری ہوئی	جسم خاکی روح کو گرد سفر ہونے لگا
قد قیامت کا الف ہی میم محشر ہی دہن	اک جہان دو حرف سے زیر و زبر ہونے لگا
بڑھتے بڑھتے ماہ نو جسطرح ہو جاتا ہی بدر	نیمچہ لوین دست قاتل مین سپر ہونے لگا
بلبلون نے آنکھہ ڈالی ہی رگ گل جانکر	ٹپکا بلبل چشم کا زیب کمر ہونے لگا
دو ہی باتو نمین ہو وہ بی دہن مین بے زبان	قصہ کوتہ رات جو ذکر کمر ہونے لگا
پیار کسکو تیری آنکھون پر بھلا آتا نہین	سرمے کا دنبالہ آغوش نظر ہونے لگا
ہی روان ہر ایک عنصر اپنے مرکز کیطرف	پہلی منزل مین جدا ہر ہمسفر ہونے لگا
خندۂ دندان نما سے دو ہلال آئے نظر	رات مجکو شبہہ شق القمر ہونے لگا
تجسے لڑکر ہم جو آئے باغ مین ای جنگجو	شاخ پر خم تیغ ہر پتا تبر ہونے لگا
اب کوئی رستا بھٹکتے ہین ہم ای خضر اجل	جادۂ راہ عدم موے کمر ہونے لگا
کرتے ہین ہر روز گلگشت ریاض گوہر یار	جیتے جی فردوس مین اپنا گذر ہونے لگا
تنگنای دہر نے تاثیر سی تاثیر کی	روزن دیوار سے کوتاہ گھر ہونے لگا
جب پڑا وحشت مین عکس گوہر آبلہ	ہر قدم نقش قدم درج گہر ہونے لگا

آنکھون سے اوٹھان پہ جب دست درافشان لیئے

۳۷	ہو گئے تیمور پاے حرص جب توڑا وزیر ہاتھہ اوٹھایا جاہ سے سر پر چنور ہونے لگا	۲۳

ساقی سے آج نامہ و پیغام ہو گیا		ساغر چلا روانہ خط جام ہو گیا

افزون ہوا جو کفر تو اسلام ہوگیا
زنار بڑھ کے جامۂ احرام ہوگیا

گردش مین چشم یار کا اب جام ہوگیا
دور پیالۂ گل بادام ہوگیا

گیا بنگیا بگڑ کے مرا خانۂ خراب
اوٹھا جو گرد باد کبھی بام ہوگیا

شیشہ کہان ہی دل کا جو پتھراو کرتے ہو
مدت سے نذر سختی ایام ہوگیا

ہی آب و خاک و نار و ہوا مین بھی تفرقہ
اس درجہ اضطراب مین اندام ہوگیا

پونہچایا تا بہ کعبۂ مقصود فقر نے
ترک لباس جامۂ احرام ہوگیا

ابتو رہائی ناخن خنجر کے ہاتھ ہی
لپٹا یہ مرغ دل گرہ دام ہوگیا

پتلا ہوا یہ حال اون آنکھونکی عشق مین
بادام گھل کے روغن بادام ہوگیا

ساغر یہ کسنے گردن مینا پہ رکھدیا
طوق گلوے شیشہ خط جام ہوگیا

دکھلایا جذب عشق نے کیا حسن انقلاب
لکھا کسیکا نام ترا نام ہوگیا

کیا بے نقط سناتا ہی تیرا دہان تنگ
گویا یہ میم کلمۂ دشنام ہوگیا

کرتا ہی مچھلیون کی عوض مے تیونکو صید
دھاگا تری خلال کا بھی دام ہوگیا

سچ کہتے ہو کہ مین رگ جانسے قریب ہون
تم روح بنگئے تو مین اندام ہوگیا

طفلی مین بھی لکھی تو الف نے شراب کی
ابجد مرے سبق کو خط جام ہوگیا

کب ہین حریص بحر توکل کے آشنا
موتی کا ایک قطرے ہی مین کام ہوگیا

جب ہاتھ خالی آیا وہ صیاد روئے ہم
کچھ ایسا تار اشک بڑھا دام ہوگیا

سمجھا اشارہ آنکھ کا زاہد پیون شراب
شیشہ نگاہ کم سے تری جام ہوگیا

گمنام مین ہوا جو ہوے آپ لے دہن — گم اس نگین کے ساتھ مرا نام ہوگیا

راہ خدا مین ترک تعلق نہوسکا — درکار اب بھی جامۂ احرام ہوگیا

۳۸

کیا جلد آیا ہجر مین دون نقد جان و زیر
پیک اجل تو قابل انعام ہوگیا

۲۳

سودائے عشق بادۂ گلفام ہوگیا — گردن مین طوق عکس خط جام ہوگیا

موقوف دور گردش ایام ہوگیا — روز سیاہ زلف سے شام ہوگیا

رحمت جو مجکو دی تو ہوا نیکنام یار — آرام دل بتا تو دل آرام ہوگیا

مژگان پہ آگئے ہین مگر اشک ہای گرم — خسخانہ چشم تر کا جو حمّام ہوگیا

ساقی نے دی شراب تو کوتاہی اسنے کی — شکل دہان شیشہ لب جام ہوگیا

طاعت مری سبب ہے اطاعت گذاری کی — مین اوسکو پوجتا ہون جو بت رام ہوگیا

آنسو بہا تو رشتہ بپا مرغ دل ہوا — دانے نے کی جو نشو ونما دام ہوگیا

صیاد اوڑ سکے گا نہ اب عندلیب حسن — خط پھول سے عذار پہ گلدام ہوگیا

درد فراق نے ہمین مار آلو کہتے ہین — کیا ہوگیا وصال جو آرام ہوگیا

رتبہ بڑھایہ آپ سے قصر بلند کا — جھکگر فلک کلاہ سر بام ہوگیا

ہذیان تپ فراق سے بکنے لگا رقیب — نکلا مرا نجار او سے سرسام ہوگیا

دل شاد ہے تری عرق آلود زلف مین — مچھلی کو موج آب مگر دام ہوگیا

اے روح دیکھ صنعت پروردگار کو — مشت غبار جامۂ اندام ہوگیا

دیکھی گزک جو مستون کی زاہد بہک گیا
پانی بھر آیا منہ مین مری آشام ہو گیا

اوس گل نے منہ لگایا تو بوسی کے واسطے
شکل دہان غنچہ لب جام ہو گیا

کیا کیا غبار لیکے چلے سوی کعبہ ہم
اک گرد پوش جامۂ احرام ہو گیا

آنسو جو پی گیا تری آنکھونکی یاد مین
لذت مین صاف شیرۂ بادام ہو گیا

دل ہی تو اونکی دور ہین بیٹھے ہین گو قریب
جو روبرو سخن ہوا پیغام ہو گیا

دلکو کیا گداز محبت کی آگ نے
پختہ ہوا سبو جو مرا خام ہو گیا

پیری مین او جوان ہوئی امید ید قطع
تار نگاہ ٹوٹ چلا احتام ہو گیا

چلتی ہی کفر و دین کی شراب دو آتشہ
کیا جانے کون ساقی گلفام ہو گیا

سیکھہ آب و نار و خاک و ہوا ہی ملا ہی تو
اک دل جو چار ہو گئے اندام ہو گیا

٣٩	یا شاہ انبیا ترے در کا فقیر ہون مشہور گو وزیر مرا نام ہو گیا	٩

نہین کشتا ہی یہ میدان بلا
مدد ای خضر بیابان بلا

مستعد زلف مری رنج پہ ہی
ہی مہیا سر و سامان بلا

مر گیا گیسو پر پیچ مین دل
چھٹ گیا قید ہی زندان بلا

ہار پھولونکے ہین چوٹی مین عیان
کیا ہی پھولا ہی گلستان بلا

بولے بکھرا کے وہ زلفین اپنی
ہم ہوے سلسلہ جنبان بلا

اونچی چوٹی ہی غضب ای یم حسن
کیا ہی اوٹھا ہی یہ طوفان بلا

کان کی لو تری زلفون مین نہین
ہی چراغ تہِ دامان بلا

گرمی رخ سے عرق ریز ہی زلف
ہی گہربار یہ نیسان بلا

دل مرے سینے مین ہی محو مژہ
ہی یہی شیر نیستان بلا

۳۱	وله	۴۰

گردش مین ہی داغ دل بیتاب کا پھاہا
گرداب بنا چشمۂ سیماب کا پھاہا

چھٹ جاتا ہی زخم دل بیتاب کے پھاہا
رکھتا ہی اثر رات کو سرخاب کا پھاہا

تابندہ ہی داغ دل بیتاب کا پھاہا
ہمتاب ہی خورشید جہانتاب کا پھاہا

بیتاب ہی داغ دل بیتاب کے پھاہا
اک شعلۂ جوالہ ہی تیزاب کا پھاہا

جگر مین ہی زخم دل بیتاب کا پھاہا
کیا رکھدیا جراح نے گرداب کا پھاہا

خورشید جہان سوز قیامت نکل آیا
لو ہٹ گیا داغ دل بیتاب کا پھاہا

گلکاریان کی ہین آبِ زر داغ جنون نے
پھولام کا پھاہا ہی نہ کمخاب کا پھاہا

پرتو ترے عارض کا چمن مین دم گلگشت
ہی داغ دل لالۂ شاداب کا پھاہا

قاتل کی صفت کرتی رہینگے دہن زخم
کچھ مہر خموشی نہین تیزاب کا پھاہا

او چرخ ستمگر ہی بڑا داغ جدائی
چھوٹا ہی بہت چادر مہتاب کا پھاہا

پھوڑے کیطرح پھوٹ بہین اور بھی آنکھین
رومال ہوا ہی انھین تیزاب کا پھاہا

ساقی تو مرے زخم کے انگور پہ رکھدے
اس غنچۂ مینائے مرناب کا پھاہا

وہ زخم لگا ہی کہ دکھائی نہین دیتا
درکار ہوا مرہم نایاب کا پھاہا

چار آنکھیں ہوئین زخم جدائی ہوا اچھا
پردہ ہی یہان دیدۂ احباب کا پھاہا

خورشید قیامت یہی مشہور ہوا ہی
اوترا ہو داغ دل بیتاب کا پھاہا

چھپ چھپ گیا خورشید گریبان سحر مین
جب ہٹ گیا داغ دل بیتاب کا پھاہا

دکھلاتا ہی رہ رہکی چمک داغ جگر پر
مہتاب ہی کیا کرمک شبتاب کا پھاہا

تیغا کیا ظالم نے در زخم جگر کو
جراح نے رکھا نہین تیزاب کا پھاہا

داغ دل سوزان ہی چراغ شب ہجران
رکھدو پر پروانۂ بیتاب کا پھاہا

قطعه

اوتری جو مرے زخم سے تو لی اوڑ ہی بلبل
ہم رنگ ہی برگ گل شاداب کا پھاہا

دیکھا تھا یہ خواب اوسکی نگہ نے کیا زخمی
اور حلقہ ہوا گیسوے پرتاب کا پھاہا

حسرت ہی کہ پھر طالع بیدار سلادے
پھر زخم لگے پھر وہ بلے خواب کا پھاہا

گلتکیے کو اوسنکے دل مجروح پہ رکھدو
خورشید نی بھیجا مجھے مہتاب کا پھاہا

ہر روزن در زخم ہوا تیغ نگہ سے
اب جھانک کے رکھدیجیے جلباب کا پھاہا

تیار ہوا سینۂ مجروح کا محضر
لو مہر شہادت ہوا تیزاب کا پھاہا

کیا زخم کے کوچے مین ہی نقش قدم ہی
اوٹھتا نہین جراح سے تیزاب کا پھاہا

مجروح ہوا ہون طلب بوسۂ لب مین
رکھدہی کوئی برگ گل عناب کا پھاہا

زخم دل وحشی پہ گریبان کیطرح سے
سو ٹکڑے ہی ہوا رکھتے ہی تیزاب کا پھاہا

قاتل ترے مجروح کی نیند اوڑادی
پردا اٹھا مگر دیدۂ بیخواب کا پھاہا

جا پہونچے اگر سینۂ گردون پہ تڑپکر
سیارہ ہو داغ دل بیتاب کا پھاہا

۱۴۱	آئین نہ وزیر اوسکو نظر زخم دل زار بنجاے اگر آنکھہ بھی تیزاب کا پھاہا	۲۳

جو بہر صلح بھی وہ ترک جنگجو آیا
بڑھا یہ تیغ کا پانی کہ تا گلو آیا

بیان ابرو قاتل سو منہ پہ کہائی تیغ
جو بیٹھہ پیچھے کہا تھا وہ روبرو آیا

ہمیشہ گریہ وزاری رہی کہ خونباری
جو اشک تھم گئے تو آنکھہ سے لہو آیا

نماز شکر پڑھی کعبے کو سلام کیا
جو حکم سجدہ کا عاشق کو چار سو آیا

اگر زمین کی پوچھی فلک کی اونچی کہی
یہ اونکا آدمی اچھا فرشتہ خو آیا

سما گئی مرے سینے مین مثل دل شیشی
تمھارے محتسب ہاتھہ کیا کدو آیا

وہ حال پوچھتے ہین مین خموش ہون دم نزع
زبان جو بند ہوی وقت گفتگو آیا

زبان کٹ گئی دانتون سے ملگئی تعزیر
کبھی جو لب پہ مرے حرف آرزو آیا

گمان ہوا یہ مجھے چاند دھوپ مین نکلا
جو زرد کپڑے پہن کر وہ ماہرو آیا

پلا کے شیر سلاتی ہی طفل کو دایہ
دلیل خواب اجل ہی سفید مو آیا

غضب سے دیکھا جو پھیلائی مینے پیار سی ہاتھہ
خدنگ جانب آغوش آرزو آیا

جفائین کیسی وفاؤن کے ذکر پر بگڑے
غضب ہوا کہ عتاب بہانہ جو آیا

ہین احتیاج مین بے احتیاج عالی قدر
کہ چاک جیب سحر کب پئے رفو آیا

ہوی درختو نمین گلبرگ ساری پتے سبز
چمن مین جب وہ گلستان رنگ و بو آیا

سفید ضعف سے کیا ہو گیا تن پر گرد
ہوا لباس جو میلا تو رخت شو آیا

جو شبکو خواب مین دیکھا رخ قیامت زا
سحر کو آئنۂ حشر روبرو آیا

نہ تھی شراب کہ پیدا ہوا مرا دل مست
پیالہ بھی نہ بنا تھا کہ یہ سبو آیا

خدائی جسمونکو جانین عطا جو کین ای بت
بجا ہی کہ روح ہمارے بدن مین تو آیا

جلایا طور کو جسنے وہی گری بجلی
کدھر سے شعلۂ آواز گفتگو آیا

دیے ہین چرخ نے چکر کہ چرخ ہو جا ہی
تماشا دیکھنے میرا او ماہ رو آیا

نہ ہمکو ہاتھ مین دل لو مرا ابھر آنکھ دکھاؤ
مزا نہین ہی اگر جام بے سبو آیا

نہائی خون مین ہم ہاتھ جان سے دھوئے
یہ غسل آیا ہمین اور یہ وضو آیا

٤٢	برہمنو جو ابھی کفر تازہ تازہ ہی	وزیر تا در بتخانہ قبلہ رو آیا	٩

خط سیہ ہی کانٹون کا اک ڈھیر ہو گیا
غمزہ یہ [illegible] سیب ذقن بیر ہو گیا

وہ چشم مجکو مار کے خونخوار بن گئی
آہو شکار کر کے مجھے شیر ہو گیا

زلفون نے دلکو چھین لیا رخ کی دید مین
لوٹا ہی دن دہاڑے یہ اندھیر ہو گیا

بڑھ جائیگی جفا بھی ہوا نوجوان وہ طفل
یہ نیمچۂ ستم ہو آ شمشیر ہو گیا

یہ کنز جو آستین سے پونچھا ہی کوس تک
ای اشک کو سن بھر کا تجھے پھیر ہو گیا

آنسو نکل نکل کے جو مژگان پہ تھم رہے
دریا کنارے موتیون کا ڈھیر ہو گیا

جھک کر ملے جو سب سے تو مرنے لگا جہان
قد کو جو خم کیا خم شمشیر ہو گیا

بلبل چمن مین گل کی روش بس خموش ہے
مجھ بن نوا فقیر کا یان ڈھیر ہو گیا

درگاہ خواجہ کی ہی یہ روضہ وزیر کا

۱۷	آفاتحہ کو لکھنؤ اجمیر ہوگیا	۴۳

کب دیا انگور نے شیشہ شراب پاک کا
نام ہی دھوکے کی ٹٹی ذات بست تاک کا

ظلم ابھی تو دیکھنا ہی گردش افلاک کا
منتظر ہی شیشۂ ساعت ہماری خاک کا

قتل کو کافی ہی خنجر ناخن سفاک کا
جسم لاغر ہی مرا بس ایک چٹکی خاک کا

کب گوارا ہی پہننا ململجی پوشاک کا
ہوگئے ڈھیلا ضعف سے اوتری جامۂ خاک کا

دور ہو دل سے الم اس ململجی پوشاک کا
خوب ہو جائی سفیدا ہی ضعف جامۂ خاک کا

اپنی خاطر شیشۂ انگور سے ٹپکی شراب
چاہیے بوتل بنے سایہ سمٹ کر تاک کا

آب خجلت مین نہائے دیکھکر تجکو حسین
ہاتھ مین دستانہ کیسہ بنگیا دلاک کا

آفتاب جام می نکلا تو اوس مہ کے لیے
بنگیا سورج مکھی ہر ایک پتا تاک کا

یہ قبا ہاتھ آئے تو کر دیجیے ترک لباس
عیب پوشی ہی کہین تہ ہی کم پوشاک کا

کون ساقی ہی مے غم سے جو ہوتا ہی سرور
ہاتھ مین کس کے ہی ساغر گردش افلاک کا

غیر سے ہنسکر جھکایا یار نے خجلت سے سر
زہر خندہ نے اثر پیدا کیا تریاک کا

دامن زین سے لپٹ کر ہمنے وہ فریاد کی
ہوگیا ٹکڑے گریبان حلقۂ فتراک کا

کہربا بنکر کریگا جذب میرا رنگ زرد
دیکھیے وان کسطرح ٹھہریگا تنکا ناک کا

پوچھ لینگے راہ وحشی کوچۂ زنجیر کی
ہر بگولا خضر ہی صحرای وحشتناک کا

جسم کو جنبش نہین ہوتی ہی بی تحریک روح
پاؤن سی اکسے چلتا ہی یہ کب خاک کا

زہر کھاتین گل چمن مین خال جانان دیکھکر
داغ مین لالے کی پیدا ہوا اثر تریاک کا

۴۴	ای وزیر اونکا دہن ہی چشمۂ آب حیات موج آب زندگانی نام ہی مسواک کا	۵

یہ روی بزم مین جام شراب ڈوب گیا — نہان وہ مہ جو ہوا آفتاب ڈوب گیا
لگایا غوطہ جو اوس مہروش نے دریا مین — تو لوگ کہنے لگے آفتاب ڈوب گیا
بڑھایہ بارش ابر مژہ سے سیل سرشک — کہ خیمۂ فلک بے طناب ڈوب گیا
تمہاری آتش رخسار نے یہ گرمی کی — کہ مین پسینے مین ابے ہی جناب ڈوب گیا
چھپایا جام جو ساقی نے گر پڑے مرا اشک — ستارے آئے نکل آفتاب ڈوب گیا

ولہ

صدمہ شب فرقت کا اوٹھانا نہین اچھا — ای بیخبری آپ مین آنا نہین اچھا
وحشی ہون نہ تصویر بھی لے راہ بیابان — مانی سے کہو پاؤن بنانا نہین اچھا
آمادہ نہون پھر کہین توبہ شکنی پر — قلقل کی صدا مجکو سنانا نہین اچھا
تعریف پہ شیرین کی عبث ہوتی ہو کڑوے — تم نیک سہی سارا زمانا نہین اچھا

ولہ

فہم کیا ادراک کا سمجھے جو شان مصطفی — ہی خداوند دو عالم رتبہ دان مصطفی
خضر و عیسی کو ابھی مرجانے کا ہو اشتیاق — گر کرے زندہ لب معجز بیان مصطفی
ہر سحر جاروب دیتا ہی پرون سی جبرئیل — سجدہ گاہ قدسیان ہی آستان مصطفی

ولہ

برنگ شمع ہوا کٹ کے میرا سر پیدا — وہ نخل ہون کہ خزان مین کیا ثمر پیدا
پلا ہون دامن صحرای بیقراری مین — ہوا ہون طائر بسمل کے زیر پر پیدا

	ولہ	
سیکشی پر مستعد ای بت جو تو ہو جای گا		سنگ بھی قالب تہی کرکے سبو ہو جای گا
وحشیو نکے زخم کا جراح کیا جانے علاج		زخم چاک جیب کو مرہم رفو ہو جای گا
حسن یوسف سی فزون تر ہی رسول اللہ کا	ولہ	ہی وہ نور چشم یعقوب اور یہ نور اللہ کا
نہین غم زاہدان خشک کو خورشید محشر کا	ولہ	سلامت ہی اگر سایہ ہمارے دامن تر کا
خون میرا دیکھتے ہی سہم کر قاتل گرا	ولہ	پیشتر گرنے سی اوسکے کیون نہ مین بسمل گرا
چھپ گیا دوستی کے پردے مین	ولہ	دشمن جان نے کیا حجاب کیا
جا لگے گور کے کنارے ہم		کوچ کی ٹھہری پاتراب کیا
ہوا جب دل شکستہ پھر صفائی غیر ممکن ہی	ولہ	گرہ پڑ جاتی ہی جسوقت دھاگا توڑ کر جوڑا
جلا دیا نہو گلشن مین آتش گل نے	ولہ	دھوان سا آج جو بلبل کے آشیانسے اوٹھا

۴۵	ردیف بای موحدہ	۱۴
بات کا اپنی نہ جب پایا جواب		ہم یہ سمجھے وہ دہن ہی لاجواب
باتین سنو آئین لب خاموش نے		ورنہ ہم دیتے اوسے کیا کیا جواب
بے نشان ہی وہ کمر شکل دہن		کون سی شی ہی نہین جسکا جواب
سادہ کاغذ بھیجا نامے کی عوض		وان سے آیا بھی تو صاف آیا جواب
پوچھتا گر اوس کمر کا مین نشان		غیب سے ملتا مجھے اسکا جواب
تم جو کچھ کہتے زبان تیغ سے		مین دہان زخم سے دیتا جواب

آج مجھ سے بات اگر کرتے نہین
دینگے یہ بت کل خدا کو کیا جواب

بے دہن وہ ہی تو مین ہون بے زبان
یار کی صورت ہون مین بھی لاجواب

کہکے اک مصرع مہ نو رہ گیا
ہوسکا کب بیت ابرو کا جواب

بات سیدھی کی جو تھا مذکور قد
ذکر ابرو مین دیا ٹیڑھا جواب

کیجیے کیا بات اس کج طبع سے
دیگا چرخ واژگون اولٹا جواب

باتین کرتا ہی جو پردہ چھوڑکر
مجکو دیتا ہی وہ در پردا جواب

آگیا ای وای پیغام اجل
پر نہ قاصد لیکے کچھ آیا جواب

۴۶

سنکے بیتین میری حاسد چپ رہے
ای وزیر اپنا سخن ہی لاجواب

۱۲

آئے ہو ہمپہ کرنے کو بیداد یا نصیب
بھولے ہو ونکو یون نہین کیا یاد یا نصیب

کتنے اسیر ذبح ہوے کتنے چھٹ گئے
ہمسے رہا تغافل صیاد یا نصیب

تصویر بھی نہ کھینچ سکی مجھ ناتوان کی
گر گر پڑا ہی خامہ بہزاد یا نصیب

تڑپین چمن مین ہمتو کسی سرو کے بغیر
دیکھین وصال قمری و شمشاد یا نصیب

قسمت یہ اپنی اپنی تجھے خندہ لب کیا
ہمکو عطا کیے لب فریاد یا نصیب

ایذا ہین وقت ذبح بھی کیا کیا نہین ہوئین
رگ رگ گیا ہی خنجر فولاد یا نصیب

دیکھا جو تجکو کہتے ہین حسرت سے خوبرو
ہم آدمی ہون اور یہ پریزاد یا نصیب

باقی رہا تھا جیب سو ٹکڑے اوڑا دیا
دست جنون نے خوب کی امداد یا نصیب

تا مرتے دم بھی حسرت دیدار ہی رہی
کرتا ہی بند آنکھون کو جلاد یا نصیب

دل یار سے لگاتے ہی نظرون سے گر گئے
کیا اپنے عشق کی ہی یہ افتاد یا نصیب

بھولی نہین اجل کسی عاشق کو ہجر مین
پر اوسکو اک ہمین نہ ہے یاد یا نصیب

٤٧

واقف کیطرح ہجر مین تڑپے نہ کیون وزیر
وصل تو اتفاق نہ افتاد یا نصیب

٩

کسکی شمع رخ سے ہی روشن چراغ آفتاب
اندنون کچھہ آسمان پر ہی دماغ آفتاب

گر کہون مین راتکو کسجا ملوگے تو کہے
ہی وہ نادان شبکو جو پوچھے سراغ آفتاب

شمع روی یار سے اوٹھے جو فانوس نقاب
مثل شمع صبح بجھہ جائے چراغ آفتاب

ہون وہ میکش ساقی گردون سے لیتا ہون مدام
ساغر مہ راتکو دن کو ایاغ آفتاب

چین گیسو سے ذرا دکھلا دی عارض کی چمک
یہ وہ شب ہی جسمین روشن ہو چراغ آفتاب

سیر کرتا ہی دل پر داغ کی وہ رشک مہر
ہی بجا کہیے اگر اب اسکو باغ آفتاب

دانت تارے ہین مسی ہی رات پیشانی ہی صبح
قد ہی شمع ماہتاب اور رخ چراغ آفتاب

خط کے پیچ سے نکل آئی ہین یون رخسار صاف
ہو گہن کی قید سے جیسے فراغ آفتاب

آسمان کو بھی ہی کیا عشق رخ جانان وزیر
دل کے داغون کیطرح روشن ہی داغ آفتاب

کریگا دید سے قطع نظر خواب
تمنا وصل کی اور اسقدر خواب

شب فرقت کرے عزم سفر خواب
مری آنکھونسے لے پائی نظر خواب

عبث چھوا تر نے گیسوی عنبرین کا سانپ
ہوا ہی ہاتھہ مرا میری آستین کا سانپ

چمن مین دیکھہ کے زلف سیہ ہوا نادم
سفید ہو گیا ای جان یاسمین کا سانپ

دل فگار جو نالے کرے دکھای وہ زلف
صدای نے کی طرف آے ہو کہین کا سانپ

گری کی پرورش زلف صبح عارض یار
پیے کا شیر سحر میرے مہ جبین کا سانپ

نہین ہی روی عرقناک پر وہ مشکین زلف
یہ اوس چاٹنے نکلا ہی ملک چین کا سانپ

خیال زلف مین رو کر جو اشک پونچھے ہین
ہی آستین کا ہر اک تار آستین کا سانپ

تمہاری آینہ رخ پہ زلف مشکین ہی
حلب مین رہنے لگا اب تو ملک چین کا سانپ

کہونگا دیکھکے مین جو زلف مین در گوش
اگل رہا ہی یہ من زلف عنبرین کا سانپ

جو کھل گیا کبھی موباف پھر آئے گا
ابھی ہی کیچلی مین جعد عنبرین کا سانپ

دبا کے ہونٹون مین گیسو کو ناز سے بولے
بجای شیر یہ عادی ہی انگبین کا سانپ

کہا جو ہنسکے نہین دونگا بوسہ کاکل
تو موج خندہ لب ہو گئے نہین کا سانپ

اوٹھا کے اب گل عارض سے زلف ہاتھہ مین لو
چڑھا دو شاخ گل تر پہ یاسمین کا سانپ

تمہارا گیسوی انکار بڑھکے اٹھی ہو
طلسم حسن بنا دی نہین نہین کا سانپ

وزیر نیکو نکی صحبت سے بد بھی ہوتے ہین نیک
کسیکو کاٹے نہ زنہار یاسمین کا سانپ

افزون کہین ہین حسن مین شمس و قمر سے آپ
آئینہ لیکے دیکھیے میری نظر سے آپ

۱۴	ردیف تای فوقانی	۷۹

دیکھین گر سرو قد یار درخت — گر ہین قدمون پہ سایہ دار درخت

سنگ کھاتے ہین بار بار درخت — اپنے پھل سے ہین زیر بار درخت

کب ہین مانند قد یار درخت — ہین شگوفون سے داغدار درخت

عشق پیچان کیطرح لپٹو ہین — دیکھون گر مثل قد یار درخت

داغ کھا کر نہ ہم نے پھل پایا — گل کھلا کر نہ لایا بار درخت

زلف مشکین کو کھول دے او سرو — تا کہون ہی یہ مشکبار درخت

وہ شجر ہی ترے نگینے مین — سیکڑون جسپہ ہون نثار درخت

وہ غمین ہون کہ بعد مرگ بنے — نخل ماتم سر مزار درخت

پھل جو ہی مجکو پھل ہی برچھی کا — ہجر مین ہین مثال دار درخت

کیون یہ پتھر لگاتے ہین لڑکے — ای جنون کیا ہون باردار درخت

سرو صدقے ہین ہو گیا آزاد — دیکھین اب کون ہو نثار درخت

چشم بد دور آنکھین ہین بادام — ہی قد یار میوہ دار درخت

شاخ شعلہ ہو پھول انگارے — جلین دیکھین جو قد یار درخت

۵	ولہ	۵۰

زبانکو وصل کی شب گفتگو کی کب ملی فرصت — ہجوم بوسہ لبنے ندی اک بات کی فرصت

قدآدم تری تعظیم کرتی اور کے خاک اپنی — پس مردن جو دیتی ناتوانی ای پری فرصت

ہی غربال بہر بازی طفلان مری گل کی	فلک نے خاک چھنوائی نہ مرنے پر بھی فرصت
مدامی کاروان ہوش گم ہون مثل یوسف مین	نہین دیتی ہی مجکو ایکدم بھی بیخودی فرصت
نہین ذوق گلوگیری گریبان پھٹ چکا اپنا	ہوی بیکار اب دست جنون کو ہو گئی فرصت

۵۱	وله	۵

تنگی دہن سے ہی اڑی بات	چھوٹا سا ہی منہ ترا بڑی بات
کیا چرب زبان وہ شعلہ رو ہی	لب تک آکر پھسل پڑی بات
مطلب پر اگر زبان دو تم	ہو مُنہ سے ابھی نکل کھڑی بات
دل شیشۂ ساعت اپنا بن جائے	ساقی نکرے جو دو گھڑی بات
ہین پیٹ کے ہلکے وہ صدف سان	موتی کی طرح نکل پڑی بات

	وله	

فصد لے اپنی ہی زاہد کسکو سودا ہی بہشت		ہم برنگ بلغ دے ڈالین جو ہاتھہ آئی بہشت
جاؤن دوزخکو نہ لون احسان دربان بہشت	وله	کچھہ جہنم کا نہین مالک ہی رضوان بہشت

۵۲	ردیف ثای مثلثه	۱۹

بھولے تم حرف وفا کیا باعث	ہائے خط بھی نہ لکھا کیا باعث
زلف کو مشک کہا کیا باعث	ہوی ہمسے یہ خطا کیا باعث
کس مسلمان کو بتو قتل کیا	کرتے ہو شکر خدا کیا باعث
ہی خدا تو رگ جان سے بھی قریب	کیون وہ بت دور رہا کیا باعث

یار کیا تیغ بکف پھرتا ہی
سر مرا ابھرنے لگا کیا باعث

یان تو پیغام اجل آپہنچا
وان سے قاصد نہ پھرا کیا باعث

کھول دی زلف سیہ کیا اوسنے
دن شب تار ہوا کیا باعث

بوسۂ خال ذقن مانگا تھا
داغ دل تونے دیا کیا باعث

کیا پڑھا یا اوسے کچھ غیرون نے
خط ہمارا نہ پڑھا کیا باعث

عشق مین کیون ہی مجھے ننگ سے عار
اوٹھہ گئی شرم وحیا کیا باعث

کھل گئے ہنسنے مین کیا دانت اوسکے
گر پڑی برق بلا کیا باعث

سرمہ آسا ہون سیہ بختی سے
پھر مین نظرون سے گرا کیا باعث

اے جنون دشت مین کانٹون نے مجھے
پاون پڑ پڑ کے رکھا کیا باعث

کسکو اب پیسے گا نظرون مین
سرمہ آنکھون مین دیا کیا باعث

جب کیے نالے زمین کانپ اوٹھی
آسمان گر نہ پڑا کیا باعث

۵۲	ردیف جیم عربی	۲۰

ہوا کیا دل مین خون آرزو آج
کہ خون آلودہ ہی اشک تر آج

ہوی قاتل سے بیڈھب گفتگو آج
کرون زخم دہن کو مین رفو آج

بتون کو امتحان اپنا ہی منظور
خدا رکھلے ہماری آبرو آج

مرا سر دار مین لٹکا کے خوش ہی
ثمر لایا ہی نخل آرزو آج

لہو مین اشک خون نہلا رہی ہین
لیا کیون نام قاتل بے وضو آج

جو کچھ ہونا ہی فردا اسے قیامت — دکھا دے دو قدم بس چلکے تو آج
دہان زخم کو سینا نہ تھا ہاے — ہوی قاتل سے قطع گفتگو آج
مرین ہم یار کے جانے سے پہلے — اجل رکھلے ہماری آبرو آج
گلے کاٹے ہزارون عاشقون نے — ہوسے نادم دکھا کر وہ گلو آج
جدائی ہو گئی اے دوست تجسے — برآئی دشمنون کی آرزو آج
پونہچ جائے مرا سر پاے خم تک — ذرا کر دستگیری اے سبو آج
تڑپتا ہون مین درد استخوان سے — خبر لینا سگ دلدار تو آج
تجھے دیکھا ہوے گل پانی پانی — گلستان مین ہی طرفہ آبجو آج
یہ کس کافر نے ابرو کو دکھایا — نہین قبلہ نما تک قبلہ رو آج
حنائی پاؤن سے کس گل نے رونڈا — ہی اپنی خاک مین مہندی کی بو آج
زبان تیغ سے پوچھا تو ہوتا — زیادہ گل سے ہی درد گلو آج
نہ بھون گا جو فردا اسے قیامت — دکھاتی ہی شب فرقت وہ تو آج
ترے کوچے کی شاید راہ بھولی — صبا پھرتی ہی مضطر کو بکو آج
اوسے اے بیخودی کل ڈھونڈھ لینگے — پڑی ہی ہمکو اپنی جستجو آج

۵۸	وزیر ایسے ہو کیون خاموش بیٹھے ہوی موقوف کس سے گفتگو آج	۸

دل اوٹھاتا ہی مزہ دید لب یار کا آج — نشا ہی اسکو مے شربت دیدار کا آج

آمد آمد ہی مرے رشک قمر کی شاید
رنگ اوڑا جاتا ہی کیون روے شب تار کا آج

بیڑیان پاؤن پڑین طوق گلے سے لپٹا
الجھون کچھہ تو بتا کیا ہی سبب پیار کا آج

باغ کو جائیے گا ابر سیہ مست اوٹھا
پیش خیمہ تو روانہ ہوا سرکار کا آج

ہین جوانان چمن باغ کی دیوارون پر
لے اوڑا حسن نگر شاہد گلزار کا آج

صاف ہم تاڑ گئے وصل کی ٹھہری ہوگی
خواب مشتاق ہوا دیدۂ بیدار کا آج

شب فرقت کے تو آنے کا کہین خوف نہو
کیون اوترتا نہین سایہ مری دیوار کا آج

سکہ ہر زخم بنا درہم دل پر ای ترک
ملک دل پر ہو قبضہ تری تلوار کا آج

۵۵	ردیف حای مہملہ	۲۳

زندہ در گور اب تو ہی بے تیرے آرام روح
بنگیا ہی قالب خشت لحد اندام روح

کیا ہی چین آیا ترے آنے سے ای آرام روح
اب نہین وہ رنج دل درد جگر آلام روح

کس مزے سے جاتی ہی یاد لب شیرین جان
میٹھی لوتی چل رہا ہی توسن خوش گام روح

یہ صفائی یہ لطافت ہی کہان آئینے مین
ہی عیان تیری لباس جسم سے اندام روح

غیر ساعد جسکو کہتے ہین وہ ہی عاشق کی جان
ہی نیام آستین یار مین صمصام روح

جسم انسان وہ بنا آفت ملک مرنے لگے
چار جوہر ایک ہو کر بنگئے صمصام روح

رشتے کا آزار ہوگا گر اسیری کا ہی ذوق
جسم ہی کر لے گا ای صیاد بیداد ام روح

اب خط صیاد کیون وہ کھلا رہا ہی باغ سبز
یہ تن ہی زاغ اپنا بنگیا گلدام روح

ہو گئی بے آب جب تونے لگائی دل پہ تیغ
دیکھہ او سفاک یہ پنجرا اپنا یہ جام روح

جسم سے نکلی تو پونہچی کعبۂ مقصود تک	بے لباسی ننگی ہی جامۂ احرام روح
دو ہی دنمین نوجوانی رنگ پیری لا گئی	ای جہان جسم اکدن صبح ہو گی شام روح
تیرے رہنے کے لیے جان نے کیا قالب تہی	ہی برنگ سایہ باہر جسم سے اندام روح
جو نہی ہی جان پر کرو ون اشاروں سے بیان	بے دہن سے بیزبان ہو کر کہون پیغام روح
لو تن خاکی کو آب خشک نے تر کر دیا	گر پڑا تلوار کے پانی سے قصر خام روح
بلبل گلزار جنت ہو رہا کب دیکھیے	موج بوی گل ہوی اس باغمین گلدام روح
سوز غم سے آب و خاک و باد ہین آتش مزاج	چار عنصر کا بنا چو مکھہ چراغ خام روح
طائر جان صاف مرغ رشتہ بر پا ہو گیا	جسم فرط لاغری سے بنگیا ہی دام روح
جسم سے حیرت نے پیدا کی نکلجانے کی راہ	ابتو ششدر رہگئے سرابید ربی بام روح
کوی تو جان جہان مہمانسراے دلمین ہی	دمبدم پونہچاتے ہین بیک نفس پیغام روح
ہی بگڑنا ان جسمیان جہان کا اک بناؤ	پیچ و تاب روح ہی گیسوی عنبر فام روح
صدمۂ موج نفس سے ٹکڑے ٹکڑے دل ہوا	کیون نہ ہی گرد سبکروحی بنا یا جام روح
اب کہان وہ سیر جنت وہ فلک پر پروازیان	پا بگل ہی جسم خاکی سے اوٹھے کیا گام روح

۵۶	مثل دل سینے سے میرے وہ لپٹکر کہتے ہین ای وزیر ابتو نہین درد جگر آلام روح	19

پھر گئی تیری جو چشم مست او آرام روح	جام سان گردش مین ہی اب بخت نافرجام روح
پھر غم فرقت ہوا ہی باعث آلام روح	بیقراری دل کی پھر کھونے لگی آرام روح

ظاہر اس سے زیادہ کیا ہی لطف باطنی
نقد دل دیگر کہون قاصد یہ ہی انعام روح

خوبرویونکو خضر رلوپہنچا سکے کیا انقلاب
حور ہو جائے جو لکھے کوہی الولٹا نام روح

آج سے روح الامین تجکو کہون پیغامبر
میری روح اللہ تک لوپہنچا دیا پیغام روح

اوس بت کافر کو بتیابی مین کیا کیا کچھ لکھا
دین و ایمان احسن ال جان جان آرام روح

کیا مکان جسم ہی اپنے نگین کا شیفتہ
پھر رہا ہی ساتھہ قصر بے در و بے بام روح

ایسے ہم قاتل پہ مرتے ہین کہ بے تائید دست
کھینچ لیتا ہی نیام جسم سے صمصام روح

شیشۂ تن سے پری آئی نظر کیطرح
دختر رز ہوگیا مشہور ساقی نام روح

لو خدا حافظ کہ آ پہنچا ہی عشق کفر زا
بھاگ جائے دل بغل مین بکر اسلام روح

کیون غضب مین آگئے ہمدم رکھتے ہو قبضے پہ ہاتھہ
لو نکل آئی نیام جسم سے صمصام روح

بوسۂ لب لکو دیگا اک حسین سبزہ رنگ
خضر آب زندگانی سے بھریگا جام روح

سنکے اسم حور بے دیکھے ہوے مرنے لگے
اولٹی سیفی بنکے نکلا منہ سے اولٹا نام روح

تھی مسیر عرش یا اب ہی اسیر مشت خاک
واہ کیا آغاز تھا اور کیا ہوا انجام روح

پنبۂ گوش جوانی گر نہ ای پیری ہو تو
قامت پر خم دہن بنکر کہے پیغام روح

کھینچ سکا نقشہ نہ جب جسم لطیف یار کا
کاغذ تصویر پر مانی نے لکھا نام روح

الامان ای رعب پیری ای جوانی الغیاث
اڑگیا رعشہ بدن مین کانپ اوٹھا اندام روح

چار دیوار عناصر گر پڑی ٹوٹے پہ ہم
رفتہ رفتہ بنگیا چورا ہا قصر خام روح

جانکی کسکو خبر دل ہی نہین ہی ای وزیر
ہو گیا گم وہ نگین جسپر کھدا تھا نام روح

ردیف خاے معجمہ

فقط لہو سے ہی کیا پیکر شہیدان سرخ
ہر استخوان بھی ہی مانند شاخ مرجان سرخ

عذار و گیسوے مشکین و لعل لب دیکھو
حلب سفید ختن ہی سیہ بدخشان سرخ

ہون سر بجیب جو یاد عذار رنگین مین
قباے گل کیطرح ہو گیا گریبان سرخ

۵۷ ردیف دال مہملہ 19

بے سبب شمع کا ہی گل نہین اندام سفید
ہو گئی دیکھ کے یہ ساعد گلفام سفید

ابھی ہر چند نہین زلف سیہ فام سفید
ہی مگر موے کمر ای بت خودکام سفید

ہو گئے رونے سے اب دیدۂ ناکام سفید
جوش باران سے ہوا ابر سیہ فام سفید

کس خرابی سے رہ عشق بسر کی ہی ضعف
رنگ اک گام پہ تھا زرد تو اک گام سفید

زاہدا مین ہون وہ میکش کہ مری محفل مین
سبز مینا ہی فلک ماہ ہی اک جام سفید

زلف و رخسار صنم دیکھ کے معلوم ہوا
چہرۂ کفر سیہ ہی رخ اسلام سفید

چشم میگون سے بہت دعوی ہمچشمی تھا
پوست کھینچا جو گیا ہو گئے بادام سفید

میکشی جام مہ و مہر سے کرتا ہون مدام
صبح ہی زرد پیالہ تو سر شام سفید

ہجر مین حلقۂ ماتم ہی مجھے حلقۂ بزم
نظر آتے ہین سیہ مجھکو در و بام سفید

جلوہ گر یون ہی عرق سرمے کے دنبالے پر
شاخ بادام مین جیسے گل بادام سفید

روبرو روشنی رخ کی ہی گر صبح سیاہ
بیش تاریکی گیسوے سیہ شام سفید

ہو چکی رات ہوئی صبح بس ای غافل ٹک
چھوڑ غفلت کہ ہوے موے سیہ فام سفید

دون جو تشبیہ نہین آنکھونمین جچی چھائی
ساق گلرنگ تری شمع کا اندام سفید

بداگر رنگ سے پیدا ہو تعجب کیا ہی
سایہ ہوتا ہی سیہ گو ہون در و بام سفید

مہ نو تجکو یہ دیتا ہی دعا پیر ہو تو
ہو مری طرح سے ابروے سیہ فام سفید

ہم اسیرون کی طبیعت مین ہی یہ رنگینی
کرین گلرنگ لہو سے ہو اگر دام سفید

کچھ تعجب یہ نہین میری سیہ بختی سے
ہون نہ پیری مین اگر موے سیہ فام سفید

اسقدر ضعف ترقی پہ ہی انزورون مین
لکھین بیرخی سے تو ہو جامۂ انام سفید

۵۸

چشم مخمور صنم دیکھے تو روے یہ وزیر
چشم نرگس ہو برنگ گل بادام سفید

۲۵

دہن کسطرح کرین گوش سامعان فریاد
بتو خدا نکرے آسے تا زبان فریاد

فلک سے گذری گئی تا بہ لامکان فریاد
پہونچ گئی ہی کہان سے مری کہان فریاد

کرون مین پیر دم رخصت جوان فریاد
چلے جو تیر تو کرنے لگی کمان فریاد

شب فراق مین کیا کیا ملے انیس مجھے
رفیق درد شفیق آہ مہربان فریاد

فغان کرون کہ ہی سیب ذقن یہ طوطی خط
ثمر بچانے کو کرتے ہین باغبان فریاد

گئی زمین سے فلک تک فلک سے عرش تلک
پھری تلاش اثر مین کہان کہان فریاد

دکھاے یار کرامت تو مین کرون اعجاز
وہ بیدہن کہ کرے باتین مین زبان فریاد

چھپا ہی گیسوے مشکین مین رخ کرون نہ نالے
ہوئی ہی رات کرے کیون نہ پاسبان فریاد

کسیکے کوچہ کاکل مین دل ہی یون نالان
تمام رات کرے جیسے پاسبان فریاد

جہانمین شور ہی پھٹتے ہین کان کے پردے
ابھی تو آئی ہے سینے سے تا زبان فریاد

فغان وہ سنکے مری ہنستے ہنستے لوٹ گئے
نکل کے منہ سے بنی شاخ زعفران فریاد

نہو وہ گل تو دل اغدار نالان ہو
کرے برائے گلستان یہ بوستان فریاد

ہوا ونھین وہ مرخصت جو رنج تنہائی
تو میرے ساتھ کیے درد غم فغان فریاد

دلا قسم تجھے زلفون کی دوپہر تو ہو چپ
کہ آدھی رات سے کرتے ہین پاسبان فریاد

تمہاری تیغ نے کیا کیا زبان درازی کی
نکیون کرین دہن زخم کشتگان فریاد

لہو پیینگی نہ جب تک مرا بجھے گی نہ پیاس
کرین گین یار کے بالے کی مچھلیان فریاد

دکھاے گا نہ کبھی آب تیغ وہ ظالم
کیا کرین مرے بازو کی مچھلیان فریاد

جو ابر زلف مرا نالہ گوش زد کر دے
برنگ برق کرین اونکی بجلیان فریاد

جو آتش گل تر سے سنی ہوی بلبل
کریگا صورت ناقوس آشیان فریاد

خموش نے کی طرح ہون مین وہ رہی لب سے
جو منہ لگا وتوسن لو مری فغان فریاد

ذرا تدن تجھے دیکھین تو پھر جدا جل سان
کرین ہم یہ مہ و مہر آسمان فریاد

کسی کی خاطر نازک کا جب خیال آیا
زبان تک آکے ہوئی زیر لب نہان فریاد

برنگ نے ہوے روزن جو خار چبھ چبھ کر
کرینگی اب مرے پاونکی انگلیان فریاد

ادا سے میری نہین انگلیان وہ چٹکاتے
یہ انکے ہاتھون سے کرتی ہین انگلیان فریاد

۵۹	وزیر نالے صدائے شکست رنگ سے کر وہ بید من ہی کہ اب تو بھی ہے بے زبان فریاد	۳۶

ہمارے ساتھ کرے کیون نہ آسمان فریاد — صدا نکلتی ہی گنبد مین تو اَمان فریاد

ٹھہر کے آتی ہی ہر استخوان پہلو پر — ہوی ہی ضعف سے محتاج نردبان فریاد

میان ارض و سمایون ہون آہ مین نالان — کہ جسطرح سے ہو دو لب کے درمیان فریاد

مثال نَے ہوے سوراخ ناوک غم سے — تمام جسم کے کرتی ہین استخوان فریاد

دکھایا پھول سا رخ کسنے اور سرو سا قد — کہ نالے بلبلین کرتی ہین قمریان فریاد

ہما ہی آے سگِ یار اگر نہین آتا — کہان تلک کرین مشت استخوان فریاد

کوی بھی دیر و حرم مین نہ داد کو پہنچا — دعائین مانگین بہت کی یہان وہان فریاد

تمہارے دل مین خدا جانے ہوا اثر کہ نہو — بتہ کہو تو کرون پھر امتحان فریاد

کہے فلک وقِنا ربّنا عذابَ النار — وہ دل جلا ہون کرون جب شرر فشان فریاد

جو ایک رات نہ دیکھے ہلال ابروِ یار — کرے زبان مہ نو سے آسمان فریاد

چمن مین غنچے چٹک کر جو پھول بنتے ہین — زیادہ کرتی ہی کیا حسن گلرخان فریاد

ترے جلے بھنے کب سوز غم سے نالان ہون — کباب خام کرے آگ پر فغان فریاد

زبان تک آ نہین سکتا ہی ایک حرف خوشی — ہوی ہی اپنے در لب پہ پاسبان فریاد

شب وصال کے ساتھ آئیگی فراق کی صبح — کریگا شام سے مرغ سحر یہان فریاد

جو روؤن دیدہ روزن سے روئین دیوارین — کرے فغان پہ لب بام سے مکان فریاد

ہی میرے قہقہے کے ساتھ ساتھ نالہ بھی — صداے خندہ سے رہتی ہی توامان فریاد

زمین پہ ہی دم رقص اونکے گھنگرون کی صدا — کہ تارے کرتے ہین بالاے آسمان فریاد

گھٹا اگر مرے اس دود آہ کی چھائی
کریگا صورت طاؤس آسمان فریاد

عدو جو لاش پہ آئے نہ رنج ہو بس مرگ
چراغ مردہ کرے آپ ہے کہاں فریاد

ہیں انجمن میں ہوں پروانہ باغمیں بلبل
کہیں جلوں کہیں کرتا پھروں فغان فریاد

چھپی ہے کانکے پردے میں شرم کے مارے
جو بے اثر کبھی آئی ہے تا زبان فریاد

خیال لعل و رخ آتشیں میں نالاں ہوں
عجب نہیں ہے زبان شعلہ ہو دھواں فریاد

کہیں خوشی سے زیادہ ہے غم مرا مشتاق
ہنسی سے پیشتر آتی ہے تا زبان فریاد

جفائیں انکی بیان کیجیے وفاونکے ساتھ
ہنسی بھی لب پہ ہو آئی جو تا زبان فریاد

صدای باسنی اوس سرو کی جو قیمت خرام
گمان ہوا مجھے کرتی ہیں قمریاں فریاد

بس اک گھڑی میں بنا دیجیے انھیں گھڑیال
وہ کیجے آہ کریں ساتوں آسمان فریاد

برنگ غنچۂ سوسن دہن کبود ہوا
لبوں پر آئی جو یاد مسی ہیں یاں فریاد

فزوں ہے نالوں کے باعث سے قیمت بلبل
زیادہ کیوں نکرے قدر عاشقان فریاد

نہ آئی اپنی قفس تک صدائے خندۂ گل
ہزار بار گئی تا بہ گلستان فریاد

بگوش دل سنے بلبل تو دم بھڑک جائے
ہے موج نکہت گل اپنی باغبان فریاد

سنا ہی کرتے ہیں وہ درد گوش کا شکوہ
پہنچ گئی دل پر درد کی وہاں فریاد

ترے خیال گلستان رخ میں ہم او طفل
چمن میں کرتے ہیں پڑھ پڑھ کے بوستان فریاد

پھٹے ہیں کانکے پردے دم آیا ہونٹوں پر
وبال گوش ہے نالہ بلائے جان فریاد

زبان پر آتی ہے اب بے صدا برنگ نفس
ہوی ہے بر سو نہیں اپنی مزاجدان فریاد

قطعہ

خیال قد مین ہی قد قامت الصلوۃ فغان
غشی نماز ہی تکبیر عاشقان فریاد

رکوع الفت ابرو مین ہی خم قامت
سجود سر کا پٹکنا ہی اور اذان فریاد

۸۰	ولہ	۱۷

خط نہ شبگون ہی یہ مثل صبح ہی چہرا سفید
ہین طلسم حسن سے موجین سیہ دریا سفید

ناتوانی سے ہرا ہی قاتل لہو میرا سفید
نیمچہ ہو جائے گا بھر کر ہلال آسما سفید

کیا لگائی ہی گلوری گورے گورے ہاتھ سے
ہو گیا چونے کی صورت پانمین کتھا سفید

یہ زحل مریخ زہرہ ہین فلک تو حسن کا
نشا ہی سے ہی آنکھ سرخ اور تل سیہ مکھڑا سفید

گورے گورے اپنے گالونکو اگر چھو لیجیے
ہو حنائی ہاتھ ابھی مثل ید بیضا سفید

گوش زد ہو جاے گر وہ شہرۂ حسن صبیح
ہو بیاض چشم سان ہر کان کا پردا سفید

تیری پیشانی سے او مہ وعرق ٹپکا نہین
آسمان حسن سے ٹوٹا کوی تارا سفید

واہ کیا ہی جلد آگئے تو بھی ای صبح وصال
ہو گیا مین پیر اور زلف شب یلدا سفید

تیرہ بختونکو نہو کچھ فائدہ منعم سے بھی
جسم اگر چاندی کا تیرہو نہو سایا سفید

رنگ بدلے تھا جو خط مین صفت الف خط در رخ
ہو گیا اکثر کبوتر بھی ہرا نیلا سفید

نازکی سے خاک پر گر کے ہوا ہی یہ کبود
ورنہ تھا مہتاب سے بھی یار کا سایا سفید

روبرو خورشید کے ہو جاتے ہین کالے ہرن
تو اگر آنکھین دکھائے ہو ہرن کا لا سفید

دامن اوس مہ کا چھوے یارب جو غیر رو سیہ
آستین کیطرح اوسکا ہاتھ ہو سارا سفید

پرورش منظور ہی آنکھو نسے طفل اشک کی
شیر بن جائے لہو اہی ضعف ہو ایسا سفید

ہو گئین زلفین سفید اب ناز بیجا چھوڑیے
میکشی منظور ہی اب اک گل رعنا کے ساتھ

صورت کافور عنبر ہو گیا سارا سفید
ساقیا ہو سبز ساغر سرخ مے شیشا سفید

٦١

تار بستر ہو گیا میرا تن لاغر وزیر
یا نظر آتا ہی بستر پر کوئی دھاگا سفید

٢٣

ہی بہار اک یہ بھی گر ہو خط سبز اوسکا سفید
خوشنما ہوتا ہی کیا گرد قمر ہالا سفید

ضعف سے اپنا تن لاغر ہوا ایسا سفید
بستر غم پر پڑا ہی ایک ہو گویا سفید

تم جو کہتے ہو نہ ہوگا خط سبز اپنا سفید
واہ سچ کہیے کبھی دیکھا نہین طوطا سفید

کیا چمکتا ہی پیالا ماہ تابان کا سفید
لائیو ساقی ذرا بلور کا شیشا سفید

چاند کیصورت ہی اوس مہروش کا نقش پا سفید
چاندنی کیطرح آتا ہی نظر سایا سفید

شکل مرجان سرخ موتی پر تو لب سے ہوا
مثل گوہر عکس دندان سے ہوا مونگا سفید

چشم اشک آلود پر دامن وہ رکھکر کہتے ہین
کیون بچھا دون تیرے طفل اشک کو کرتا سفید

اشک کیا دامن سے پوچھے لگ گیا ملبوس خاص
برہنہ تھا طفل اشک اوسکو دیا کرتا سفید

سرخ عارض ایسے ہین گل جنکے آگے ہین سیاہ
کیا سیہ ہی چشم جسکے آگے ہی سرما سفید

آگئی صبح اجل ساقی نہ آیا میکشو
ہو گئین آنکھین برنگ پنبۂ مینا سفید

روبرو اعلی کے ادنی کو نہین ہوتا فروغ
مہر کے آگے ہی مہ اک ابر کا ٹکڑا سفید

سرخ ہو مثل قبای گل بدن کے رنگ سے
پہنے شبنم کا اگر وہ رشک گل کرتا سفید

وہ جو انکا نہین ہری مین رہتا رنگ روپ
ہو کے خاکستر دلا ہوتا ہی انگارا سفید

یاد مین اک ماہ کے رووے تو چھٹکی چاندنی
پھاڑ کے پھینکے ہین او وحشت گریبان اسقدر

دیدۂ خونبار سے دیکھون اگر اہی رشک گل
بزم مین اپنی وہ گل آیا ہی مہر میکشی

ہنسکے بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت
دیدۂ سوزان مین دیکھو اشکہای گرم کو

دیدکا مانع ہوا ہی پرتو حسن صبیح

ہجر کی شب کا ہوا اشکو نسے منہ کالا سفید
صورت جیب سحر ہی دامن صحرا سفید

سرخ ہو جاوے ترے دالان کا پردا سفید
پھول بھر کر لائیو ساقی کوئی شیشا سفید

گل جو اوسکے آگے خجلت سے ہوا سارا سفید
ہی یہ وہ مجمر کہ جسکا ہی ہر انگارا سفید

پڑ گیا آنکھون پہ او محبوب اک پردا سفید

۲۱	کی وزیر اشکون نے یونہین ہجر مین گر شست و شو دامن شب صورت جیب سحر ہوگا سفید	۶۲

وصل مین رفتار معشوقانہ دکھلاتی ہی نیند
یاد چشم سرمگین مین شبکو گر آتی ہی نیند

فرقت دلدار مین ہوگا اگر آتی ہی نیند
عین بیہوشی ہی ہشیاری نہ سمجھا جائیے

کر دہین لیکے کہتے ہین شب فرقت مین ہم
ونکی فرقت مین نپوچھو سرگذشت خواب چشم

سبزۂ خوابیدۂ گلشن کا جب آتا ہی ذکر
فرقت دلدار مین سونیکو مرنا کہتے ہین

آج کن اٹکھیلیون سے آنکھو مین آتی ہی نیند
صورت مرغ نگہ آنکھون سے اوڑ جاتی ہی نیند

آنکھ سے باہر ہی باہر آکے پھر جاتی ہی نیند
اہل غفلت کی تو بیداری بھی کہلاتی ہی نیند

کس طرح ای خفتگان خاک آجاتی ہی نیند
آج کل راہی نگہ کی ٹھوکرین کھاتی ہی نیند

تب قفس مین کو ہی دم بلبل کو آجاتی ہی نیند
عاشقو نمین خواب مرگ ایسی ہی کہلاتی ہی نیند

نیند کو بھی نیند آجاتی ہی ہجر یار مین ۔ چھوڑ کر ہجواب مجکو آپ سو جاتی ہی نیند

کہتے ہین سونا اسے جو نکا نہ روز حشر تک ۔ اس ہمارے بخت خفتہ کی قسم کھاتی ہی نیند

کیا غلط سمجھے وہ آنیگا پھڑکتی ہی جو آنکھ ۔ آنکھ مین خوف شب فرقت سے تھرآتی ہی نیند

فرقت دلدار مین جو رات بھر آئی نہ تھی ۔ وصل مین آتے ہوے آنکھون مین شرماتی ہی نیند

منتظر رکھتی ہی غمزے کرتی ہی آتی نہین ۔ اوبت ترساتری فرقت مین ترساتی ہی نیند

کوہی جانانسے جو اوٹھتا ہون تو سوتے پاؤن ہین ۔ دفعتہ آنکھون سے پاؤنمین اوترآتی ہی نیند

گرمی سوز جگر بیتاب کر دیتی ہی جب ۔ ٹھنڈی سانسین ایسی بھرتا ہون کہ آجاتی ہی نیند

تیغ کا پھل کھایا آب تیغ پی کر سو رہے ۔ کثرت آب و غذا سے واقعی آتی ہی نیند

صورت زاہد نہ جاگو حضرت دل سو رہو ۔ قبلہ من کعبۂ مقصود دکھلاتی ہی نیند

اس مری دیوانگی پر ای جنون پتھر پڑین ۔ آنکھ کے ڈھیلے لگاتا ہون اگر آتی ہی نیند

واہ ری تاثیر الفت بلبے فرط اتحاد ۔ غش ہی غش آتے ہین مجکو جب نہین آتی ہی نیند

سوتے ہو تو چشم بد دور آنکھین ستی ہین کھلی ۔ فتنۂ بیدار کیا ایسی ہی کہلاتی ہی نیند

ہجر مین سونے کی ایسی ہی تمنا ای وزیر ۔ دیکھتا ہون اوسکو حسرت سے جسے آتی ہی نیند

اللہ رے حسن رخ نیکوے محمد ۔ ہی چشم خداوند جہان سوے محمد

نظر و نمین شفاعت نے عمل تول لیے ہین ۔ پلے پہ ہی امت کی ترازوے محمد

بخشش مین وہ مصروف ہین گرم شفاعت ۔ اللہ سے ملتی ہوی ہی خوے محمد

کرتی ہی کہ نہ خلق خدا کچھہ نہین کہتا		وقف ہی کہ نازک ہی بہت خوی محمد
٦٣	ردیف راے مہملہ	١٣
ذرا تو دیکھہ لے وہ ہمکو آکر		کوی دم اور بھی اہی دم وفا کر
اگر پوچھے وہ بربادی ہماری		صبا کہدیجیو کچھہ خاک اوڑا کر
ہزارون ہوگئے ٹکڑے گریبان		چلے اس ناز سے دامن اوٹھا کر
جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین		تو کیا کہتا ہی مجھہ اپنی دوا کر
مین وہ بیمار ہون برگشتہ طالع		اجل پھر جاے گی بالین تک آکر
گریبان صبح محشر نے کیا چاک		قیامت کی ہی کیا قامت دکھا کر
جو وان کا چھپ کے جانا یاد آیا		تو کیا رونے لگے ہم منہ چھپا کر
یہ یاد آتی ہی کسکی اچپلاہٹ		جو گر پڑتی ہی بجلی تلملا کر
جو یاد آیا خم محراب ابرو		کیے سجدے کئی سر کو جھکا کر
نہین اوٹھنے کے قاتل کی گلی سے		کہ ہم بیٹھے ہین سر سے ہاتھہ اوٹھا کر
ترا گیسو بہت بل کہا رہا ہی		بگاڑا تو نے ظالم سر چڑھا کر
مین یہ سمجھا دعا دیتا ہی مجھکو		لگا جب کوسنے وہ ہاتھہ اوٹھا کر
٦٤	وزیر اب تا بجا یہ بت پرستی کسی دن تو بھلا یاد خدا کر	٢٣
کرتے ہو باتین رکھکے جو شمشیر دوش پر		سیکھے زبان تیغ نہ تقریر دوش پر

اس ماہ ہی یہ زلف گرہگیر دوش پر — یا مچہ سیاہ بخت کی تصویر دوش پر

قاتل نی کب یہ کہی ہی شمشیر دوش پر — ہی ابر خمیدہ کی تصویر دوش پر

آتی گی ٹرہ کی پاؤن تلک کاکل دراز — رہنی نہ دیگی اب اہی تقدیر دوش پر

طفلی کی باتین آتی ہین میری مین ہمکو یاد — کیا دن تہی وہ جو کرتی تہی تقریر دوش پر

یان تک کہینچا ہی ضعف کہ ہاتہو نکو ہی گران — پہرتا ہون کہکی یار کی تصویر دوش پر

قاتل نی میری بعد کیی ترک اپنی ظلم — خنجر نہ ہی کمر مین نہ شمشیر دوش پر

ساقی مرا بنا ہی مکان تو ہر ایک مست — لیجا ہی خشت خم پی تعمیر دوش پر

تمثیل دون جو یار کی زلف رسا سی مین — چڑہ جا ہی میری پاؤنکی زنجیر دوش پر

دوش سحر پہ آ ہی نظر آفتاب حشر — اوس طفل کو چڑہا ہی اگر پیر دوش پر

تاخیر میری قتل مین ہوتی نہ اسقدر — کرتی نہ تیغ یار جو تاخیر دوش پر

کیا سر چڑہا کی اسکو بگاڑا ہی یار نی — بل کر رہی ہی زلف گرہگیر دوش پر

اوس شمع رو کی زلف سیہ فام دیکہکر — پہپتے کہون یہی کہ ہی گلگیر دوش پر

تو ہاتہ سی جہو ہی تو ابہی شمع بزم مین — رکہی اوٹہا کی پاؤن سی گلگیر دوش پر

جاتی نگی اوڑکی تیری طرف وہ ہدف ہین ہم — پر بنگیا جو آکی لگا تیر دوش پر

گہر کر کسیکی دل مین تہ بیہودہ خاک چہان — ہمی اوٹہا نہ توپی تعمیر دوش پر

بل کر رہی ہی زلف جدا تیغ بت جدا — ہوتی ہی میری قتل کی تدبیر دوش پر

اس شک سی کیا نہ کبہی مین نی ذکر یار — کر بین کہین فرشتی نہ تحریر دوش پر

کاندھی پہ اوسکی زلف شب ماہ بنگئی
پرتو فگن ہی رخ کی جو تنویر دوش پر

مشہور ہو نہ یار کہین یوسف اسیر
رہنی لگی ہی زلف کی زنجیر دوش پر

قاتل مری گلی پہ تو رکھ دیجیو اسے
گر نازکی سی بار ہو شمشیر دوش پر

وہ مجکو قتل کرکی ہوی ایسی ہیجواس
ترکش ہین تیغ رکھنی لگی تیر دوش پر

۶۵
کاندھا دیا جنازہ کو قاتل نی ای وزیر
کیا میری لاش کی ہوی توقیر دوش پر
۱۷

تیغ رکھدی مری قاتل نی جو عریان سر پر
جوہروں کی ہوی پیدا چمنستان سر پر

ہی جو ٹوپی کی ستارونسی چراغان سر پر
نظر آتی ہی دہوان کا کلِ پیچان سر پر

جاتی ہو بانکو پہنی ہو گلابی ٹوپے
بلبل بی ادب آبیٹھے نہ ایجان سر پر

رات صیاد نی یہ کہکی سرافراز کیا
رہین لٹکی قفس مرغ خوش الحان سر پر

ناوکِ غم سی ہی غربال مرا کاسۂ سر
خاک چھانون جو پڑی گرد بیابان سر پر

ای جنون نالی کرون دشت تہ و بالا ہو
زیر پا ہی ابہی آجای بیابان سر پر

جاکی دل بہول گیا راہ نہ آیا پھر کر
کوچۂ زلف ہی یا بہول بہلیان سر پر

نہو گر شمع سر گور غریبان تو نہو
ہی ہر اک رات ستارونسی چراغان سر پر

اک پری کی اثرِ نقش قدم سی بہاگی
آگئی تہی جو بلای شب ہجران سر پر

ہم تری پاؤن پہ سر رکھی تہ پائین ای سرو
دین جگہ قمریون کو سروِ گلستان سر پر

گردش بخت کی تاثیر اسی کہتے ہین
سر کی دستار ہوی گنبد گردان سر پر

بال بال اپنا گرفتار بلا رہتا ہی
سر بجیب آج کل ای جوش جنون بیٹھا ہون
قد ترا صاف ہی سلیقے مین ڈھلا شمع صفت
آئینگے وقت خزان چھوڑ دے آئی ہی بہار
ہون وہ مزدور کہ مر کر نہوا چھٹکارا

روز لائی ہی بلا زلف پریشان سر پر
ہاتھ ڈر ڈالئیو پہنچا ہی گریبان سر پر
شعلۂ رخسار دھوان کاکل پیچان سر پر
لے لے صیاد قسم رکھدے گلستان سر پر
لیچلا بار غم فرقت یاران سر پر

۶۶

یاد ابرو مین ہوا سربگریبان جو وزیر
آگیا کھینچ کے تلوار گریبان سر پر

۱۶

داغ سودا سے ہوئی چشم نمایان سر پر
سرخ دستار ہی ای قاتل وران سر پر
سر جھکا کر تجھے ای رشک پری دیکھینگے
قید یوسف تھا جہان جا کے زلیخا نے کہا
گل جو ہین کفش مین تو پھول ہین ٹوپی مین تری
ذکر رخ کرتے ہین آکر سر بالین مزار
ای جنون نوچ نہین سر مین نکیون موے سفید
پھر جنون ہوگا ہمین پہنینگے پھر زنجیرین
مدت قید اسیران کہن کیا کہیے
دام کاکل مین نہ مچھلی کف رنگین کی پھنسے

تیر پر تیر لگے بنگئے مژگان سر پر
سچ کہو یا ہی چڑھا خون شہیدان سر پر
حشر کو ہونگے جب دیدۂ انسان سر پر
اوڑھ سکے تو مین ڈالون ابھی زندان سر پر
بوستان پر قدم ہی تو گلستان سر پر
روز پڑھ جاتے ہین کس لطف سے قرآن سر پر
صاف دھوکا ہی کہ ہین تار گریبان سر پر
پھر تری زلف ہوئی سلسلہ جنبان سر پر
گل کے سو بار گرے تختۂ زندان سر پر
ہاتھ یون رکھلے نہ بیٹھا کر و جانان سر پر

صاف ہی مثل حنا رنگ کف پا سی عیان
دل عشاق بہت گیسو وںمین نالان ہین
جسطرح ٹوکری مٹی کی اوٹھالے مزدور
غیرت تخت ہی ہم خاک نشینونکو زمین
دامن دشت مین جب پھاڑ کے پھینکا ہمنے

سرخ دستار جو تم باندھے ہو جانان سر پر
گرد و آزاد کہ ہی شور اسیران سر پر
ای جنون یونہین اوٹھالو نہین بیابان سر پر
صورت چتر ہی یہ گنبد گردان سر پر
جو ہم کر قیس نے رکھا وہ گریبان سر پر

[illegible]

٦٧

ناتوانی نے خمیدہ یہ کیا مجھکو وزیر
زیر پا چاک گریبان ہی تو دامان سر پر

٢٥

چلا ہی اول راحت طلب کیا شادان ہو کر
کیا ویران چمن کو آئے ہو کیا تو بستان ہو کر
ہی خاطر تو قتل عاشقان سے منع کرتی تھے
جواب نامہ کیا لایا تن بیجان مین جان آئی
غضب ہی روح سے ان جا نہ تن کا جدا ہونا
اگر آہستہ بولون ناتوانی کہتی ہی بس بس
عذار آتشین خط سیہ اکدن نکالے گا
نکمہ رہو اگر لو مجکو گاڑو اسطرف دیکھو
کیا غیرونکو قتل اوسنے موی ہم رشک کے مار
پھر اصد چاک ہو کر کوچہ کاکل سے دل اپنا

زمین کو ہی چلانان رنج دیکی آسمان ہو کر
ہوے گل پانی پانی یہ چلے آب روان ہو کر
اکیلے پھر رہے ہو یوسف بے کاروان ہو کر
گیا یا نسے کبوتر وانسے آیا مرغ جان ہو کر
لباس تنگ ہی اوتریگا آخر دھجیان ہو کر
صدائے جنبش لب دیتی ہی صدمے فغان ہو کر
رولائیگا یہ شعلہ میری آنکھونکو دھوان ہو کر
کہ زیر خاک ہون گردنگہ سے ناتوان ہو کر
اجل بھی دوستو آئی نصیب دشمنان ہو کر
عزیزو یوسف گم گشتہ آیا کاروان ہو کر

عاشق زار ہون مین صبح ہوی تو نذر و — چھپ رہونگا گل قالین مین ابھی بو ہوکر
شیشہ ہو لمین ترے تیغ او تر آئے کہین — میان سے نکلی ہی محبوب پر پریرو ہوکر
شوق سے حکم کرے سجدیکا پیغمبر حسن — آیتین سجدیکی نازل ہوئین ابرو ہوکر
ہم بھی تجانے سے جانکلین کبھی ہر طواف — حضرت کعبہ کشش کیجیے ابرو ہوکر
ساغر شبنم کی ہم فکر مین یہ محو ہوے — سر بھی زانو پہ رہا کاسۂ زانو ہوکر
اسقدر پس گئی تجپر کہ نظر آتے نہین — ابتو گلزار مین گل رہنے لگے بو ہوکر
ناتوانی سے ہوا خون کا بھی رنگ سفید — کیا بہانہ ہی جو بہ جائے اب آنسو ہوکر
جسم سے روح نکل آئے پے استقبال — چلتے ہی تیغ قضا جنبش ابرو ہوکر
جان پڑ جاتی ہی زیور مین پہننے سے ترے — کہین اوڑ جائے نہ جگنی تری جگنو ہوکر
چشم لیلی کو یہ لپکا تھا نظر بازے کا — نجد مین قیس کو دیکھ آتی تھی آہو ہوکر
جنس دل جانچ بھی لے تول بھی لے حاضر ہی — رہ گیا سینے مین کیون تیر ترازو ہوکر
ناک بھون ایسی چڑھائی کہ ہوا ناموزون — یار موزون یہ ترا مطلع ابرو ہوکر
آدمیت یہ خداداد ہی اللہ اللہ — انس انسان سے کرتے ہو پریرو ہوکر
رشک سنبل ہوی بلبل کی پریشان نظری — زینت چہرۂ گل ہو گئی گیسو ہوکر
ٹھہرا ہی جوشش گریہ کہ گلا کٹ جائے — آب شمشیر نکل جائے نہ اچھو ہوکر
نہ ہٹی باغ سے آمد جو مرے گل کی سنی — رہ گئی صبح بہاری گل شبو ہوکر
تم نہا کر جو چلے غم سے سمٹکر دریا — آگیا دیدۂ گرداب مین آنسو ہوکر

موشگافی سے ہی فرسودہ ہوا ناخن فکر | نہ کھلا عقدہ کمر کا گرہ مو ہوکر
پاے نازک مین نظر آتے ہین سوزنکے نشان | آئے ہو کیا چمنستان سے لب جو ہوکر
ساقیا ہمنے شب وصل مین پی تھی جو شراب | روز فرقت نکل آتی ہی وہ آنسو ہوکر
ہم تو اس شرم رہائی سے ہین پانی پانی | دیدۂ چاک قفس سے چلے آنسو ہوکر
دیکھکر چہرۂ بت بہتے ہین ہادر اشک | پانی سورج کو دیا کرتے ہین ہندو ہوکر
یار کی گرمی رفتار نے اعجاز کیا | اوڑ گئی فندق یا رات کو جگنو ہوکر

۱۷ | ہون وہ غمدیدہ گرانظر وسنے اک پل مین وزیر
کی جگہ بھی جو کسی آنکھہ مین آنسو ہوکر | ۵

قبر کا ساتھہ پس مرگ نچھوڑے پتھر | تھہر انسانسے فرقت مین ہین روڑے پتھر
قبر مین بھی سر شوریدہ کو پھوڑے پتھر | قلب کے ڈھیلونکی عوض چاہیین تھوڑے پتھر
لاے اب تیشۂ فرہاد عوض نشتر کے | کہدو جراح سے یان سر کے ہین پھوڑے پتھر
ابکی کچھہ فصل بہاری مین یہ ہی جوش جنون | سر نکالے جو ثمر شاخ سے پھوڑے پتھر
ابتو عاشق ہوے ہم تجبہ لگا ہو جاے | تیر تلوار تبر برچھیان کوڑے پتھر

ولہ

منہ آے نظر صاف وہ ہی یار کی تلوار | آئینے کا آئینہ ہی تلوار کی تلوار

ردیف زاے معجمہ

جانے نہین دیتا مجھے دربان در انداز | ہان لیجیو اہی اشک مرے خانہ برانداز

کیونکر وہ ملین ہمسے جب اتنے ہوں انداز — جور و ستم و ناز و ادا شور و شر انداز

قامت سوزن نے کیون ہی رشتہ سوزن دراز — وله — بد نما ہوتا ہی قد سے ہو جو پیراہن دراز

ردیف ضاد معجمہ

۷۲ — ۱۷

سبزۂ خط سے بڑھا اور وقار عارض — خضر آباد ہوا نام دیار عارض

نہ رہا حسن لئی صبح بہار عارض — خط شب رنگ ابھی ہی شب تار عارض

او جوان خط سیہ ہوگا یہ پیری مین سفید — صبح ہو جائے گی اک دن شب تار عارض

ای گلو کرتے ہو کیا حسن دو روزہ پہ غرور — عارضی ہی چمن رخ مین بہار عارض

دولت حسن پہ یہ خاک اوڑا رکھی ہی — غازہ عارض پہ ہی ای وای غبار عارض

اوس رخ صاف پہ کیا روے مخطط رکھون — پھول سے گالو نمین چبھ جاتے ہین خار عارض

دولت حسن کا کوئی تو نگہبان ہوتا — زلف او سیم بدن کیون نہو مار عارض

صاف ہو آئینہ سان پھر خط مشکین منڈ جائے — پھر جلب ہو مرے اللہ تتار عارض

ہی کہان خط سیہ صدمے سے اسکے ہی کبود — سایۂ زلف نزاکت سے ہی بار عارض

ہی تری زلف سیہ دود رخ آتش رنگ — رونگٹے کھڑے ہین عارض پہ شرار عارض

موجۂ نکہت گل ہی پے بلبل گلدام — عندلیب دل نالان ہی شکار عارض

قطعه

گال پر گال دھرا رکھ کے تماشا دیکھو — اپنا رخسار ہی یہ عاشق زار عارض

کرے قالب کو تہی شوق ہم آغوشی مین — وا ابھی شکل مہ نو ہو کنار عارض

گل کھلائے ہین پسینے نے رخ رنگین پر — بھر دیا پھولونسے دامان بہار عارض

کیونکر ای حسرت دیدار تجھے سمجھاؤن
ہائے نظارہ نزاکت سے ہی بارِ عارض

نازبیجا نگرے خطِ سیہ رنگ حبیب
دیکھ ڈالے ہین بہت لیل و نہار عارض

۷۳

کیا تجھے دے وہ بھلا رخصت نظارہ **وزیر**
رنگ رخسار نزاکت سے ہی بارِ عارض

۱۵

کیا ہی دلچسپ ہی ای یار بہار عارض
کہ نگہ بیٹھ رہے جائے کنارِ عارض

تیغ ابرو نکھنچی تیر مژہ بھی نہ چلے
گھر گیا مورچہ خط سے حصار عارض

آتی ہی کوچۂ گیسو سے پریشان ہوا
نہ بھڑک جائے کہین اور بھی نارِ عارض

آیا پیشانی گردون پہ ستارون سے عرق
دیکھیے آپ ذرا گرمیِ نارِ عارض

رات کو چاند ہوا دن کو بنا مہر منیر
رنگ بدلا کیا وہ شعلۂ نار عارض

خالِ رخسار دکھائے تمھین اعجاز خلیل
نخل گل ہو جو بڑھے شعلۂ نار عارض

کوچۂ زلف سے کیا آئی صفا بیز ہوا
اوڑ گیا تھا جو خط یار غبار عارض

یاد رخسار مین بوسے لیے منہ رکھ رکھ کر
رات گل تکیے سے لیتے رہے کار عارض

شست و شو اشکون سے کرلون ٹھہر ای حسرت دید
گرد دامان نگہ ہو نہ غبار عارض

قطعہ

اونکے ہر عضو پہ شیدا تھا ملی ویسی سزا
تھا فقط ایک نہ مین عاشق زار عارض

ٹکڑے ہو ہو کے گرے ہاتھ کہین پاؤن کہین
آنکھین ہین کسی جا ہی مزار عارض

قطعہ

گرچہ اکڑے ہو ہر عضو وصیت بھی سنو
عاشق چشم ہون اور عاشق زار عارض

نخل نرگس کے تلے آنکھین مری دفن کرو
کیجیے سایۂ گلبن مین مزارِ عارض

رم کرے جلد یہ آہوے سیاہ شب ہجر
جلوہ افروز ہوا ای شیر سوار عارض

٤٢

خط شبرنگ وہ آغوش زلیخا ہی وزیر
یوسف روز سے افزون ہی وقار عارض

١٧

آب شمشیر پلا دو مے احمر کے عوض
بھر دو قبضے کی کٹوری کبھی ساغر کے عوض

آبلے پھوٹ بہے دل کے بھر آئین انکھین
سیپ مین آب گہر اتو ہی گوہر کے عوض

دست نازک جو ترا دیکھے تو فصاد کہے
رگ گل فصد کو درکار ہی نشتر کے عوض

جانب داغ کمان کیون مین اوڑا جاتا ہون
تیر کے پر مرے بازو مین ہین کیا پر کے عوض

ساقیا بھول گیا کیا مری دریا نوشی
خم لگا دے مرے منہ سے کوئی ساغر کے عوض

گل رخسار کا دیوانہ ہون نازک ہی مزاج
پھول کیون مجکو لگاتے نہین پتھر کے عوض

وحشی چشم سیہ عین عنایت سمجھین
سنگ سرمہ جو لگاو انھین پتھر کے عوض

رشک کی جا نہین پھر کچھ پہ مجھے وسواس نہین
مرغ دل نامہ جو لیجاے کبوتر کے عوض

کشور حسن ملا پرتو رخ سے تیرے
سلطنت آینہ کرتا ہی سکندر کے عوض

مثل شبنم عرق آجاے رخ گلگون پہ
غنچۂ گل جو انگیٹھی مین ہون اخگر کے عوض

سنگ رہ ہو گئے بت کعبے چلے تھے ای خضر
ملگئے راہ مین رہزن ہمین رہبر کے عوض

سوے دریا نگہ گرم سے دیکھا کس نے
آبلے سیپ مین پیدا ہوے گوہر کے عوض

دختر رز عوض روح بدن مین ہوتی
کاش ہوتا مری گردن پہ سبو سر کے عوض

اوسنے خط دست حنائی سے لکھا ہی مجکو
مرغ یاقوت پہ آئیگا کبوتر کے عوض

مر گئے ہم تو یہ اوس بت نے کہا دربانسے
گئے اللہ کے گھر آج مرے گھر کے عوض

مجکو موسیٰ کیا فرعون بنایا اوسکو
زر تونگر کو دیا صبر مجھے زر کے عوض

ـہ

جنکو بے بستر گل نیند نہ آتی تھی وزیر
سوتے ہین خاک پہ وہ پھولونکے بستر کے عوض

۱۶

ساقیا اب جو مانگون مے احمر کے عوض
کاسۂ عمر کو بھر دیجیو ساغر کے عوض

سر مرا کاٹ کے تلوار گلے پر رکھدی
دی ہی شمشیر دو سر یار نے اک سر کے عوض

تیغ ابرو کی شکایت ورق دل پہ لکھی
اوچھے زخمونکے جو خط پڑ گئے مسطر کے عوض

ناتوان ہین جو اوٹھے وانسے تو یان آبیٹھے
دی جگہ روزن دیوار نے لو در کے عوض

فارغ البال کیا مجکو پریشانی نے
رہتی ہی پیش نظر زلف معنبر کے عوض

زر کو لکھے کوئی اولٹا تو وہ رز ہو جائے
زر ملے طالع واژونکی سبب رز کے عوض

میرے نالونسے شب ہجر زمین کانپ اوٹھی
آسمان لوٹ پڑے آج نہ اختر کے عوض

ابر و یار پہ قطرے یہ پسینے کے نہین
گوہر اس تیغ مین پیدا ہو جوہر کے عوض

یادگار گل نوخیز خزان مین ہی یہی
شاخ گل مین دل بلبل ہی گل تر کے عوض

کچھ گھٹا جسم مرا کچھ یہ بڑھا اشک کا تار
عیب پوش تن عریان ہوا چادر کے عوض

ساقیا مژدہ کہ آ پہنچی ہی مستانہ بہار
شاخ مین ابتو گلابی ہی گل تر کے عوض

آج اسواسطے روتے ہین یہ طفل نادان
دامن خاک ہی کل دامن مادر کے عوض

خواہش اسبابکی بس عالم اسباب مین تھی
سو رہے بعد فنا خاک پہ بستر کے عوض

دے دے خط حال زبانی کہے اوس کو خط سے	جاے طوطی سخنگو جو کبوتر کے عوض
مر کے کہتے ہین لب گور سے ہم حسن پرست	آئینہ لوح کو درکار ہی پتھر کے عوض
یاد پستان جو مجھے کرتی ہی دیوانہ وزیر	سنگ تیرے پڑتے ہین گلزار مین پتھر کے عوض

٧٦	ردیف ظاے معجمہ	١٠

سب چلے بتخانے کو خدا حافظ	تم بھی زاہد کہو خدا حافظ
تیرے کوچے سے ہیچ اوٹھا کے چلے	گیسوے مشکبو خدا حافظ
دم عیسی سے بھی شفا نہوی	لو بس اے ہمدمو خدا حافظ
ہی بہت زود رنج دل میرا	یار ہی تند خو خدا حافظ
اوس صنم کو خدا کہون نہ کہون	ہی سخن گو مگو خدا حافظ
دل کو بتخانہ کر کے کعبے چلے	زاہدو راہدو خدا حافظ
ہی فرنگن کے گورے ہاتھ مین دل	جان کا صاحبو خدا حافظ
دیر سے مثل نالہ ناقوس	جاتے ہین اے بتو خدا حافظ
بات بھی کی تو یہ کہا شب وصل	جائین ہم تم کہو خدا حافظ
شہ خوبان کے غم مین جان چلی	اے وزیر اب کہو خدا حافظ

٧٧	ردیف عین مہملہ	٢٨

شعلہ رخسار اگر دیکھے نہ پروانہ شمع	دود ساں پھرنے لگے گرد سر جانانہ شمع
آتش رخ سے اگر روشن کرے جانانہ شمع	کرمک شب تاب ساں بنجاے پروانہ شمع

پھینک دون گل کرکے مین پیش رخ جانانہ شمع
ایک عالم شکل فانوس خیالی گرد ہی
کس بہوکے زرا وٹھائی رخ سے محفل مین نقاب
ہین ہوا دہار اوسکی زلفین قد ہی سانچے مین ڈھلا
رنگی شعلے سے گل ہونے مین قلقل کی صدا
اک ترے آنے سے اے ساقی ہی بزم آراستہ
جلوہ گر ہی یار بزم آشنا و غیر مین
بزم مین گر روے روشن سے اوٹھائی تو نقاب
بیٹھی پر نور چشم مست ساقی دیکھکر
کاٹتا ہی سر کو کیون الٹی یہان تعزیر ہی
کٹ گیا سر بزم مین لیکن رہی ثابت قدم
ہو فلک پیدا ہوین شعلے سے اک آفتاب
کرتی ہی تیار بالش فکر خواب صبح ہر
ای جنون یہ سوز غم کا ہی اثر مرنے کے بعد
گو کرے احسان ظالم پر ہو کیا اوسکا کوی
ہوگیا روشن حسینونکی ہی بس بنیاد ظلم
شانہ جب اوسنے لیا اپنے حنائی ہاتھ مین

بلغ بزم یار مین ہی سبزۂ بیگانہ شمع
ہی بجا کہیے سراپا ہی قد جانانہ شمع
گر پڑی ہی برق کیصورت جو بیتابانہ شمع
پنجۂ گلگون ہی شعلہ ساعد جانانہ شمع
پھونک کر منہ سے بجھائیگا جو وہ مستانہ شمع
ہین گلو و چشم و عارض شیشہ و پیمانہ شمع
ایک ہے روشن ہی میان کعبہ و بتخانہ شمع
شرم سے چھپنے لگے زیر پر پروانہ شمع
کہتے ہین ہم جلتی ہی پیش در میخانہ شمع
تیری محفل مین قدم رکھتی ہی گستاخانہ شمع
ہی تو زن رکھتی ہی لیکن ہمت مردانہ شمع
آتش رخ سے اگر روشن کرے جانانہ شمع
بھرتی ہی فانوس مین شب بھر پر پروانہ شمع
جانتا ہی ہر لاین کو ہر سگ دیوانہ شمع
کب کرے روشن بھلا زنبور کا کاشانہ شمع
گر ہنوز زنبور اہی شماع ہو پیدا انہ شمع
ہو کے روشن بنگیا کنگھی کا ہر دندانہ شمع

بے ترے پروانے بھاگیں مرغ وحشی کی طرح
گو دکھائے آشنو ویسے اپنے آب و دانہ شمع

اوس بھبھوکے کو اگر دیکھے قبا پہنے ہوے
جامۂ فانوس پھاڑے صورت دیوانہ شمع

دلکو کر خالی خدا تا بخشے اپنا داغ عشق
جب نہو کوئی جلائے آپ صاحب خانہ شمع

مثل فانوس خیالی وہ بھی گردش میں رہے
ہوں وہ سرگرداں سنے میرا اگر افسانہ شمع

ہوں کسیکی چشم مست و روے روشن کا شہید
میری تربت پر چڑھانا چاہیے پیمانہ شمع

کیوں نہ میں دیوانہ ہوں اسکی نفاست دیکھکر
جامے مشعل منہ میں رکھتا ہے سگ جانانہ شمع

ایسی تاریکی شب فرقت کی ہے ملتا نہیں
ڈھونڈتی پھرتی ہے کاشانہ مرا کورانہ شمع

گر نہ موج اشک کی زنجیر سے پابند ہو
بے ترے محفل سے بھاگے صورت دیوانہ شمع

۱۲	آتش غم بعد مردن اپنے کام آئے وزیر استخوان میرے جلائے جان کر جانانہ شمع	۷۸

ہے یہ دو دن بزم مے ساقی و مطرب چنگ و شمع
ایکدن چھاتی ہے اور بالیں ہے اور ہے سنگ و شمع

ہوں کسیکی فندق و ساعد کا میں یارو شہید
قبر پر پھر نشان رکھنا گل اور رنگ و شمع

روشنی خط سے ہوی زائل نہ روے یار کی
ابتلک یکساں ہے وہ آئینہ پر زنگ و شمع

شمع کا مثل چراغ صبح تھا کافور رنگ
رات یکجا تھا جو وہ آتش عذار شنگ و شمع

اشک کا قطرہ کبھی گرتا نہیں کیا ضبط ہے
گرچہ سوز عشق ہے یکساں ہمیں دل تنگ و شمع

چشم پر خوں و دل نالاں و داغ یاس ہیں
ہجر میں ساقی ہمیں جام شراب و چنگ و شمع

مثل پروانہ جلیں کیوں نہ دل اہل حرم کے
ہے مشابہ اوس نگار کے روے آتش رنگ و شمع

تھا بہم مد کو جو سوز و گداز عشق کا
جامۂ سبز و تن پر نور وہ یاد آگیا
ہجر کی شب کاروان اشک کے ہمراہ تھے
لڑکے ہاتھہ اوسکا چھڑانا شمع گل کرنا مرا

شام سے روتا رہا تا صبح مین دلتنگ شمع
روے شبکو دیکھکر فانوس ہینا رنگ شمع
نالہ و لخت دل سوزان برنگ رنگ شمع
وصل کی وہ رات یاد آتی ہے اور وہ جنگ شمع

۷۹

کھینچتا تصویر اگر مجھہ دل جلے کی اے وزیر
سوز مین پھر ایک ہوتا خامۂ ارژنگ و شمع

۲۰

ہو مثل شمع طور جو تنویر پاے شمع
ثابت ہوئی ہے کون سی تقصیر پاے شمع
کیونکر ہو تیری ساق بلورین کا ہمسے وصف
رتبہ ہے آگے شمعون کے یون پاے یار کا
پونہچا ہے ابتو شعلۂ سر اوسکے پاؤن تک
لغزش قدم کو کچھہ نہوئی سر کٹا دیا
رکھنا قدم جو بزم مین تیری گناہ ہے
ہمتو قدم نرکھہ سکین اور وہ ہو بزم مین
یہ آرزو ہے پاؤن ترا کرکے روبرو
دیتا ہے اپنی جان عبث جلکے اے پتنگ
دل جلتے جلتے سینے مین کچھہ بچ رہا جو ہے

اون پاؤن کے نہ آگے ہو توقیر پاے شمع
جو موج اشک بنگئی زنجیر پاے شمع
کب ہو سکے پتنگ سے تقریر پاے شمع
پروانون مین ہے جیسے کہ توقیر پاے شمع
اے اشک شمع کیجیو تدبیر پاے شمع
رکھتے ہین اپنے پاؤن بھی تاثیر پاے شمع
سر کو نہ کاٹ چاہیے تعزیر پاے شمع
بہتر ہے اپنے پاؤن سے تقدیر پاے شمع
کچھہ کرتے ہم پتنگ سے تقریر پاے شمع
لے سیکھہ شمعدان سے تسخیر پاے شمع
کھینچی ہے سوز عشق نے تصویر پاے شمع

ثابت قدم ہی بسکہ رہ سوز عشق مین — سب عاشقون مین چاہیے توقیر پاے شمع

زنہار بزم مین نہ ٹھہرتی ترے حضور — ہوتا نہ شمعدان جو زنجیر پاے شمع

دیکھے اگر وہ روشنی نقش پاے یار — کرنے لگے پتنگ بھی تحقیر پاے شمع

کچھ ساق یار سے جو کرے ہمسری تو دو — ہر لطمۂ صبا سے ہو زنجیر پاے شمع

شب عذر لنگ کرکے نہ اوس بزم سے ہٹا — اللہ ری عقل و فطرت و تزویر پاے شمع

ہی گرم وصف پاے نگارین جو بزم مین — منظور کیا ہی یار کو تحقیر پاے شمع

پروانہ رات مرکے لگن مین جو رہگیا — لوح مزار بنگیا گلگیر پاے شمع

زلف دراز جلنے مین لپٹی ہی ساق سے — ایماہ یا کہ شب ہوی زنجیر پاے شمع

ثابت قدم وہ ہون کہ لکھا ہی جو وصف پا — ہر سطر مین ہی عالم تصویر پاے شمع

ولہ

روبرو تیرے کہان وہ رونق رخسار شمع — ہوگئی کافور ای مہ گرمی بازار شمع

۸۰	ردیف غین معجمہ	۱۹

سوز غم سے یان جلا کرتے ہین بے روغن چراغ — بنگئے ہین مو فتیلے داغہاے تن چراغ

یاد عارض مین ہوا ہی جان کا دشمن چراغ — آنکھ دکھلاتا ہی شب بھر صورت رہزن چراغ

جلین گیسو سے نمایان یون ہی عارض کا فروغ — شام کو جسطرح سے کرتے کوئی روشن چراغ

کیا سیہ خانہ مرا پر ہول و آفت خیز ہی — افعی شام جدائی کا بنا ہی من چراغ

ہو جنون دیکھے جو اوسکے آتشین رخ کا فروغ — چاک کر ڈالے حریر شعلہ کا دامن چراغ

کیا فروغ عارض پر نور ہی نام خدا
داغ چیچک کے بنے ہین ای بت پرفن چراغ

دانت مسی ملنے مین چمکے دہان تنگ سے
یا شبستان عدم مین ہو گئے روشن چراغ

کیا حرارت ہی ترے مجروح مین ای شعلہ رو
زخم کی بتّی بنی ہی شعلۂ زخم تن چراغ

کوچۂ زخم سیہ بختان مین کھاتا ٹھوکرین
جوہرون سے گر نرکھتا خنجر آہن چراغ

کیا ترقی پر فروغ حسن ہی ای شعلہ رو
جل بجھے غیرت سے گر دیکھے ترا جوبن چراغ

لائی ہی پروانۂ دلسوختہ کی کیا خبر
کیون صبا کی آتے ہی کرنے لگا شیون چراغ

یون مرے موئے سپید سر مین ہین داغ جنون
چاندنی مین جسطرح بے نور ہون روشن چراغ

گوشہ گیری دشمن جانی سے دیتی ہی نجات
خوف صرصر کا نہین گر ہو تہ دامن چراغ

گرم وصف شعلہ رویان ہو جو ن بعد مرگ بھی
بن گیا ہی صاف ہر اک رخنۂ مدفن چراغ

ہو تجلی طور کی شعلے مین اوسکے ای کلال
گر بنا تو لیکے خاک وادی ایمن چراغ

عشق زلف خانہ برباد آیا کھینچون آہ گرم
کالی آندھی آگئی جلدی کرو روشن چراغ

سبزۂ خط مین نہان ہی وہ عذار آتشین
یا لیے ہین خضر پیغمبر تہ دامن چراغ

چھپ گیا جب پھول ہتونمین کوئی ای عندلیب
ہم یہ سمجھے ہی حفاظت کو تہ دامن چراغ

۸۱	داغ عشق شعلہ رویان پھونک دیگا ای وزیر اک نہ اک دن ہوگا قصر تن مین آتش زن چراغ	۱۱

اشتعال آتش غم سے ہین داغ تن چراغ
چار دیوار عناصر مین ہین یا روشن چراغ

دیکھتا ہون سارے عالم کا تماشا آپ مین
جسم فانوس خیالی ہی دل روشن چراغ

تیرہ باطن کو بھی ہوتا ہی فروغ عارضی
چاہ مین رخسار یوسف سے ہوا روشن چراغ

سوز غم سے بیکسی کا دل جلا چالیس دن
ہم غریبونکی لحد پر یون ہوا روشن چراغ

ذرہ افشان کا خم ابرو مین رکھتا ہی فروغ
طاق کعبہ مین نظر آتا ہی یا روشن چراغ

اژدہا بتی ہی شعلہ ہی دم آتش فشان
کلفچۂ مار سیہ فرقت مین ہی روشن چراغ

گرمیان کرتا ہی پروانو نسے جب وہ شمع رو
مثل شعلہ رشک سے سر دھنتے ہین روشن چراغ

حلقۂ گیسوے افشان رخ کی دیکھی روز وصل
دنکو ملک شام مین آئے نظر روشن چراغ

تم جو بے پردہ دکھاؤ گے عذار آتشین
پردۂ فانوس مین چھپ جایگا روشن چراغ

اوس لب شیرین کے تل کا تھا مجھے جانسوز عشق
ہون سر مدفن بھی میٹھی تیل سے روشن چراغ

سوز عشق شمع رو سے جلگیا ہون ای وزیر
اس سے میرے عرس مین کرتے ہین سب روشن چراغ

پھولون سے تیرے ہجر مین ہی داغدار باغ
طاؤس بن کے نالے کرے گا ہزار باغ

ہی داغ و آبلہ سے یہ رشک ہزار باغ
پھولا پھلا ہی زور عناصر کا چار باغ

تیغ دو سر دکھاؤ اگر ابروون کی تم
شاخ دوتا کے صدقے کرے ذوالفقار باغ

۸۲	ردیف فا	۱۲

دیکھ ادب آگر مرا گور غریبان کی طرف
قبلہ وہین پاؤن ہی سر ہی کوی جانان کیطرف

دونون ہاتھ اپنے نہین بیکار ہی دست جنون
ایک دامن کیطرف ہی اک گریبان کیطرف

قید یوسف کو کیا پر بھا زلیخا کو نہ چین
نالے کرآتی تھی وہ جا جا کے زندان کیطرف

ہم بھی لپٹے جاتے ہین دامن سے مثل گرد راہ
ناز سے دیکھا تو ہوتا پھر کے دامان کیطرف

بعد مردن ہی وصیت بس یہی ای دوستو
قبر مین منہ پھیر دینا کوی جانان کیطرف

آئیو دامن اوٹھائے مدفن عشاق پر
ہاتھ لیجائے نہ کوئی تیرے دامان کیطرف

میری جانب یون وہ کرتا ہی حقارت سے نگاہ
کوی ہندو جسطرح دیکھے مسلمان کیطرف

سبزۂ بیگانہ مین پاتے ہین کچھ اپنا سا حال
آنکلتے ہین جو ای بلبل گلستان کیطرف

دیکھنا تاثیر گریہ کر دیا لبریز آب
رو کے جب دیکھا کسی چاہ زنخدان کیطرف

ہی اگر منظور لطف برق و باران دیکھنا
دیکھیے ہنس ہنس کے میری چشم گریان کیطرف

غمزدہ جیسے کنوین مین گر نکا رکھتا ہو غم
دیکھتا ہون یون مین اوس چاہ زنخدان کیطرف

ہو کے غافل اس ادب سے ہم نہ سوئے ای وزیر
پاؤن ہو جائین نہ اپنے کوی جانان کیطرف

۸۳ ردیف قاف ۲۶

خدا نما ہی بت سنگ آستانۂ عشق
چلو نگاہ پاے نگہ بن کے سوے خانۂ عشق

نہ کم ہون سکۂ داغ دل یگانۂ عشق
بھرا پرا رہے یارب سدا خزانۂ عشق

جبین قیس سے ہے سنگ آستانۂ عشق
جنون ہی خیمۂ لیلی سیاہ خانۂ عشق

مدام دل مین رہے داغ الفت ساقی
نہ بجھ چراغ ہو یارب شرابخانۂ عشق

یہ محفل طرب حسن ہی نہین مقتل
صدا گلوے بریدہ کی ہی ترانۂ عشق

یہ کہکے پھرتی ہی دن رات آسیاے فلک
ملے تو خرمن مہ دے کے لون مین دانۂ عشق

ہی آفتاب پیالہ فرشتہ خو ساقی
خم فلک ہی سبوے شرابخانۂ عشق

بس ایک ہاتھ مین دو ہو کے مینز مین پہ گرا
قضا جو آئی ادا ہو گیا دوگانۂ عشق

ہر ایک گام پہ دل پیستا ہی ابلق چشم
مگر ہی سرمے کا دنبالہ تازیانۂ عشق

جلایا طور کو اکدم مین صاعقہ بنکر
شرر فشان جو ہوا سنگ آستانۂ عشق

ہو خانۂ صدف دل نہ کسطرح پرنور
کہ آپ ہی گہر شب چراغ دانۂ عشق

بتو خدا نے کہا فی السماء رزقکم آپ
ملا ہی مجکو یہ ہفت آسیا سے دانۂ عشق

یہ سچ مثل ہی بتو سبکا ہی خدا رزاق
نصیب طائر دل ہی ازل سے دانۂ عشق

جو خال بنکے خط رخ مین دل رہے میرا
کہو نہین خرمن مہ مین ملا یا دانۂ عشق

صدائے ماتم دل سنکے خوش وہ ہوتے ہین
نوائے سینہ زنی ہی کہ شادیانۂ عشق

جو شوق دید ہی موسی کیطرح ایک یہ ہین
کہ لن ترانی محبوب ہی ترانۂ عشق

نقاب اودھر وہ اوٹھائین ادھر مین آہ کرون
سمند حسن پہ پڑ جائے تازیانۂ عشق

جو تولیے اسے کونین کی ترازو مین
گران ہو وزن مین نہ آسیا سے دانۂ عشق

فروغ بزم تصور ہی یاد پستان کی
حباب حسن بنے ہین چراغ خانۂ عشق

خیال گوہر دندان مین ہم جو روتے ہین
سرشک دیدۂ تر ہی در یگانۂ عشق

ہی میرے دل کیطرح اس سے پریشان حال
ملا ہی زلف کو حسن سیاہ خانۂ عشق

چڑھا جو دار پہ عاشق کا سر ہوا اسرار
جدا ہی خانۂ عالم سے کارخانۂ عشق

خدا کا گھر ہو جو ٹوٹے جہاد نفس سے دل
خراب ہو تو بنے لامکان خانۂ عشق

کسیکی ابروی پرخم کا دھیان رہتا ہی
ہمارا کعبۂ دل ہی سیاہ خانۂ عشق

وہ دل لگا کے سنین داستان کیصورت ۔۔ بیان کیجیے اس حسن سے فسانۂ عشق
وزیر تخم محبت کو دل مین بوئیے ۔۔ زمین وہ شور ہی جسمین اوگے نہ دانۂ عشق

۸۴ ردیف کاف عربی ۱۰

پیش عاشق چشم گریان و لب خندان ہی ایک ۔۔ جل گیا جو نخل اوسکو برق و باران ہی ایک
دیکھنے دیتا نہین اوسکو حجاب عشق ہاے ۔۔ ہو نہین وہ محروم جسکو وصل و ہجران ہی ایک
ناتوانی سے ترے بیمار کے رخسار پر ۔۔ سیلی دست ستم اور سایۂ مژگان ہی ایک
پیرہن مین یون بدن ہی جسطرح تنمین روح ۔۔ چشم بد دور اب لطافت مین وہ جسم و جان ہی ایک
ماہ سے تشبیہ پھر تجکو نکیونکر دیجیے ۔۔ چاندنی اور سایہ تیرا اے مہ تابان ہی ایک
آپ سے بہتر کے آگے خودنمائی ہی زبون ۔۔ روبروے مہر ماہ و ابر بے باران ہی ایک
چاہیے ہنسکر چھڑکنا اے لب جانان نمک ۔۔ آتش غم سے کباب اور یہ دل سوزان ہی ایک
عاشقون کے آگے مشرک اے بت یکتا ہون مین ۔۔ گر کہو نہین حسن مین تو اور مہ کنعان ہی ایک
سیکڑون طوطی زبان ہین یان اسیر دام غم ۔۔ خانۂ صیاد اور یہ گنبد گردان ہی ایک
ایک ہی یہ نور ہی دلمین ہر اک کے جلوہ گر ۔۔ شیشے ہین لاکھون پری سب مین و لے پنہان ہی ایک

ولہ

گذرا فلک کے پار گیا لامکان تلک ۔۔ او تیر آہ بے ادبی اب کہان تلک

۸۵ ردیف کاف فارسی ۱۳

ظاہر ترے گلے سے ہی رنگین سخن کا رنگ ۔۔ کیا صاف پیرہن سے عیان ہی بدن کا رنگ

میلا ہوا نگاہ سے تیرے بدن کا رنگ — ایسا لطیف کب ہی گل و یاسمن کا رنگ

کون آفتاب چہرہ ہی محفل مین جلوہ گر — کافور ہو گیا ہی جو شمع لگن کا رنگ

آسیب سے نگاہ کے اللہ رے نازکی — نیلوفری ہی اوس صنم گلبدن کا رنگ

ہوتا ہی یہ سفید کبھی زرد ضعف سے — لاتا ہی رنگ روز ہمارے بدن کا رنگ

جلتا ہون بعد مرگ جو خورشید کیطرح — کیا ہی ہر ایک تار کفن مین کرن کا رنگ

پوشیدہ آفتاب ردائے شفق مین ہی — یا ہی حجاب تن تیرے پیرہن کا رنگ

ہوئے حنائی رکھے برہنہ جو کوئی پاؤن — فصل بہار مین ہی یہ خاک چمن کا رنگ

کن حسرتون سے دیکھتے ہین ہم سہیل کو — آتا ہی یاد جبکہ کسی کے ذقن کا رنگ

ای گل جو اوسکی قبر پہ ہی شور بلبلان — گلگون ترے شہید کے کیا ہی کفن کا رنگ

چہرے پہ تیرے آنکھین تری کیون نہو سیاہ — ہوتا ہی آفتاب سے کالا ہرن کا رنگ

او ترا نہ رہا افعی گیسوے عنبرین — نیلا ہی گور مین جو مری خاک تن کا رنگ

عنقا کا رنگ کیا مین بتاؤن بھلا وزیر
وہ شوخ پوچھتا ہی جو اپنے دہن کا رنگ

دیکھ بے بادہ کیا ہی اپنا رنگ — رحم ای آسمان مینا رنگ

زور دکھلا رہا ہی کیا کیا رنگ — واہ وا ای جہان رنگا رنگ

ہو گئے ضعف سے سبک ایسے — لے اوڑا ہمکو بھی ہمارا رنگ

کیونکر نہ جھڑین منہ سے ترے وقت سخن پھول
چپ رہنے مین غنچہ ہی تو ہنسنے مین دہن پھول

مستانہ بہار آئی ہی لا مشفق من پھول
ساقی ہین گلابی کی طرح توبہ شکن پھول

نظرون سے گرون مین تو وہ آنکھونسے اٹھاتین
کیا ضعف سے مثل گل بازی ہی بدن پھول

پڑتی ہی تری چشم سیہ باغ مین گل پر
توڑے گا مگر آنکھ کے ڈھیلے سے ہرن پھول

شاخونسے گلستان مین ہین کیا پاؤن نکالے
چلدین نہ کہین کود کے دیوار چمن پھول

آئے جو صبا کوچہ گیسو سے چمن مین
بنجائین ابھی نافہ آہوے ختن پھول

پرتو سے گل رخ کے ہوا روغن گل تیل
جھڑتے ہین چراغونسے اجی سکڑون من پھول

کیا پڑگئی تھی آنکھ کسی گل پہ تمھاری
کیون سونگھتے ہین باغ مین آکے ہرن پھول

دیکھا ہی جو بلبل نے ترے نقش قدم کو
نظرونسے گرے جاتے ہین ای رشک چمن پھول

پھبتی ہی نئی رخکو کہون پھولونکی ڈالی
گل عارض گلگون ہی دہن پھول ذقن پھول

جسطرح کنوین مین کوئی گرنیکا کرے عزم
یون دیکھتے ہین یار سوے چاہ ذقن پھول

سودے نے تری زلف کے کس پیچ مین ڈالا
دھاگے سے چھٹے تو ہوے مشتاق رسن پھول

آہو اگر آنکھین ہین تو کیون کہتے ہو نرگس
کیا سحر سے بنجاتے ہین ای جان ہرن پھول

آتی ہی جنون خیز دلا فصل بہاری
اب دشت مین شاخونسے نکالینگے ہرن پھول

گرتی جو تری برق نگہ خرمن گل پر
جلتے دل بلبل کیطرح سیکڑون من پھول

ڈبہاے ترے سرمے مخطط کا اگر عکس
پیدا کرین مثل گل خورشید کرن پھول

ای حب وطن کہتے ہین غربت مین یہ دکھ
نظرونمین ہین خار چمنستان وطن پھول

لیا ہم سن جاہ گلستان سے بندھے تھے
ٹوٹا سا ہی قد یار کا نخل چمن حسن
ہوتے ہین خجالت سے سفید آپکے آگے
کیا دیکھون بہار شفق شام غریبان
برسون گل خورشید گلہا کو دیکھا
بلبل کے لبھانے کو نیا رگ ہین لائے
کوچے مین رگ گل کے کروشوق سے گلگشت
چوتھی کو سوم سمجھین اگر پھول انھین یاد مین
بیاری ہو سبک وزن مین قیمت مین گران ہو
ہین صبح شہادت کی گریبان کیطرح چاک
ارباب تعلق کا تعلق نہین جاتا

جب فصل بہار آئی ہوئی زخم رسن پھول
پتے ہین اگر برگ تو ہین پھول کرن پھول
چاندی کے ہوے جاتے ہین سونیکی کرن پھول
یہ غنچۂ دل ہوگا نہ بے صبح وطن پھول
تازہ کوئی دکھلائے ہمین چرخ کہن پھول
لو رام کلی گانے لگے بنکے دہن پھول
بالیدہ ہین ایسے کہ فضا مین ہین چمن پھول
مرجائین مگر پہنین نہ دولہا نہ دولھن پھول
نظرون مین تمھین تول لیا ہی یہ بدن پھول
کیا مانگ کے لائے ہین شہیدونکی کفن پھول
مرنے پہ بھی درکار ہی کافور کفن پھول

۸۷	گلریز ہی کیا کلک وزیر اب دم تحریر پیدا تو کرے ایسی بھلا شاخ سمن پھول	۱۷

نہ کیا ذبح گیا چھوڑ کے بسمل قاتل
کیون نہ انگشت شہادت سے ہون بسمل قاتل
دست نازک کی نزاکت جو سپر نے دیکھی
جی مین آتا ہی تری تیغ کو دل مین گھسا لون

دہن زخم پکار اٹھے قاتل قاتل
تیر دستی ہین نہین تیرے انامل قاتل
ایسی سمٹی کہ ہتیلی کا بنی تل قاتل
ایسی لیلی کو یہی چاہیے محمل قاتل

جان دین کیون نہ مرین عاشقِ جانباز ان پر	تیغ خون ریز بری جو رشمائل قاتل
ضعف ہی جائینگی کیا خون کی چھینٹین اوڑ کر	آستین کا ہی تری کوس انھین منزل قاتل
پاؤن رکھا جو حنائی تو یہ تھوکے گا لہو	دہن زخم بنے گا لب ساحل قاتل
پھیر دے گردن عشاق پہ مقتل مین چھری	رقص بسمل ہی کے قابل ہی یہ محفل قاتل
تو نے زلفِ عرق آلود دکھائی جو مجھے	مار آبی نظر آئی یہ سلاسل قاتل
جائے کوچے مین رگ گل ہی پھینکو کسی سمت	ناوکو نہین ہوجن جو پرپاے عنادل قاتل
اثر ظلم سے تیار ہو شمشیر گلی	خاک ہو جائے ستمگر تو بنے گل قاتل
دانت پر تو نے لگائی نہین تیغ پر آب	آب مین گھول دیا زہر ہلاہل قاتل
پی گیا مین دہن زخم سے پانی ایسا	ہر زبان تیغ کے مثل لب ساحل قاتل
کیا تری تیغ نے جوہر کا چمن دکھلایا	آشیانون سے نکل آئے عنادل قاتل
سخت جان ہون مری گردن پہ چھری پھر آ کر	تیز کرنے کے لیے خوب ہی یہ سل قاتل
نیک ساعت سے چلی تھی یہ تری تیغ دو سر	سر تک آئی مرے پونہچی سر منزل قاتل

٨٨	بعد مردن بھی وہی شوق شہادت ہی **وزیر** دہن زخم سے ہم کہتے ہین قاتل قاتل	١٦

دل ترا قتل پہ کیونکر نہو مائل قاتل	آب شمشیر عناصر مین ہی داخل قاتل
ہی بہت سہل شہیدان وفا سے ملنا	خون لگا لے تو شہیدون مین ہو داخل قاتل
عید قربان ہی یہی دن تو ہی قربانی کا	آج تلوار کے مانند گلے مل قاتل

ہون جو شاعر دل گم گشتہ کا یون حال کہا
پڑھ دیا آگے ترے مصرع بیدل قاتل

ضد یہ عاشق سے ہے گلزار مین پھولونکی عوض
توڑے گا غنچۂ منقار عنادل قاتل

دل مین ہے عشق ترا یاد تری غم ترا
رہزنون سے ہوی آباد یہ منزل قاتل

رقص بسمل یہ پھڑک جاتا ہے تلوار کا دم
ڈھال سے آتی ہے آواز جلاجل قاتل

کسی کروٹ کسی پہلو نہین دیتا مجھے چین
دشمن جان ہے تری طرح جگر دل قاتل

جوہر تیغ کی زنجیر جو تو پہنا دے
بیڑیان پاؤن کی کاٹے یہ سلاسل قاتل

کھینچے تلوار تو ہو جاے وخندان جوبن
تیغ خم گشتہ ہلالی مہ کامل قاتل

سر سے سینے مین لو تر آے جگر سے دل مین
تیری تلوار کرے قطع منازل قاتل

پاؤن گر خانۂ زنجیر سے باہر رکھون
رگ پا بنکے لپٹ جاے سلاسل قاتل

کب پھڑکتا تھا ترا دست حنائی ایسا
طائر رنگ حنا ہو گیا بسمل قاتل

چار آئینہ عناصر کا او تارون پھیکون
زخم کھانا مجھے ہو جائیگا مشکل قاتل

یہ پیالہ ہے بنا گرد سبکروحی سے
دم شمشیر سے اوڑ جاے مرا دل قاتل

۸۹	زار ایسا غم بیتابی دل سے ہے وزیر بنگیا ہے نگہ دیدۂ بسمل قاتل	۱۷

نالان فراق دل مین ہے ماتم سراے دل
سینے سے آرہی ہے صدا ہاے ہاے دل

ایسا کیا ہے تذکرۂ نالہاے دل
آنے لگی زبان سے ہماری صداے دل

حاضر ہے لیجیے یہ اگر کام آے دل
کچھ اور پاس ہم نہین رکھتے سواے دل

مقصد برآے میا اسنے لی تیغ یار نے
او ترا غلاف کعبۂ حاجت ردای دل

آتی ہی اونکے کوچۂ گیسو سے یہ صدا
آؤ مسافرو کہ یہان ہی سرا ے دل

جز یاد دوست غیر کا خطرہ نہ آسکا
وسعت نثار تجہپہ ہوای تنگناے دل

بو ہوکے گل مین گیا دل بلبل سما گیا
توڑا کسینے پہول تو آئی صدا ے دل

جانا پری زخون مین بلا کا ہی سامنا
قاصد ٹہر کہ ساتہہ کرونمین دعاے دل

مانند ریگ شیشۂ ساعت عیان ہوے
آے غبار اگر نہ چہپاے صفاے دل

دنیا کو چہوڑ بیٹہے ہمنگ دنیا کیواسطے
یہ استخوان لپسند کرے کب ہماے دل

بنکر پیالہ ہو لب میگون سے آشنا
ساقی ملا کے خاک مین دیکہے صفاے دل

جکڑ ہین ایک آہ سے ہی گردباد جسم
اللہ رے زور شور ترے ای ہواے دل

رہتے ہین گرد اونکے ہوادار کے رقیب
اب شمع زندگی کو بجہاوے ہواے دل

ای جان جسکو نقطۂ موہوم کہتے ہین
تیرا دہان تنگ ہی یا تنگناے دل

مین سبز بخت دل کے تڑپنے سے مرگیا
چہاتی پہ مونگ دلنے لگی آسیاے دل

کاہیدہ ہو ریاضت باطن سے جسم اگر
لیجاے سوے خلد اوڑا کر ہواے دل

٢١	عزلت پسند کیون نہو صائب صفت وزیر باخلق آشنا نشود آشناے دل	٩٠

ہی عرش آستانۂ دولتسراے دل
اللہ رے رتبہ حرم کبریاے دل

بہنتا ہی کیا کباب کے مانند ہاے دل
خونبار ہی جو نالۂ درد آشناے دل

پہلو مین میرے دیکھے جو پیکان بجائے دل
ہر عضو تن کو درد محبت بنائے دل
ای حور اپنا جذب جو تجکو دکھائے دل
پائے نگاہ یار پھسلتا ہی بار بار
دکھلا رہی ہی شعلۂ آواز برق طور
جوبن ہی آج کر لو جگہ دل مین کہتے ہین
کیونکر کہون نہ قبلۂ حاجت روا اوسے
یہ سات آسمان جو دن رات پھرتے ہین
جاتا ہی سہل کوچۂ گیسوے یار مین
اک تار آستین ہین یہ نہ اطلس سپہر
گلشن مین یہ ہوا دل بلبل کی بندھ گئی
ساقی یہ جام آپ چلے سوے میکدہ
بہنے لگے ہین چشم دل مضطرب سے اشک
بیتابیون سے رات پھر جو ادھر ادھر
آنکھین لہو بہائین جو ساغر سے مے گرے
کشتے کو میری تیغ کے لائی ہی گھاٹ پر
بیسی اب اسقدر نہ رہی گرد استخوان

میری طرح کہے لب سوفار ہائے دل
وہ نی ہون بند بند سے آئے صدائے دل
جنت سے چار باغ عناصر مین لائے دل
پیدا کرے نہ گرد کدورت صفائے دل
کیا لن ترانیون پہ ہی بانگ درائے دل
کل ڈھونڈتے پھرے کے کدھر ہی سرائے دل
کعبے کا ہو غلاف جو اوترے قبائے دل
ہین گرد باد وادی بے انتہائے دل
دست دعائے عاشق مضطر ہی پائے دل
دامان حشر سایۂ جیب قبائے دل
آئی شکست رنگ چمن سے صدائے دل
دست سبو کیطرح سے پیدا ہو پائے دل
دانے اوگل رہی ہی مری آسیائے دل
داغ درون سینہ بنے نقش پائے دل
شیشہ جو گر پڑے تو مرا ٹوٹ جائے دل
ای دوستو ہی باد مخالف ہوائے دل
گردش فلک کی سیکھ گئی آسیائے دل

کہتے ہین لامکان جسے ہی فناے ذات
دونون جہان ہین حلقۂ زلف دوتا دل

راحت گئی اگر تو گیا رنج سے گذر
خالی رہے وزیر نہ مہمانسرائے دل

جسکا کھٹکا تھا وہی آیا ہی غارتگر گل
ہوکے غش گرنے لگے خاک پہ گل بر سر گل

۹۱	ردیف نون	۲۱

ای بتو شیفتۂ کاکل پیچان ہون مین
آج سر حلقۂ زنار پرستان ہون مین

مین جو کافر ہوا تو ضد سے مسلمان ہوا
اب تو کافر ہو تو پھر ضد سے مسلمان ہون مین

جلد یارب کہین پھر جاے گلے پر خنجر
دیر سے منتظر جنبش مژگان ہون مین

کیا محبت ہی جو چھیڑے اوسے ضد ہو مجھے
وان جو ہو زلف مین کنگھی تو پریشان ہون مین

دوسرے تیسرے تلوار کا پانی دینا
ہر گل زخم سے قاتل چمنستان ہون مین

ناتوانی سے نہ آیا کبھی لب تک نالہ
ای اجل آ کہ لب گور سے نالان ہون مین

کیا خالق نے قد عاشق معشوق مین فرق
یار ہی سرو روان سرو چراغان ہون مین

کب یہ کہتا ہون کہ گل ہو کے رہون گلشن مین
کاش خار سر دیوار گلستان ہون مین

شکل سوفار جدا لب سے رہے لب یارب
پاؤن تعزیر جدائی مین جو خندان ہون مین

شور محشر ہوا بدنام فغان مینے کی
باعث برہمی بزم خموشان ہون مین

چاہیے تھا یہی یوسف سے زلیخا کہتی
تو رہا قید سے ہو قابل زندان ہون مین

آدمیت نہ رہی دیکھے تو ٹھہر کر جائے دم
یہ تمنا ہو پری کو بھی کہ انسان ہون مین

بس دلا ضبط فغان کر کہ بہت رنج دیے
کوئی دم شاد کن خاطر یاران ہون مین

اپنے جامے سے ہون باہر دم جوش گریہ
یہ نہو مجھسے کہ منت کش دامان ہون مین

ہند مین ہوئے نہ برباد مرا مشت غبار
ای خدا خاک در شاہ شہیدان ہونمین

ای فلک اتنو شب وصل کا ہونا معلوم
صبح محشر کیطرح چاک گریبان ہونمین

استخوان کا مرے سوفار بنایا اوس نے
جاے گریہ ہی کہ اسطرح سے خندان ہونمین

کیا ہی برگشتہ وہ بت مجھسے ہی اللہ اللہ
اتنی تقصیر ہوی ہی کہ مسلمان ہونمین

کیون ہوا ہونمین ترے ہاتھہ سے ٹکڑے ٹکڑے
نہ تو دامن ہون مین قاتل نہ گریبان ہونمین

کیا اک بات مین تسخیر پریزادون کو
زیب دیتا ہی کہون آج سلیمان ہونمین

۹۲ میرے شاگرد تلک صاحب دیوان ہین وزیر
کیا ہی پروا نہ اگر صاحب دیوان ہونمین ۱۹

وصف اک گل کا کیا کرتے ہین
منہ سے یان پھول جھڑا کرتے ہین

ذبح کرنا تو ہمین ای صیاد
یہ نکہنا کہ رہا کرتے ہین

اپنے گلزار محبت مین صبا
ہوش بلبل کے اوڑا کرتے ہین

کھول دیتا ہی تصور در یار
آنکھہ جب بند کیا کرتے ہین

یہ ترے عہد مین ہی ظلم کی رسم
نیمچے خون مین بجھا کرتے ہین

سن لین کافر جو ہون گوش شنوا
سارے بت حمد خدا کرتے ہین

کبھی ہوتی ہی جو اون سے رنجش
آپ ہم اپنا گلا کرتے ہین

ہو غنی بوسہ لب دے ڈالو	قطعه	ہم فقیرانہ صدا کرتے ہین
جنس دل جانچ کے لیتے ہین یہ شوخ		نظرون مین تول لیا کرتے ہین
عاشق اوس سرو کے ہین کیا صوفی		ذکر قمری جو کیا کرتے ہین
کوے قاتل کا یہ قاصد ہی پتا		نامہ بر قتل ہوا کرتے ہین
پڑے رہتے ہین خطون کے پرزے		پر کبوتر کے اوڑا کرتے ہین
تیری زلفون سے اوسے کیا نسبت		مشک کہتے ہین خطا کرتے ہین
نامہ بر ہین جو کبوتر اوسکے		چاہ یوسف مین رہا کرتے ہین
مرہم سبز لگاتے ہین جو وہ		میرے زخمون کو ہرا کرتے ہین
اوسکا خط دیکھتے ہین جب صیاد		طوطے ہاتھون کے اوڑا کرتے ہین
ہی وہ بازار مرے یوسف کا		مشتری جس مین بکا کرتے ہین
صبح کو ہم عوض آئینہ		منہ ترا دیکھ لیا کرتے ہین

۹۳	کشتۂ تیغ تبسم ہون وزیر دہن زخم ہنسا کرتے ہین	۱۵

ستم ایجاد جفا کرتے ہین		ستم ایجاد کیا کرتے ہین
جو ترے کوچے سے آجاتا ہی		پاؤن ہم چوم لیا کرتے ہین
دو زبانون سے سدا مار سیاہ		صفت زلف دوتا کرتے ہین
زلف کو کالی بلا کہتے ہین غیر		ہم بلائین جو لیا کرتے ہین

آسیا ہی ہمین وہ گردش چشم
یعنی ہم اوسپہ لپا کرتے ہین

جستجو مین تری او صید فگن
طائر رنگ اوڑا کرتے ہین

صدقے ہونے کو تری ابرو کے
صورت چشم پھرا کرتے ہین

نقد دل دے کے لڑتے ہین ہم آنکھ
قِصّے یون مول لیا کرتے ہین

سب اونھین کہتے ہین رشک ادریس
تیرے کپڑے جو سیا کرتے ہین

کوی زنار پہنتے ہین ہسم
بت عبث دھاگے دیا کرتے ہین

سنکے بیتین مری ہوتا ہی جنون
نکتہ چین تنکے چنا کرتے ہین

ذکر یوسف جو کرون تو وہ کہے
ایسے ہم مول لیا کرتے ہین

کسی دل سوختہ کو ٹھکرایا
کہتے ہو تلوے جلا کرتے ہین

رشک ہی بات نہ قاتل سے کرے
دہن زخم سیا کرتے ہین

۹۴ — دیکھنے پاتے نہ تھے جنکو وزیر
اب وہ آنکھون مین رہا کرتے ہین — ۳۲

کسقدر ہی فرق یوسف مین اور اپنے یار مین
گھر خریدار اسکے آتین وہ بکے بازار مین

آنکھ اوٹھا کر جسنے دیکھا مجکو وہ نالان ہوا
تار مطرب کا ہوا عالم نگہ کے تار مین

تھی جو یاد زلف و رخ تو خط مین بھی مین نے لکھین
خط سنبل مین کئی سطرین کئی گلزار مین

سنگ طفلان کھا چکے لیچل سو صحرا جنون
سیکڑون پتھر پڑے ہین دامن کہسار مین

عشق گلرویان ہمین بلبل نہین ہی عاضی
ہی خط تقدیر بھی لکھا خط گلزار مین

پاؤن پر مہندی گرے گر تو گرے جانیکا عزم
خوبرو بیقدر ہو جائین اگر ہون ہرزہ گرد
اوس نے دروازہ کیا تھا بند اگر اے تیر آہ
سلسلہ رکھتا ہے میرا کفر کچھ اسلام سے
یاد مین اک بت کے جب بہنے لگا دریاے اشک
اے صنم کیون ہو نہ زاہد کو گمان تسبیح کا
ہاتھ مُنہ پر رکھ کے وہ بت کھلکھلا کر ہنس پڑا
اور قاصد سے نہ خط مجھ دلجلے کا جا سکا
شمع کشتہ جنبش دامن سے روشن ہو گئی
رات تو ہوتی ہے بھاری مردم بیمار کو
جوہرون پر اوسکے ہو جاتا ہے موجونکا گمان
کیا ہے اُلٹا ہے دل صد چاک تیری زلف سے
چشم کی گردش مین ہے اب دشت پیمائی کا رنج
کیون نہ ٹانکی فصل گل مین ٹوپین اے وحشت کہین
چبھ گیا کانٹا فلک کے پاؤن اوسکو نہ جان
غیر کے دلمین بھی اب رہنے لگی ہے یاد دوست
میری گردنمین گریبان طوق قمری بنگیا

گل کہین نالے شکست رنگ سے گلزار مین
پھول دو کوڑیکے ہون جائین اگر بازار مین
سیکڑون روزن بنائے تھے تجھے دیوار مین
ہین کبھی تسبیح کے دانے مری زنار مین
موج کا عالم نظر آیا مری زنار مین
دین ہین سو گرہین جنون نے توڑ کر زنار مین
مل گئے موتی سے دندان موتیا کے ہار مین
نامہ باندھا ہین نے بال مرغ آتشخوار مین
کسقدر اے جان گرمی ہے تری رفتار مین
کیون سبک ہو ہمین سیہ بختی ہے چشم یار مین
کسقدر ہے آب اے قاتل تری تلوار مین
عشق پیچان بنگئی کنگھی ترے گلزار مین
اشک گویا آبلے ہین ہر مژہ کے خار مین
جیب کے تار رفو سے بخیہ زخم دامندار مین
یہ بھی ساتھ اپنے پھرا تھا وادی پر خار مین
کیون نہ کھاؤن خار مین ہے نکہت گل خار مین
سر جھکایا ہے جو یاد سرو خوش رفتار مین

روے روشن سرخ رو ہی زلف پیچان و سیاہ
منہ پہ کہدین فرق جو ہی کافر و دیندار مین

مژدہ ای بلبل کہ آپہنچا ہی صیاد بہار
بجھ گئے گلدام عج بوے گل گلزار مین

پھرتے ہین مستی مین کیسی گرد پیمانونکی طرح
ہی خم مے شمع روشن خانۂ خمار مین

ہو جواب تخت سلیمان تختۂ تابوت ہی
سو رہا ہون اک پری کے سایۂ دیوار مین

جس زمین پر پاؤن رکھون وہ زمین شعر ہو
مثل خامہ نقش پا میرے بنین اشعار مین

یار کی جانب جو دیکھین یہ وصیت ہی صبا
خاک میری ڈال دینا دیدۂ اغیار مین

دیکھ لے گلزار عالم مین ہی کم ظالم کو عیش
پھول کتنے ہین سپر مین ایک پھل تلوار مین

کر دیا زندان کو گلشن مین وہ ہون رنگین خیال
آشیان بلبل نے باندھا روزن دیوار مین

اپنے پاؤن کے بھی ہم ای ضعف شرمندہ نہین
جب خود رفتہ ہوے جا پہنچے کوے یار مین

٩٥	وہ پری رو حور سے بہتر کہین ہی ای وزیر ناز مین انداز مین رفتار مین گفتار مین	٢٩

اوٹھا اوٹھا کے جو پردہ نگاہ کرتے ہین
ہمارے دلمین وہ در پردہ راہ کرتے ہین

ثواب جانکے زاہد گناہ کرتے ہین
ہی دل بھی کعبہ ہم اسکو سیاہ کرتے ہین

تو وہ ہی گل کہ عبث تجھپر نگاہ کرتے ہین
شکست رنگ سے گل آہ واہ کرتے ہین

حسین غسل مین جسدم نگاہ کرتے ہین
ہر ایک داغ کو ماہی کے ماہ کرتے ہین

اگر ہلال کی جانب نگاہ کرتے ہین
تجھی کو یاد ہم ای کج کلاہ کرتے ہین

لگا کے سرمہ وہ جسدم نگاہ کرتے ہین
فلک پہ برق کو ابر سیاہ کرتے ہین

دکھاتا ہی جو ہمین کاٹ تیغ قاتل کا / دہان زخم سے ہم واہ واہ کرتے ہین

بنایا مثل صبا ہمکو ناتوانی نے / گذار باغ سے روزن کی راہ کرتے ہین

نکیون ہو سرمے پہ گرد سیاہ کا دہوکا / مژہ پہ فوج کا سب اشتباہ کرتے ہین

چمک رہا ہی ستارہ سا کیا یہ ای دربان / مگر وہ روزن در سے نگاہ کرتے ہین

یہ کسکے منہ سے جھڑتے پہول باتین کیے مین / چمن کا غنچے پہ سب اشتباہ کرتے ہین

نہ آؤ خوش رہو جسبجار ہو مرے صاحب / ملو ویا نہ ملو ہم نباہ کرتے ہین

لکھی ہی حسن نے خار غلطی یہ خط نہ سمجھ / جو تل نکلتے ہین مہر پن گواہ کرتے ہین

برنگ اشک نہین خوف دوری منزل / کہ ایک گام مین ہم قطع راہ کرتے ہین

دلا دلا کے کسی بت کی یاد کرتے ہین قتل / مدام راہزنی سنگ راہ کرتے ہین

وہ عندلیب ہون فریاد میری سن سن کر / چٹک کے غنچہ و گل آہ آہ کرتے ہین

ہمارے خون کی گواہی کو جاتے ہین جو وہان / قبول اپنی شہادت گواہ کرتے ہین

جو دیکھے سرو تو ای گل ہوا مجھے ثابت / ترے فراق مین گلشن بھی آہ کرتے ہین

مزا فشون سے پوچھ آدمی کے چاہنے کا / کنوین مین آج تلک چاہ چاہ کرتے ہین

نہین ہی تجھسے ہمین کچھ بھی ای فلک شکوہ / ستم جو کرتے ہین یہ شنک راہ کرتے ہین

ذرا سے جرم پہ جھانکے کنوین فرشتون نے / یہ آدمی ہین کہ کیا کیا گناہ کرتے ہین

جنون ہی سینہ سے آنکھو نمین آمد آمد دل / مژہ کے خار کو اب فرش راہ کرتے ہین

وہ عندلیب ہین گلشن قفس کو ہم کر دین / کہ پھول جھڑتے ہین جسوقت آہ کرتے ہین

کسی پری کی جدائی مین ہون یہ کاہیدہ
سیاہ کار وہ ہین مثل خامہ چلتے ہین جب
جو کعبے جاتے ہین بتخانے سے کبھی اُٹھکر
لکھین سمجھ کے گناہ ہونکو کاتب اعمال
ذرا ہماری وفاون پہ بیوفا تو نہ بھول

کہ لوگ شبہہ مردم گیاہ کرتے ہین
زمین کو نقش قدم سے سیاہ کرتے ہین
تو سنگسار ہمین سنگ راہ کرتے ہین
بشر تو کیا ہین فرشتے گناہ کرتے ہین
کہ ہفتہ دوستی سے دو دو نگی چاہ کرتے ہین

۹۶

بجاے تاج تو رکھ اپنے سر پہ داغ جنون
وزیر آج تجھے بادشاہ کرتے ہین

۴۰

تماشا دیکھنا ہی وہ اثر اُوس چشم جادو مین
اسیر ونکے لیے دانے تو ہین زنجیر گیسو مین
بجا ہی رہتے ہین تیوری سے بل جو اونکی ابرو مین
وضو کرنا ہی مجکو آج آب تیغ بران سے
تجھے کیا طعن سے زاہد یہ اپنی اپنی قسمت ہی
نہ سمجھو ماہ نو مضمون نیا جو ہاتھ آتا ہی
اولجھنے سے مرے تو پیچ تاب اے شانہ کھایا کر
حنائی ہاتھ سے شانہ تجھے سب پیچ ہی آئین
تجھے جب دیکھتے تھے شانہ بین چھٹین مین کھیرے
گرے قدمون پہ مہندی اور دکھائی شبنم آئینہ

اشارے سے کرے گی رقص تتلی چشم آہو مین
ارے بیداد گر کچھ آب بھی ہی تیغ ابرو مین
ہی آہو چشم کیونکر بل نہو تین شاخ آہو مین
کرونگا سجدے اے قاتل تری محراب ابرو مین
کوئی سجدے کرے محراب مین اور کوی ابرو مین
مہینے مین کہا کرتا ہون مصرع وصف ابرو مین
کرون کیا دل مرا اولجھا ہی اس بیسر کے گیسو مین
کف رنگین کی مچھلی پھنسی بجائے دام گیسو مین
دل صد چاک سے ہونگا شانہ اسکے گیسو مین
کرے کنگھی حرم سے لیکے سنبل تیرے گیسو مین

بغل مین یار ہے اور جام مے بھر بھر کے پیتے ہین
ہمارے ہاتھ مین ہے آفتاب اور ماہ پہلو مین

مین وہ ہون دشت پیما ذکر میرا گر کرے کوئی
پڑین کانٹے زبانمین آبلے پڑ جائین تالو مین

سمجھ کر دام تڑپے کیون نہ مچھلی میرے بازو کی
گئی ہین بال زلف یار کے تعویذ بازو مین

تو وہ خوش چشم ہے طفلی مین تیرا دل لبھانے کو
کیا کرتی تھی اکثر رقص پتلی چشم آہو مین

تسلسل اشک کا ہو جاے تسبیح سلیمانی
اگر روؤن ہین یاد سرمہ چشم پریرو مین

اگر کعبہ بھی تم ہوتے کبھی سجدہ نکرتے ہم
ہتو واللہ دل ہوتا جو اپنا اپنے قابو مین

جو خال چشم جانان دیدۂ انصاف سے دیکھے
ندامت کش تو ہو بھرے نہ پتلی چشم آہو مین

صفائی جسقدر اسمین ہے اوتنے پیچ ہین اوسمین
پھسل کر تیرے چہرے سے نگہ پھنستی ہے گیسو مین

جبین والفجر ہے واللیل گیسوے معنبر ہے
خط رخ سورۂ یوسف ہے اونکے مصحف رو مین

تلین اعمال جسدم ای خدا ہم بت پرستون کے
برائے وزن ہمن سنگ صنم اک سو ترازو مین

یہ سمجھا ہر منجم برج میزان مین قمر آیا
جو تل کیوا ہٹے بیٹھا کبھی وہ مہ ترازو مین

مین وہ ہون آبلہ پا روز محشر بھی تو خواہش ہے
مرے اعمال کانٹے ہین تلین سبکے ترازو مین

زمین جو مین نکالون آسمان سمجھین ادب سے شاعر
کہین سب ماہ نو مصرع کہون گر وصف ابرو مین

تری پاپوش گلگشت چمن کو ای صنم جائے
کہ تیری کفش کے گل ہین فزون پھولونسے خوشبو مین

چھری پھولونکی ہے تلوار اثر سے دست گلگون کے
ہر اک گل سے زیادہ ہین سپر کے پھول خوشبو مین

کہین مکتوب میرا اوس بت مغرور تک پہنچے
خدا کا نام لیکر نامہ باندھا بال آہو مین

جو ہین خوش چشم انکو کیا احتیاج زیب و زینت ہے
کوئی سرمہ لگاتا ہے بھلا کب چشم آہو مین

دکھاؤن دیدہ حیران کا اوس خودبین کو آئینہ
مرے تار کفن نالان رہینگے بعد مرنے کے

دل صد چاک سے شانہ کرونمین وہ سگے گیسو مین
کہ بیتابی سے ہر مضراب کا عالم ہر اک مو مین

۹۷

وزیر آغوش یان فرقت مین بھی خالی نہین رہتی
نہین ہی یار اگر تو درد ہی مدت سے پہلو مین

۱۵

ہاتھ مین سلسلہ زلف گرہ گیر نہین
فاختہ کی ترے دیوانون مین توقیر نہین
قتل ہونگا مین تری تیغ سے لکھا ہی
دیکھ اے چشم مرے نقش تصور کا اثر
دہن یار کو دیکھا ہی یہ کس منہ سے کہون
ہون وہ دیوانہ کردن مثل گریبان ٹکڑے
سیکڑون سلسلہ زلف مین ہین جسکی مرید
قتل کو شمع صفت مین ہون سرا پا گردن
گالیان دیکے وہ قائل ہوے مین چپ رہا
سامنا کیا کرے دل اوس مژہ و ابرو کا
تو جو ہو گرم سخن کیون نہ تکے منہ بلبل
کونسا طائر مضمون ہی نہین ہی جو ہدف
استخوان کا مرے جو کا نہ نشانہ اک بار

زور دیوانہ ہون مین بستہ زنجیر نہین
طوق گردن مین ہی پر پاؤن مین زنجیر نہین
خط تقدیر ہی یہ جو ہر شمشیر نہین
کون ہے اشک مین اوس طفل کے تصویر نہین
ہی یہ وہ خواب کہ جسکی کوئی تعبیر نہین
صورت فاختہ یان طوق گلوگیر نہین
نوجوان ہی وہ ابھی جان جہان پیر نہین
پر وہ کہتا ہی مری تیغ تو گلگیر نہین
خامشی سے کبھی بہتر کوئی تقریر نہین
صاحب فوج نہین صاحب شمشیر نہین
دہن غنچہ گل قابل تقریر نہین
اپنا ہر مصرع برجستہ کم از تیر نہین
ای کماندار رہا ہی یہ ترا تیر نہین

خط عاشق سے جو نفرت تھی نکل آیا خط		کونسا جرم ہی جسکے لیے تعزیر نہین
٩٨	برش تیغ کا کچھ وصف بیان کرتے وزیر دہن زخم مگر قابل تقریر نہین	١٤
اسقدر ہم ناتوان وزار ہین		بازو اپنے مچھلیون کے خار ہین
چاک چاک اپنا گریبان ہو چکا		اندنون دست جنون بیکار ہین
روتے ہین اشکون کے بدلے خون گرم		ابر ہین ہم لیکن آتشبار ہین
جاتے ہین گلشن سے لے او باغبان		ہم اگر تیری نظر مین خار ہین
آستین سے پوچھیے کاہے کو اشک		اب تو منہ پر زخم دامندار ہین
دیکھ کر تجکو مگر حیران ہوے		آئنے جو پشت بر دیوار ہین
لے اڑی وحشت کہ اپنے پاؤن کے		منتظر خار سر دیوار ہین
آنکھین ہین خونخوار تیری اے مسیح		کیا ہی بے پرہیز یہ بیمار ہین
خود بخود اپنا جنازہ ہی روان		ہم یہ کسکے کشتۂ رفتار ہین
سایۂ خنجر مین آیا خواب مرگ		واہ کیا طالع مرے بیدار ہین
ہم ہین رنجور اپنے اشک و آہ سے		ہی بری آب و ہوا بیمار ہین
اب تو ہی منہ کا برسنا اپنے ہاتھ		آستینین ابر دریا بار ہین
سرو و شمشاد و صنوبر باغ مین		نقشہ ہاے قامت دلدار ہین
٩٩	کیون ہی بیزار ان وزیرون وزیر	ہم جو اہل زیست سے بیزار ہین ٢٤

خواب مین دست تصور بھی کبھی محرم نہین
بیدماغ ایسا ہون بزم مے مین بھی خم نہین
ہاتھ مین اب اک پری کے کاکل پر خم نہین
ہوچکی تم سے مسیحائی دل بیمار کی
اوسکی صورت کو سلیمان دیکھکر کہنے لگا
کیا کرون گلگشت گلشن اچھبون فرقت مین
ہی مری بزم عزا مین وہ مہ تابان شریک
مثل گوہر ہی مہیا آب و دانہ غیب سے
اپنے آگے سرفرازی ہی دلا سرگشتگی
تب مزا ہی یار ہر اک زخم پر چھڑکے نمک
سیل بھی آئے تو آئینہ ہے دیوار کا
منعمون نے صرف کی تعمیر مین عمر عزیز
گل جو ہنستے ہین تو کیون روتی ہی شبنم باغ مین
طور سنگ آستان ہی ہر شرر ہی برق طور
آب خنجر بھی گوارا ہی پلائے خود جو وہ
اک پری پیکر کی گردن مین پڑے رہتے ہین ہاتھ
دیدہ تر سے نہ دیکھون سوے آب زندگی

ای پری عنقا سے کچھ انگیا کی چڑیا کم نہین
دور ساغر ساقیا دوران دہر سے کم نہین
وہ سلیمان ہون کہ جسکے قبضے مین خاتم نہین
دیکھو تو بالے کی مچھلی کو کہ اسمین دم نہین
سچ تو یہ ہی آدمی بھی کچھ پری سے کم نہین
خار ہی یہ گل نہین ہی آبلہ شبنم نہین
ہالہ مہتاب ہی یہ حلقہ ماتم نہین
مین قناعت پیشہ ہون منت کش حاتم نہین
گر زمین پھرنے لگے تو آسمان سے کم نہین
لطف کیا ہو پھول تو ہین قطرہ شبنم نہین
گھر مرا معمور حیرت ہی مجھے کچھ غم نہین
نہ سمجھے خانہ تن کی بنا محکم نہین
گلشن عالم مین گر شادی و غم توام نہین
لن ترانی سے صدا زنجیر در کی کم نہین
یار قاتل ہو تو زخم اپنا دل کم از مرہم نہین
دست خم گشتہ ہین خاتم کے سلیمان ہم نہین
سامنے مجھ خشک لب کے قدر جام جم نہین

رستی سے میری کیا کیا دلمین کٹتی ہین عدو
ورنہ کاٹ اوس تیغ مین کم ہی کہ جسمین خم نہین

ہون وہ سرگشتہ کہ میرے نام کی تاثیر سے
مہر مین سنگ فلاخن سے نگین کچھ کم نہین

خشک آنسو ہوگئے گرنے لگے لخت جگر
نکلے ہین جگنو مگر برسات ای ہمدم نہین

ہمکو اس حیرت سرا مین رکھ نگریان ای فلک
گلشن تصویر کو آتش سے کم شبنم نہین

بوٹی بوٹی ہی پھڑکتی واہ ری شوخی تری
دست رنگین کی بھی مچھلی کو قرار اکدم نہین

تیری آنکھون کے تصور کا ہجوم ایسا ہوا
آہوونکو بھی مرے صحرا مین جا رم نہین

۲۸	کھاتے کھاتے غم بھی ہوجائیگا راحت ای وزیر سم اگر کھانے کی عادت ہوگئی تو سم نہین	۱۰۰

ای پری مرنے کا مجھ وحشی کے کسکو غم نہین
حلقہ ماتم سے زنجیرون کے حلقے کم نہین

یار تنہا گھر مین ہی افسوس لیکن ہم نہین
حور تو ہی گلشن فردوس مین آدم نہین

کب ہمیشہ دیو کے قبضے مین انگشتر رہی
حلقہ گیسو جو دست غیر مین ہی غم نہین

گردش چشم سیہ نے یہ بھلائی چوکڑی
آہوونکو روبرو تیرے مجال رم نہین

شور قلقل ساقیا ہی صاف نالہ صور کا
گریہ ہی بیدماغی دیکھنا پھر ہم نہین

آتش حسن اور بھڑکی منہ پہ جب آیا عرق
منہ چراغ برق کو روغن سے ہرگز کم نہین

بے زبانی سے ہین دعوائے سلیمانی کرون
مہر خاموشی لب ہرگز کم از خاتم نہین

اوس بھبوکے نے چمن مین جا کے کین ہین گرمیان
آگیا ہی عارض گل پر عرق شبنم نہین

اوڑ چلی ساقی بط مے [illegible] ہی موج شراب
بزم مے سے ہجر مین کسکو خیال رم نہین

خاک کرد اوسکی رہا کرتی ہی بنکر گردباد
بعد مردن بھی ہماری بدگمانی کم نہین

دیکھکر تیرے گل عارض کو ایسے ہین خجل
پانی پانی ہین گل تر اے پری شبنم نہین

ہر تو افگن ہی جو تیرا خندۂ دندان نما
ہین صدف یہ گل نہین گوہر ہین یہ شبنم نہین

ہون وہ مشتاق شہادت ہو پیدا اک کے سر
تیغ اگر گلگیر ہی تو شمع سے ہین کم نہین

آتی ہی اوس مہروش کے یہ ہوا رنگ چمن
ہی گل تصویر ہر گل نام کو شبنم نہین

جبرہ ہی ملک سلیمان سو وہ ہی زیر نگین
اوس پری کا حلقۂ گیسو کم از خاتم نہین

دیکھہ اوسکو کشش نہین کستی ہی تیغ خانہ ساز
فرق اصالت مین ہی جوہر تو اضع خم نہین

جام کو گردش فراق یار مین دشوار ہی
ساقیا یہ می کے قطرے آبلے سے کم نہین

تیغ رہتی ہی گلے پر فرقت دلدار مین
جز دم شمشیر بران اب کوی ہمدم نہین

دیکھتا ہون جسکو مین دلگیر آتا ہی نظر
گلشن تصویر ہی یہ گلشن عالم نہین

وہ گلابی ہی کٹوری جیب گل جسپہ ہی چاک
دیکھکر انگیا کی چڑیا بلبلون مین دم نہین

ای گلو شادی زیادہ مورد اندوہ ہی
نکلے ہین آنسو بہت ہنسنے سے یہ شبنم نہین

تو نہ آیا ہو گئین فرقت مین یان آنکھین سفید
صبح تو ظاہر ہوی پر نیر اعظم نہین

اوسکے گلتکیے کو رکھہ دو سینۂ مجروح پر
مرہم کافور کے پھاہے سے مجکو کم نہین

کان نکے پڑے مین آواز اوسکی آکر چھپ گئی
یار سے شرم و حیا کی گفتگو بھی کم نہین

کشتۂ تیغ تبسم ہون کہو جراح سے
میرے زخمون کے لیے غیر از نمک مرہم نہین

شرم سے ہی پانی پانی روے گلگون دیکھکر
آئینہ بھی روبرو تیرے کم از شبنم نہین

دونو آنکھون کا تری شاید پڑا ہی اسپہ عکس
مغز بادام ای پری وبے سبب توام نہین

۱۰۱

بوسۂ شمشیر قاتل کی تمنا مین وزیر
عمر گذری ہی لب زخم جگر باہم نہین

۱۵

تیغ وہ آبدار لاتے ہین
دیکھیے پیاس کب بجھاتے ہین

پاؤن پڑتی ہی اپنے جب زنجیر
طوق کو ہم گلے لگاتے ہین

زخم پر میرے کیون نہ چھڑکین نمک
عشق کا وہ مزا چکھاتے ہین

زلف پر خم کو کب چھوا مین نے
آپ کیون پیچ تاب کھاتے ہین

شکل آئینہ اوسنے صاف ہین ہم
جو ہمین خاک مین ملاتے ہین

حشر برپا ہوا خرام نکر
مردے قبرون سے نکلے آتے ہین

ہی کبوتر جو نامہ بر میرا
چٹکیون مین اوسے اوڑاتے ہین

عشق چاہ ذقن کیا تو ہی دل
دیکھنا کیا کنوین جھنکاتے ہین

خنجر آبدار سے قاتل
میرے دل کی لگی بجھاتے ہین

ہم غریدار تو ہین مژگان کے
کیون وہ خنجر گلے لگاتے ہین

گل زخم اب بچین گے تیر سے کب
بلبلون کے وہ پر لگاتے ہین

وعدہ دیدار کا کیا ہی اگر
لن ترانی کسے سناتے ہین

تو بھی دکھلا دے کعبۂ ابرو
ہم بھی دست دعا اوٹھاتے ہین

جو کبوتر گیا ہوا وہ گلی
اوس پہ گل نامہ بر بھی کھاتے ہین

١٠٢	خط مین لکھتے ہین شوق دید وزیر آج ہم قسمت آزماتے ہین	٢٥

قوت بازو ہوی ہین ای سیمبر اونگلیان
بارگذرین دلکے جب کھدین جگر پر اونگلیان
کیا ہی نسوروں پر چڑھی ہین ای ستمگر اونگلیان
گر تواضع غم جو ہو پست و بلند دہر کا
لون بلائین ہین تو وہ گل کھل کھلا کر ہنس پڑے
اوجوانی آمد پیری کی ہیبت دیکھنا
ہاتھ مین لیجا تن لاغر مرا ماتم کے ساتھ
بل بے مستی مے ٹپکتی ہی پسینے کی طرح
دست وحشت نے کیا ٹکڑے گریبان قرار
ہوگا صحبت کا اثر دزد حنا سے ربط ہی
جام خالی پر رکھا کیون دست گلگون ساقیا
طوق قمری کا گمان ہوتا ہی چھلون پر ترے
رکھدیے کیا پاؤن گستاخی سے دست سرخ پر
واہ یا استاد کیا لکھا مخمس آپ نے
کم کسے سمجھین ترے دست حنائی کے شہید

طائر رنگ حنا کو بنگئین پر اونگلیان
تیر دستی بنگئی ہین ای ستمگر اونگلیان
پھیرتی ہین پنجۂ خورشید محشر اونگلیان
جب ہلین جھک کر ہوین پانچون برابر اونگلیان
گل کھلا مین صورت غنچہ چٹک کر اونگلیان
کانپتی ہین کسقدر رعشے سے تھر تھر اونگلیان
ڈر نہ ای قاصد کہ چھہ ہوتی ہین اکثر اونگلیان
گردن مینا سے ای ساقی ہین بہتر اونگلیان
جھانکنے مین کسکی تھین پردے سے باہر اونگلیان
دل چرا لیجائینگی اب چور بنکر اونگلیان
کیا گلابی کیطرح بھر دینگی ساغر اونگلیان
کیا ہین ای شمشاد قد شاخ صنوبر اونگلیان
لال ہمدرجہ کہان تھین ای کبوتر اونگلیان
دست و پا مین پانچ پانچ اک جا بنا کر اونگلیان
سب مین انگشت شہادت کی برابر اونگلیان

ہو نہ ذوق میکشی یا ساقی کوثر او سے
شیشے نازک ہین بہت زاہد کی تہجر اونگلیان

آینہ عارض نہین یوسف ہی دکھلاتین نہ آپ
کاٹ ڈالینگے ابھی حضرت سکندر اونگلیان

خط نہین اینر قیامت کا ہی کچھہ تحریر حال
پاس رکھتے ہین بیاض صبح محشر اونگلیان

کون پھاڑے گا گریبان آئی گر فصل بہار
تل ہتیلی کے بنین ای ضعف گھلکر اونگلیان

مشورت کچھہ قاتلون مین ہی ہمارے قتل کی
کیطرح اوٹھنے لگین ہین جانب سر اونگلیان

ہر رگ تار گریبان سے ہوا جاری لہو
کرتی ہین ای دست وحشت کار نشتر اونگلیان

چل رہے ہین پاؤن کے بچھوے ابھی ہنگام رقص
کرتی ہین خنجر زبان ہر ہر قدم پر اونگلیان

ایک ہو تو کہیے ہین یہ سب کے سب مشتاق قتل
ہاتھہ بازو پاؤن سینہ دل جگر سر اونگلیان

اپنے یوسف کو مرے یوسف سے تو نسبت نہ دے
ای زلیخا اسپہ ہر کٹتے ہین او سپر اونگلیان

۱۰۳

شعر تر لکھے ہین وصف ساقی کوثر مین آج
ای وزیر اب تو ہین موج آب کوثر اونگلیان

۱۰

بھری ہی تو نے جو ساقی شراب شیشے مین
پری اوتاری ہی لپنے حساب شیشے مین

نہین نمود یہ درد شراب شیشے مین
ہوا ہی صرف کسوف آفتاب شیشے مین

ہی پاس ساقی مہوش شراب شیشے مین
بغل مین ماہ ہی اور آفتاب شیشے مین

سوائے شیش محل وہ کہین نہین سوتا
پری کیطرح سے کرتا ہی خواب شیشے مین

غروب جام پہ آفتاب رہتا ہی
نہان ہی آٹھہ پہر کیون شراب شیشے مین

گر آدمی ہی نہ ہو زیر آسمان غافل
پری کیطرح نہو مست خواب شیشے مین

کسیکے آتے ہی ساقی کے یہ حواس گئے
مرون تو شیشۂ ساعت مین میری خاک بھرے
وہ مست ہین کہ دم مرگ بھی دعا ہی یہی
سوائے روز مرے میکدے مین رات کہان

شراب سیخ پہ ڈالی کباب شیشے مین
فلک دکھائے مجھے انقلاب شیشے مین
ہماری روح پہ ہوئے عذاب شیشے مین
فلک کیطرح سے ہی آفتاب شیشے مین

١٠٤	وله	٩

میرے نالونسے تہ و بالا ہوی اکثر زمین
ہی دیار ماہ رو کا بس یہی قاصد نشان
کسطرف جاؤن کہ ہوان دو بلاؤن سے نجات
باری باری یہ مجھے پیسین برنگ آسیا
مثل خورشید آسمان جلتا ہی آہ گرم سے
جس جگہ ہین دفن قاتل تیرے مژگان کے شہید
سیکڑون اس مین گئے محبوب جاے رشک ہی
آتش فرقت سے عالم کورۂ آتش ہوا
عشق خال یار نے ایسا کیا زار و نحیف

زیر پا آیا فلک اور بار ہا سر پر زمین
آسمان تجکو نظر آئیگی وہ [illegible] زمین
آسمان [illegible] ہی اور یہی [illegible] زمین
آسمان دن بھر رہے گردش مین تو شب بھر زمین
کانپتی [illegible] ٹھنڈی ہوا نسے مری تھر تھر زمین
وان عوض سبزے کے پیدا کرتی ہی نشتر زمین
رکھتی ہی آغوش مین کیا کیا پری پیکر زمین
آسمان ہی دود ہم اخگر ہین اور مجمر زمین
بیٹھ رہنے کو مرے کافی ہی اب تل بھر زمین

١٠٥	وله	٨

مین سراپا مظہر اسم خدا و اللہ ہون
کس طرف جاؤن دکھا دو یا محمد راہ حق

ہمصفیر و اس چمن مین مرغ بسم اللہ ہون
یان ہر اک گمراہ کہتا ہی مین خضر راہ ہون

ای مسیحا تیری زلفون کی درازی دیکھکر / کہتی ہی عمر خضر مین گیسو کوتاہ ہون
آسمان پر بھی سیہ بختی مین ہی میرا دماغ / خال روے مہر ہون داغ جبین ماہ ہون
کہہ رہی ہی آسمان سے یار کے گھر کی زمین / طور ہون صحراے ایمن ہون تجلی گاہ ہون
بیٹھنا کیسا ادھر آیا ادھر راہی ہوا / دن جو ہون تو مختصر ہون شب جو ہون کوتاہ ہون
اللہ اللہ کیا ہی اوسکے پاؤنکی ٹھوکر کا لطف / ہی سر اک بت کی تمنا کاش سنگ راہ ہون

۱۰۶	روز محشر سے **وزیر** افزون ہی اس کافر کا طول اب بھی کہتی ہی شب فرقت بہت کوتاہ ہون	۷

کوہر اشک سے لبریز ہی سارا دامن / آج گل دامن دولت ہی ہمارا دامن
ای جنون باد بہاری سی نہین جنبش مین / کچھ گریبان سے کرتا ہی اشارا دامن
وصل کی رات ہی بگڑو نہ برابر تو رہے / پھٹ گیا میرا گریبان تمھارا دامن
مہ جبین نے نہین یہ پھول چنے نرگس کے / سیکڑون آنکھون سے کرتا ہی نظارا دامن
بہت ای دست جنون تنگ نظر آتا ہی / باندھوے دامن صحرا سے ہمارا دامن
خوب پہنچا دیا ای دست جنون ہاتھون ہاتھ / مل گیا آج گریبان سے سارا دامن
آمد آمد مرے اشکونکی مگر سن لی ہی / جھاڑ کر گرد جو صحرا نے سنوارا دامن

۱۰۷	ولہ	۹

مثل اشک اک روز دل ہوگا نثار آستین / تیر دستی ہی ترا ہر ایک تار آستین
ای صبا پہنچا دے ہاتھون ہاتھ دست یار تک / خاک دامنگیر میری ہو غبار آستین

ہاتھ میرا ای گل تر سوکھکر کانٹا ہوا
ہی ترے دامن کے چھٹ جانے سے خار آستین

ضعف نے ایسا گھلایا فاصلہ جاتا رہا
خار دامنگیر روزافزون ہی خار آستین

دونو اپنے کام مین ای جان جاں مصروف ہین
روح دامن کے تصدق دل نثار آستین

دوش پہ رکھا او لٹکا کسنے دامان قبا
ہوگئی دامن کی کلیون سے بہار آستین

تھمگئے آنکھون مین آنسو آتے ہی بل نے دماغ
دیکھنا کیا کر رہے ہین انتظار آستین

اونکی زلفون کیطرح ہر عضو دشمن ہوگیا
بنگیا ہی آستین مین ہاتھ مار آستین

١٠٨

دامن گلزار ہاتھ آیا ہی اپنے ای وزیر
اشک گلگون سے ہی روزافزون بہار آستین

١٦

جو خاص بندے ہین وہ بندۂ عوام نہین
ہزار بار جو یوسف بکے غلام نہین

بھلا ہو کیا دل زاہد مین سوز الفت حق
کبھی جلانے کے قابل چراغ خام نہین

گلا ہی چشم سخن گو سے خامشی کا ہمین
دہن کے ہونے نہونے مین کچھ کلام نہین

تو آفتاب ہی زلف سیہ نہین تو نہو
چراغ روز کو کچھ احتیاج شام نہین

عزیز عاشق گمنام کا ہی دل اوسکو
نگین وہ ہاتھ مین کہتا ہی جسمین نام نہین

بس ایک ہاتھ مین دو ہوگی پڑھ دوگانۂ عشق
جو بے نماز ہی وہ قابل سلام نہین

یہ سر جھکانا یہ منھ پھیرنا ہی مانع دید
مری نماز مین سجدہ نہین سلام نہین

وہ مجھپہ مرنے لگے جو ہی میرے درپے قتل
الٰہی اسکے سوا اور انتقام نہین

فراق یار مین دست سبو اوڑاتی ہین خاک
یہ گرد باد ہی گردش مین اپنا جام نہین

نہ ہنس رولائے گا تجکو خمار بادۂ عیش
مئے نشاط تو اِس بزم مین مدام نہین

پھنسے نہ قید تعلق مین جو کہ ہے آزاد
چمن مین طائرِ نکہت اسیرِ دام نہین

وہ دل ہو چاک نہین عشق کا نشان جسمین
نگین وہ ٹوٹے محبت کا جسمین نام نہین

رہیگا ہجر کا دن کب کہٹی اگر شبِ وصل
مدارِ روزِ قیامت کو بھی قیام نہین

بنے جو بال کا پھندا تمھاری تیغ کا بال
تو مرغِ جان کے لیے بہتر اس سے دام نہین

مئے دو آتشۂ کفر و دین سے خلق ہے مست
مگر شراب یہ ہم مشربو حرام نہین

١٠٩

پکار اپنا گدا کہکے مجکو اے شہِ حسن
فقیر ہون ترے در کا **وزیر** نام نہین

١٨

عذارِ یار پہ زلف سیاہ فام نہین
اگر یہ حشر کا دن ہے کہ جسکی شام نہین

فراقِ یار مین دونو سے ہمکو کام نہین
ہوس سحر کی نہین آرزوئے شام نہین

ولائے کعبۂ ابرو سے منہ کو کیا پھیرون
نماز ختم نہو جب تلک سلام نہین

یہ سیف آپ کی مثل پری سہی قد ہے
مگر یہ عیب ہے چلتی نہین خرام نہین

کہو نہ سرو کو اک زر خرید ہے اپنا
کیا جو بندے کو آزاد پھر غلام نہین

نہین اعادۂ طاعت کو پیشوا درکار
قضا نماز کو کچھ حاجت امام نہین

کسی طرح شبِ فرقت بسر نہین ہوتی
کچھ اسکو گردشِ ایام سے بھی کام نہین

جو اوسنے بات نکی ہو گیا مجھے اثبات
دہن وہ تنگ ہے گنجایش کلام نہین

بجھی ہے آب سے کیا تیری تیغ تیز کی آنچ
کہ خونفشان مرے دل کا کباب خام نہین

بھری ہی فرقت جانان ہین چشم دختر رز
یہ گردش آنکھ کی ساقی ہی دور جام نہین

نہ دیکھا نقش قدم کا صدا آے نہ سنے
سمند عمر سا کوئی سبک خرام نہین

برہنہ رہتی ہی شمشیر ابروے قاتل
مثال تیغ اجل حاجت نیام نہین

بندھین وہ ہاتھ حنا سے کیا ہی جن سے شہید
کچھ اور یار سے منظور انتقام نہین

نہ داغ دو شب فرقت کا دنکو نام نہ لو
ابھی چراغ نہ روشن کرو کہ شام نہین

جگر سے سینے سے دل سے گذر گئی دم مین
تری طرح تری تلوار کو قیام نہین

ستارۂ فلک حسن کہیے کم سن ہی
ابھی وہ چاند کا ٹکڑا مہ تمام نہین

پھرے طلب مین جو دنیا کی وہ نہین بندر آ
مثال دانہ جو گردش مین ہی امام نہین

۱۱۰ — ۱۶

نہ خط مصحف عارض کا معتقد ہو وزیر
حروف جس مین ہون اللہ کا کلام نہین

ہی غلط گر ترے دانتونکو کہون تارے ہین
کہ دہن مصحف ناطق ہی یہ سیپارے ہین

اپنی ہستی مین تو آثار فنا سارے ہین
شام کو ذرے ہین اور صبح کو ہم تارے ہین

کیا ہی ہرجائی حسینان جہان سارے ہین
یہ وہ اختر ہین کہ ثابت نہین سیارے ہین

ذائقہ ہونٹون کا بدلے گا نہ مسّی ملیے
ہونگے یہ قند سیہ ابتو شکر پارے ہین

بادشاہونکی طرح پھرتے ہین ڈنکے دیتے
خار با چوب ہین اور آبلے نقارے ہین

چھپ چلے ہین خط شبرنگ سے رخسار صبیح
دن ہی کم شام کے آثار عیان سارے ہین

ساغر چشم کے سو دینے پڑینگے بوسے
شیشۂ دل کبھی توڑا تو یہ کفارے ہین

خط پہ خط روز بہا کر اوسے پہونچاتی ہین
اشک کا ہیکو ہین یہ ڈاک کی ہرکاری ہین

آب جاری کیا اعجاز سے ای بحر کرم
اونگلیان کاہیکو ہین نوح کے فواری ہین

مصحف رخ کو وہ دکھلائین اگر تیسون دن
نئی کھیپتی مجھے سوجھی کہون سیپاری ہین

ہاتھ اگر چھونے سے عمل جائے ید بیضا ہو
لعل لب اوس بت کافر کے وہ انگاری ہین

رونگٹے کب ہین ان آنتیونمین ہین لپٹے بال
ہاتھ نہ انپہ کبھی یار نے دے ماری ہین

پشت پر ہی جو سپر خم ہوئے ہین تیغ کی طرح
چار پھول اوسکے نہین پھولونکے پشتاری ہین

روبرو رہتی ہی تصویر تصور شب و روز
انتہی منت خلق آپ کے نظارے ہین

دیکھکر تجھکو حسین کٹتے ہین لیے بھوبین بناو
کنگھیان کیسے نہین سر پہ وان آری ہین

١١١	دل پہ جو گذری خبر اشکون نے دی آکے وزیر لائق خلعت رومال یہ ہرکارے ہین	١٥

سب کو رخسار مخطط یہ ترے پیارے ہین
بید ہندو کو مسلمان کو سیپارے ہین

منہ نظر آتا ہی آئینے وہ رخسارے ہین
اپنی بھی مد ہی اور اونکے بھی نظارے ہین

زہر ان کالونمین ایسا ہی جو دیکھے مر جائے
سیکڑون جانب ترے گیسوون نے مارے ہین

شاد ہون وصل مین کیا شام کی نوبت سنکر
کوس رحلت یہی بس صبح کو نقارے ہین

صورت چشم ہر اک عضو بدن گریان ہی
رونگٹے جسم مین کاہیکو ہین فوارے ہین

آہ مین دلکا غبار اشکونمین ہین لخت جگر
باد مین خاک ہی اور آب مین انگارے ہین

منہ چھپائے ہوئے ہین ناز سے طفلان حسین
ای معلم ابھی جزدان مین سیپارے ہین

پانی پانی ہین ترے آگے حسینان جہان
دست و پا تک عرق شرم سے فوارے ہین

اب بھی کہتا ہی اوسے کچھ نہ لکھا شوق جمال
پشت قاصد پہ دلا نامون کے پشتارے ہین

چشم جانانکی اگر دشت مین ہم بھولے ہین یاد
ڈھیلے آنکھون کے ہمین آہوون نے مارے ہین

مِسی آلود نہین تیرے لب آتش رنگ
اپنی نظرون مین دھوان دھار انگارے ہین

متصف دو صفتون سے ہین ترے دونو عارض
پھول خوشبو مین جلا دینے مین انگارے ہین

کھینچکر اوسکی تصاویر کہے صورتگر
یہ کسی مصحف رخسار کے سیپارے ہین

لکھ دیا ہی مرے سینے پہ شہادت نامہ
صنعتین کین ہین تیر اوسنے نہین مارے ہین

١١٢ الفت چاہ زنخدان مین یا غرہون وزیر
روزن گور مری نظرون مین اندارے ہین ٣١

عاشق زلف و رخ دلدار آنکھین ہو گئین
مبتلائے کافر و دیندار آنکھین ہو گئین

سرخ پلکین ہو گئین خونبار آنکھین ہو گئین
دیکھ لو اب زخم دامندار آنکھین ہو گئین

دیکھکر محو جمال یار آنکھین ہو گئین
جامہائے شربت دیدار آنکھین ہو گئین

آئیو ہی اشک اب بہنے لگا ہی خون گرم
بھیجیو پانی کہ آتشبار آنکھین ہو گئین

لڑ گئین تمسے جو آنکھین ہو گئی اکبار صلح
کیجیے دو تین باتین چار آنکھین ہو گئین

کشتی مے لے کے اے ساقی پہنچ بہر خدا
بے ترے محفل مین دریا بار آنکھین ہو گئین

ہی تصور اسکے آنکھون مین خط رخسار کا
آئینے کیطرح جوہر دار آنکھین ہو گئین

اے بت کافر ہی بس بے عیب ذات اللہ کی
لب ترے عیسی ہوے بیمار آنکھین ہو گئین

بہ گئیں پلکین ہر رنگ خس ہی اشکونکے ساتھ
اٹھ تو نظرونمین گل بیخار آنکھین ہوگئین

چشم بد دور انکو گردش ہی عجب انداز سے
ای پری آہوے خوش رفتار آنکھین ہوگئین

میرے پانونکی طرح ہیہات اب گردشمین ہین
کسکی یہ وارفتۂ رفتار آنکھین ہوگئین

عین نادانی ہی اب انسے جو رکھیے چشم داشت
شکل مژگان پھر گئین بیزار آنکھین ہوگئین

لخت دل یاقوت ہین آنسو ہین موتی آبدار
آؤ دیکھو جوہری بازار آنکھین ہوگئین

دو تو ہین چشم سخنگو گر نہین ہی اک دہن
چپ نہ رہیے قابل گفتار آنکھین ہوگئین

عشق پنہان دیدۂ گریان نے ظاہر کر دیا
ہنسنے کی جا ہی لب اظہار آنکھین ہوگئین

ابلق چشم صنم کس ناز سے گردش مین ہی
خوب کاوی ہوتی ہین ہموار آنکھین ہوگئین

ہر کسی نے آنکھ جب ڈالی گلو سے صاف ہی
ہنس کے فرمایا گلے کا ہار آنکھین ہوگئین

تول لیتے ہین سدا نظرونمین جنس حسن کو
پلۂ میزان مری ای یار آنکھین ہوگئین

ہی تصور روز و شب کسکی طلائی رنگ کا
چشم نرگس کیطرح زردار آنکھین ہوگئین

کہتے ہو سب دیکھتے ہین تیری آنکھونسے مجھے
سچ کہو غمار کی بیکار آنکھین ہوگئین

چلیے اب صحرا سے کوی یار انہین دکھلائیے
آبلون سے پاؤنمین دو چار آنکھین ہوگئین

پھول نرگس کے بنائے کب وہان معمار نے
یہ ہماری نقش بر دیوار آنکھین ہوگئین

ای خدا شاہد ہمارا ثم وجہ اللہ ہی
جب نگہ کی ہٹ پہ تجھسی چار آنکھین ہوگئین

آئینہ انکو بنایا عشق تیر یار نے
ہی ہمری تار نگہ سوفار آنکھین ہوگئین

بیش نرگس ہاتھ پھیلائی ہین شاخ خوشی درخت
کسکو دیکھینگے جو اب درکار آنکھین ہوگئین

جب گھڑے ہین بنگئے ہین نقش بر دیوار ہم
آؤ دیکھو روزن دیوار آنکھین ہو گئین

ساقی و مینا و ساغر ایک آتے ہین نظر
بادۂ وحدت سے کیا سرشار آنکھین ہو گئین

روتے روتے ہجر مین سوجی ہین یہ چشمان تر
جسم لاغر ہو گیا طیار آنکھین ہو گئین

عاشق ابرو ہون کر نادیدہ و دانستہ قتل
جوہرون سے تجھین اے تلوار آنکھین ہو گئین

آنکھ کے ڈورون نے تیرے کچھ تو ہین دھاگے دیے
اے صنم جو بائل زنار آنکھین ہو گئین

ش

۱۱۳

پھر گیا وہ آکے اب جاگے تو کیا حاصل فرید
سوگئے جب بخت تب بیدار آنکھین ہو گئین

اوس چشم پہ ابلق کو کہان پاتی ہین آنکھین
کیون گھوڑے تصور کے یہ دوڑاتی ہین آنکھین

جب آنکھ لڑاون تو وہ شرماتی ہین آنکھین
بس اس مژگان مین چھپ جاتی ہین آنکھین

ہوتی ہین شب وصل تری دید کو پیدا
تارون کی طرح صبح کو چھپ جاتی ہین آنکھین

وحشی ہون دم نزع ہی پتھراؤ کی حسرت
اطفال سرشک آکے تھہرتی ہین آنکھین

جاتا ہی طلب کرنے ہر اک نوح سی کشتی
دریا کو اگر دیکھ کے لہراتی ہین آنکھین

ولہ

مین کیا جہان دنگ ہی اس اختلاف مین
عارض نقاب مین ہی کہ قرآن غلاف مین

شبہ سے جسکو موے کمر خلق کہتی ہی
بس ایک رونگٹا ہی وہی جسم صاف مین

کیونکر نہ مردمک کا ہو شک اسکے خال پر
موے کمر بنا ہی مژہ چشم ناف مین

انگشت سرخ کب مسی آلود لب پہ ہی
پیدا ہوا ہی مرکز شنجرف کاف مین

١١٤ **غزل فارسی** ٦

غزل فارسی

بہ بین وقت رفتن حسرت دیدای نگار من — کہ از نقش قدم پیدا است چشم انتظار من

نگاہ از دیدن او چون پر پروانہ می سوزد — مگر دارد چراغ از داغ دل شبہای تار من

فلک گر دار فرط حرارت کورۂ آتش — معاذ اللہ فتد گر بر زمین مشت غبار من

بغیر از روی حسرت شکل دیگر در نظر ناید — بہ بیند گر کسی آئینہ لوح مزار من

اگر از سستی بخت سمند او نمے آید — بپای او رسد ای کاش این مشت غبار من

مبادا پای تو در لغزش آید گر قدم نہے — صفاہا صورت آئینہ می دارد غبار من

متفرقات

کیا ترا ای غیرت لیلی ہین سودائی نہین — ہے جو بوے زلف کی بیڑی جو پہنائی نہین

شوق میخوار ہین ساقی بہ چلا دریاے اشک — کشتی مے اب بھی لینے کو مرے آئی نہین

ولہ

نظرون سے دور رہنے کا پیارے گلہ نہین — دل سے قریب ایسے ہو کچھ فاصلہ نہین

ولہ

چلین انفاس کے ہین اندنون کچھ نکہت گلمین — کہ آمد شد ہے اسکی کوچۂ منقار بلبل مین

ولہ

برنگ بوہی سکر وحی ایسی بلبل مین — پھیرتی چمن کی روش کوچۂ رگ گل مین

ولہ

صد ارونکی آئے گر اوسے چھیڑی تو ای مطرب — جو میرے آنسوؤنکے تار ہوان تیر ستار مین

ولہ

خدا کو مان ہے ای شور حشر ہمکو جگا — لحد سے اوٹھ کے کہین ہم سبو سبو نکرین

جگا دیا مجھے سوتے مین بید ملغ ہو نمین — ابھی لحد مین نکیرین گفتگو نکرین

نوجوانون سے تھی پایا کنار پیر کو
اس کمان مین عمر بھر ہمنے نہ دیکھا تیر کو

ترچھی نظرون سے نہ دیکھو عاشق دلگیر کو
کیسے تیر انداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو

مار ڈالا ڈھونڈھ کر ظالم نے مجھ نخچیر کو
چشم کیا سوفار کے بدلے ملی تھی تیر کو

ہون مین دیوانہ مری تصویر بھی ننگ چنے
کہربا کے رنگ سے کھینچو مرے تصویر کو

تو نہ بوسہ دے سکا لیکن ترے دیوانے نے
سر دیا شمشیر کو اور دست و پا زنجیر کو

پڑتی ہی تیرے مکان پر یار جو ہر اک کی آنکھ
گرد دامان نگہ منگوای تھی تعمیر کو

ہی زبان کی صاف جنبش مصرع برجستہ مین
یار خوش تقریر کہتے ہین مری تحریر کو

حال اس غفلت کدیکا تھا عیان روز الست
خواب دیکھا بعد پہلے سن لیا تعبیر کو

پڑگئے ہین سیکڑون چھالے جو اے خونخوار خلق
کسکے خون گرم سے تو نے بھرا شمشیر کو

تو وہ ہی قاتل کہ تیرا وصف کرنیکے لیے
منہ ملا زخمونکو میرے اور زبان شمشیر کو

ہم وہ ہین فرہاد اے شیرین اگر رکھین قدم
دودھیا پتھر سے جاری کردین جوے شیر کو

دامن اوس گل کا جو اٹکا پھر گئے دیکھا ناز سے
دے اب اے بلبل دعا آئین خار دامنگیر کو

جا کے ٹھہری استخوان پر جب لگائی تو نے تیغ
کیون نہ اے قاتل ہما کہیے تری شمشیر کو

ہاتھ مین وحشی نہین آتا تو اطفال حسین
کھینچتے پھرتے ہین پتھر پر مری تصویر کو

پاؤن پر دشمن گرے تو جان فکر سر مین ہی
مت سمجھ بیوجہ پائے شمع پر گلگیر کو

بارہا بجلی گرائی شعلہ آواز نے
لن ترانی کی صدا کہیے تری تقریر کو

پستی ہی مہندی چمن مین دیکھنا رفتار یار
پھول منہ سے جھڑتے ہین سنتا ذرا تقریر کو

اپنے اشکونکے سبب دریا رواں ہر گھر مین ہے
ہاتھ آتین مچھلیان گھر بیٹھے ماہی گیر کو

آسمان کے پار گذرے دل نے ایسی آہ کی
اپنے ترکش نے کمان کیطرح پھینکا تیر کو

کوہکن تجسے نہ پنہان ہوسکا اسرار عشق
ہم چھپاتے استخوان کیطرح جوے شیر کو

بہر استقبال جاؤن مین کہی تیر آپ سے
وہ نشانہ ہون جو آتے دیکھون اوسکے تیر کو

١١٦

ہوکے لاغر تیر کے مانند چھوٹے اے وزیر
کھینچے اب خانہ کمان کا خانۂ زنجیر کو

١٩

دیکھ او ناوک فگن جذب دل نخچیر کو
ہے ٹھہرنا مشکل اب ترکش مین تیرے تیر کو

خواب مین دیکھا در جانان سے اوٹھ سکتے نہین
پائے خفتہ چاہیے اس خواب کی تعبیر کو

اے پری تو نے ہمین وحشی کہا اچھا کیا
اب کوئی ہم چھوڑتے ہین زلف کی زنجیر کو

موے آتش دیدہ دم مین بال ہو تلوار کا
شعلہ رو دست حنائی مین جو لے شمشیر کو

دامن جانان جو چھوٹا دامن صحرا لیا
دیکھ اے وحشت ہماری خاک دامنگیر کو

گر مرقع مین مرے خورشید رو کی ہو شبیہ
روز روشن دم مین وہ کر دے شب تصویر کو

روؤن زیر تیغ قاتل اسقدر دریا بہے
صورت کشتی بنادون مین خم شمشیر کو

اوس بھبھوکے سے بھلا اے شمع کیا نسبت تجھے
مثل پروانہ جلادے جب چھوے گلگیر کو

ہاتھ اوس انگیا کی چڑیا تک پہنچ سکتا نہین
دام مین لاؤن دکھا کر دانۂ زنجیر کو

جرم کیا کیا کر رہا ہے خواب غفلت مین سے تو
روز محشر سنئیو ہر عضو سے تعبیر کو

خط سنبل مین لکھین گے زلف جانانکی صفت
ای گل زخم جگر تیر النشانہ کیا بچے
جو گیا تیرے مکانمین پھر نہ نکلا عمر بھر
پرورش طفلی سے پائی دامن کہسار مین
گر میان وہ غیر سے کرتا ہی مین مرتا نہین
بندھ گیا ہی غیر سے مضمون غزال چشم کا
ضعف سے مذکور خال لب گران ایسا ہوا
بیقراری دیکھکر میری کہا بہزاد نے

سنبل تر کی سیاہی چاہیے تحریر کو
بلبلون نے اپنے پر بخشے ہین اوسکے تیر کو
نقش حب کا گھر ہی گویا گھر ترا تسخیر کو
کوہ کو بیستان مین سمجھا شیر جوے شیر کو
آگ لگجائے الٰہی موت کی تاخیر کو
اوسمین اب شاخین نکالے کھدوا آہو گیر کو
مہر خاموشی ہوا میرے لب تقریر کو
چاہیے رنگ پریدہ آپ کی تصویر کو

۱۱۷	شکل ابرو منہ پہ کھائین یار کی تیغ ای وزیر صورت مژگان جگہ آنکھون پہ دین ہم تیر کو	۱۳۱

بے چین ہی یہ دیکھ کے مجھ بیقرار کو
رسوا جنون مین بھی نکرونگا مین یار کو
دل مین جگہ دی یار نے مجھ خاکسار کو
چوٹی مین وہ لپیٹے ہین پھولون کے ہار کو
حسرت نہ تا گلون کی ہو بعد فنا مجھے
اوس گلعذار سے کہو سرکا دی منہ بال سے
مانند شمع بس مرے آنسو نکل پڑے

ہی انتظار صبح شب انتظار کو
پھسلی کسطرح تلوے چھپائین کے خار کو
شیشے مین اک پری نے اوتارا غبار کو
پھولی ہی شام کہدو یہ صبح بہار کو
گل کر دیا صبا نے چراغ مزار کو
پھولون مین کیون بساتا ہی مشک تتار کو
دیکھا جو بے چراغ کسیکے مزار کو

ای گل کہان نہین مرے رونے کا تذکرہ / سن لے صداے گریۂ ابر بہار کو

شاخین نکالون سیکڑون شاخ غزال مین / دیکھون جو تیرے سرمۂ دنبالہ دار کو

ہی مجھہ شکستہ بال کو پرواز کی ہوس / مرجاؤن مین صبا تو اوڑانا غبار کو

گلبن کو رخ دکھاکے کیا اوسنے عندلیب / منقار عندلیب کہون نوک خار کو

اوڑکر مرا غبار پڑے اوسکی آنکھہ مین / دیکھے نگاہ بد سے جو آئینہ یار کو

بے گنتی اوس قمر کے لیے بوسے رات بھر / دیکھو تو میری آرزوے بے شمار کو

گل ہنستے ہنستے لوٹ گئے میری قبر پر / یون روئی شمع دیکھہ کے میرے مزار کو

مسی نے تیری دانتون کی برباد کر دیا / گرد بیٹھی گہر آبدار کو

میری طرح جو غیر سے وہ آنکھہ پھیر لے / دون مین دعائین گردش لیل و نہار کو

چھوکر حنائی ہاتھہ سے اوس گل نے باغ مین / روشن برنگ شمع کیا شاخسار کو

ہم مر گئے مگر وہی نازک مزاج ہین / کوہ الم سمجھتے ہین سنگ مزار کو

وحدت اوٹھاے پردۂ کثرت جو آنکھہ سے / پھر ایک اس چمن مین کہے تو ہزار کو

دست طمع دراز ابھی شاخ گل کرے / دیکھے اگر چمن مین گل کفش یار کو

بولا ہوا کے گھوڑے پہ اب بھی سوار ہی / دوش صبا پہ دیکھہ کے میرے غبار کو

برگشتہ بخت وہ ہون جو دانہ مرا گرے / گردش ہو آسیا کی طرح کوہسار کو

ہون بددماغ خواب عدم سے نہ چونک اوٹھون / خاموش کر صبا مری شمع مزار کو

وہ نی ہون تیری دوری لب سے فغان کرون / چپ ہون جو منہ لگاے تو مجھہ دلفگار کو

گرتو ہو بغل مین اوٹھاؤن یوہین مزا
لاؤن زبان پہ قصہ بوس وکنار کو

پہنا جو تونے یار گیا یہ خوشی سے پھول
پھولونکا ہار کردیا موتی کے ہار کو

تربت پہ میری کون یہ گرم خرام ہی
نقش قدم چراغ بنے ہین مزار کو

گر تو نہ آے موت کا مین منتظر رہون
آنکھین خدا نے دی ہین مجھے انتظار کو

تردامن اسقدر رہون کہ ای آفتاب حشر
سایہ مرا خجل کرے ابر بہار کو

بہرسوال آئین جو مجھ ناتوان کے پاس
ڈھونڈھین فرشتے لیکے چراغ مزار کو

۱۱۸

آتے ہین میرے ہاتھ وہ مضمون آبدار
نسبت نہین وزیر دُر شاہوار کو

۲۴

مر مر گئی بلبل جو کیا یاد چمن کو
غربت مین خدا یاد دلائے نہ وطن کو

لب پر تو نہ لا وعدہ خلافی کے سخن کو
جھوٹا نہ کہین جوہری اس لعل یمن کو

باتون مین لگاؤنگا غزالان ختن کو
آنکھون سے تری سیکھ لیا طرز سخن کو

مین مر گیا ہون دیکھ کے اعجاز سخن کو
اب سوزن عیسی سے سیو میرے کفن کو

دکھلایا تری تیغ نے جوہر کے چمن کو
پھر تازہ دیا داغ اسیران کہن کو

اندھا ہی وہ جسنے ترا دیدار نہ دیکھا
بہرا ہی وہ جسنے نہ سنا تیرے سخن کو

نقش قدم یار کی دیکھو تو صفائی
آئینہ دکھاتا ہی عروسان چمن کو

ای بت دیا اللہ نے نعم البدل اسکا
دی چشم سخن گو نہ بنایا جو دہن کو

بجلی کیطرح لاش تڑپتی ہی ہماری
کہنا ہی بجا ابر سفید اپنے کفن کو

منہ میں چہ کنعان کیطرح پانی بھر آئے
دیکھے کبھی یوسف جو تری چاہ ذقن کو

کرباتین لڑائی کی لب لال سے ظالم
دے لال کے مانند لڑا لعل یمن کو

دل چاہ ذقن میں تری زلفون کو نہ بھولا
افتادہ چہ یاد کرے جیسے رسن کو

مرتا ہی جہان تجھپہ یہ ای قاتل عالم
اب زندے بھی پہنے ہوے پھرتے ہین کفن کو

بلبل کی بھلا پوچھتا کاہیکو کوئی بات
صد شکر دیا نطق نہ غنچے کے دہن کو

قمری کو اوسی دن سے ملا طوق اسیری
جس روز کہ آزاد کیا سرو چمن کو

یوسف کیطرح گر پڑے ای ماہ کنوین مین
دیکھے مہ نخشب جو ترے چاہ ذقن کو

خوش چشمون کے مضمون کہے مینے قلم بند
نیزے سے کیا صید غزالان ختن کو

بت کہتے ہین کیا کیا مجھے اس بے دہنی پر
اللہ نے صد شکر بنایا نہ دہن کو

آنکھونکو تری سرمے کے دنبالے گران ہین
شاخین ہین وبال اپنی غزالان ختن کو

تربت پہ مری آب دہن یار نے پھینکا
بھولا نہ لب مرگ وہ مجھ تشنہ دہن کو

مرنے پہ ہی خوش چشمونکو مجھسے وہی کاوش
سبزہ مری تربت کا چراتے ہین ہرن کو

یارونے لب مرگ مرے باندھ دیے ہاتھ
تھا خوف کہ ٹکڑے نکرے جیب کفن کو

مرنے پہ رہی ساتھہ زمانے کی دورنگی
دکھلایا شب گور کو اور صبح کفن کو

۱۱۹	جنبش نہ زبان کو ہو تو پھر بات نہ نکلے گویائی ہے گردش سے وزیر اہل سخن کو	۱۴

دوست سب کہتے ہین سرو قامت جلاد کو
نکلے قمری توڑیے کر بیضۂ فولاد کو

پونہچے گر فریاد سے دست زلیخا داد کو
آرے جاک دامن یوسف مبارکباد کو

کیا اوڑ الیجاؤ گے گلزار بے بنیاد کو
گل کو بلبل کر دیا ہی فاختہ شمشاد کو

نقشہ موے کمر کھینچا تو بہو تھا لچک
ہو گئی لغزش یکایک خامۂ بہزاد کو

ہمصفیرو ڈھانپ دیتا ہی قفس گلدام سے
رحم آجاتا ہی مجھہ بلبل پہ جب صیاد کو

پھنک رہا ہون کسقدر اللہ ری سوز فراق
موم ہجائے اگر لون ہاتھہ مین فولاد کو

لکھنے بیٹھو گے تو لاکھون سر قلم ہو جائینگے
پہلے بسم اللہ مین بسمل کیا اوستاد کو

صدقے کر کے سرو کو آزاد وس نے کر دیا
کہدو قمری سے کہ آج آئے مبارکباد کو

کٹ کے سر حاصل ہوی کیا ہی سکدوشی مجھے
سرگرانی کی دوا معلوم تھی جلاد کو

ضعف کی تاثیر نے کھینچے ندی میری شبیہ
رنگ رخ اوڑنے نے عاجز کر دیا بہزاد کو

ہائے مجنون جب کھنچے زنجیر سی اک بن گئی
خود بخود لغزش ہوی یہ خامۂ بہزاد کو

جسم کیا او طفل مہر و چوٹے ڈلپر لگ گئی
تازیانہ زلف کا کھلنا ہوا اوستاد کو

ہو چلی وحشت صریر کلک کی تحریر سے
گا بہار او طفل جنگلا ہو نصیب اوستاد کو

سبزۂ خط دیکھکر ہاتھوں نکلے طوطے اوڑ گئے
جانور صدقے مین چھوڑ دو کچھ اب صیاد کو

۱۲۰	ولہ	۳۴

اس تپے سے پوچھنا قاصد مکان یار کو
چاندنی کہتے ہین کسکی سایۂ دیوار کو

طوف رہتا ہی سدا گردش سے چشم یار کو
شوق سے کعبہ کہون مین ابروے خمدار کو

جب صبا لائی اودھر سے بوے زلف یار کو
نافۂ مشکین بنا یا روزن دیوار کو

کرنہ پامال خرام ناز اب گلزار کو
پاؤن پڑتی ہی حنا موقوف کر رفتار کو

یاد جب کرتا ہون لطف سایۂ دیوار کو
ڈھونڈھتا پھرتا ہون مین جنت مین کوی یار کو

دوسرا مصرع ہی سایہ قد اگر مصرع ہی ایک
مطلع ایجاد ہم کہتے ہین اپنے یار کو

دیکھیے بندش صفائی کی جو کیجیے وصف رخ
باندھیے سوچ سمجھ سے مضمون الف یار کو

پھول جب جھڑنے لگے رنگین بیانی سے مری
رہگئی حیرت سے بلبل کھول کر منقار کو

آج ہی فرقت کی شب ای بخت خفتہ المدد
نیند آجائے ہمارے دیدۂ بیدار کو

رازدار ایسا ترا مجنون صحرا گرد ہون
مثل ماہی عمر بھر رکھون چھپا کر خار کو

مثل خاتم قمریون نے طوق بیچے میرے ہاتھ
لکھدے اب خط غلامی سرو قد یار کو

جس بیابان مین ہوا ہین گرم رو ای شعلہ خو
کردیا روشن برنگ شمع ہر اک خار کو

پاؤن کیون پڑتے ہین میرے کیا ہوا اثر گناہ
پوچھتا ہوتی جو گویائی زبان خار کو

کیون نہ نابت مجھے ظالم کی قسمت مین ہی عیش
دیکھتا ہون آتے دن خندان لب سوفار کو

چشم جانان مین نکیون ہو سرمۂ دنبالہ دار
ناتوان ہی چاہیے رکھنا عصا بیمار کو

سب منجم کہتے ہین اب ہی برابر راتدن
سر سے پا تک دیکھکر زلف دراز یار کو

خال بازی واقعی لڑکونکو بھاتی ہی بہت
اشک نکلے دیکھتے ہی خاک کوے یار کو

بند ہی دروازہ اوس گل کا مدد ای بال شوق
عندلیبونکی طرح اوڑ جائیے دیوار کو

غنچۂ نرگس ہی بینی آنکھین ہین نرگس کے پھول
برگ نرگس کہیے ای گل ابروے خمدار کو

ای بتو در پردہ تم سے زاہدونکو بھی ہی عشق
صورت تسبیح پنہان رکھتے ہین زنار کو

مثل سایہ سرو ہی پامال دیکھو تو خرام
پھول منہ سے جھڑتے ہین سنیو ذرا گفتار کو

خاک مین ملجاؤن پر اوٹھون نہ مثل نقش پا
جی مین ہی دکھلاؤن ورنا توانی یار کو

میرے نالونکا اثر باقی ہی بعد مرگ بھی
موے تن مضراب ہین ہر اک کفن کے تار کو

یاد آجاتا ہی بس اپنا سیہ خانہ مجھے
بھاگتا ہون دیکھکر مین سایۂ دیوار کو

وصل کی شب آج ہی گر صبح ہوگی تا بہ حشر
خوب سا سیدھا کرونگا چرخ کجرفتار کو

دل مین اپنے اب تصور اسکا رکھیے اندرن
عرش مین لٹکائیے زنجیر زلف یار کو

دلکو سینے سے مرے انکھون مین لایا جوش اشک
چاہیے نقل مکان کرنا ہر اک بیمار کو

ہاتھ آتا ہی مرے مضمون دہان یار کا
توڑتا ہون غنچۂ نارستۂ گلزار کو

جوش گریہ سے نہ خط لکھنے کی جب فرصت ملی
کاغذ ابری عوض نامے کے بھیجا یار کو

خانۂ زنجیر سے نکلا صدا کی طرح مین
ناتوانی نے کیا آزاد جسم زار کو

ٹکڑے ٹکڑے طوق کو کردین گریبان کی طرح
تیرے وحشی جب سنین زنجیر کی جھنکار کو

آی ہی وحشت مین اب یاد بتان سنگدل
خوب رووُن منہ پہ لیکر دامن کہسار کو

باندھے ہین مضمون جو مین نے قامت دلدار کے
عالم بالا مین پڑھتے ہین مرے اشعار کو

١٢١	پڑ گیا یہ غل کہ یوسف بکنے آیا ای وزیر سیر کی خاطر گیا وہ ماہ جب بازار کو	۳۵

دوست دشمن ہین برابر چرخ کجرفتار کو
پھول دیتا ہی سپر کو اور پھل تلوار کو

زیر ابرو دیکھ گر گردش مین چشم یار کو
ماہ نو نے بھی چڑھایا چرخ پر تلوار کو

رحمت جان کہتے ہین عشاق زلف یار کو
یہ وہ شب ہی جو نہین بھاری کسی بیمار کو

باغ سے تشبیہ دیتے ہین گل رخسار کو
اب عوض طوطی کے بلبل کہیے خط یار کو

دیکھکر خورشید کانپا ابرو خمدار کو
بس اوٹھا رکھہ طاق پر ایماہ اب تلوار کو

گر کرون روشن چراغ آہ آتشبار کو
مثل پروانہ جلا دون مرغ آتشخوار کو

حلقۂ گیسو کا مضمون ہاتھہ آیا فکر سے
زور افسون سے کیا خاتم دہان مار کو

کیون نہو ہمکو ادب اوس ابرو خمدار کا
چوم کر لیتے اکثر ہاتھہ مین تلوار کو

غیر دیکھین جلوہ تیرا ہم جلین ای برق حسین
آگ لگجاتے تری اس گرمی بازار کو

برچھیان مارین نگہ نے ہر مژہ نی لاکھہ تیر
ابرو خونریز تو بھی کھینچ لے تلوار کو

اس مری دیوانگی پر ای جنون پتھر پڑین
کر دیا ہی ٹکڑے ٹکڑے دامن کہسار کو

کون غیر از آبلہ اوس دم سپرداری کرے
ای جنون صحرا جو کھینچے مجھہ پہ تیغ خار کو

لاغری سے آج ہم دوش ہوا پھرتے ہین
ای گلو ہنستے تھے گل خار سر دیوار کو

اسقدر ہی کانٹے چبھنے کی کف پا کو ہوس
آبلہ پروانہ ہو دیکھے جو شمع خار کو

رنج دل افزون ہوا ہی میرے اشک و آہ سے
ہی بہت ناساز یہ آب و ہوا بیمار کو

توڑکر سو بار وہی ہی ای جنون ہمنے گرہ
کر دیا ہی شکل سبحہ رشتۂ زنار کو

کون کہتا ہی نہین آتا ہی عنقا دام مین
باندھتا ہون مین تو مضمون دہان یار کو

داغ گل نالے ہین بلبل ٹھنڈی سانسین ہین نسیم
یاالٰہی رکھیو سرسبز اس مرے گلزار کو

پاؤن کے چھالے انھین دیتے ہین آنکھون پر جگہ
دیدۂ ہر آبلہ سمجھا ہی مژگان خار کو

بشکل قمری اوسکے وحشی طوق ہین پہنے ہوے
اس لیے کہتے ہین شاعر سرو قامت یار کو

دیکھنے سے میرے چشم یار کو ہی احتراز
کس نے بتلایا ہی یہ پرہیز اس بیمار کو

داغ مہ کو دیکھیے تمثیل دل کے داغ سے
باندھیے اشک روان ہر کو کب سیار کو

ساغری ہنستے ہین ساقی بہکنے پر مرے
قلقل مینا جو کہتا ہون تری گفتار کو

اپنے کوچے مین مجھے رونے تو دی ای رشک گل
باغبان پانی ہمیشہ دیتے ہین گلزار کو

غنچۂ گل مشک نافے بنگئے ای عندلیب
جب صبا لائی چمن مین بوے زلف یار کو

ان بتون کے ظلم سے دشمن ہوا مین کفر کا
ہوگیا ہر موے تن نشتر رگ زنار کو

اسقدر مستی مین بھی ساقی رہا پاس ادب
سجدے کرتے جاتے ہین ہم خانۂ خمار کو

ای بت کافر تجھے دیتا ہون گل سے مثال
باندھتا ہون رگ گل رشتۂ زنار کو

میرے ہر اک زخم تن کو اس نے خندان کر دیا
زعفران کا کھیت کہیے تیغ جوہر دار کو

دیکھکر تیرے مریض عشق کو بولے طبیب
ہم پیام مرگ کہتے ہین اسی آزار کو

زیر دیوار صنم بیتاب ہون بجلی کیطرح
ای مژہ تو ابر کردے سایۂ دیوار کو

بل نکر ہم وحشیون کے آگے ای شاخ غزال
پیچ مین لائے ہین اپنے ہم تو زلف یار کو

مثل قمری دار پر منصور حق کہتا رہا
عاشق قامت تھا سمجھا سرو چوب دار کو

حال بیتابی گریہ سے ہی مثل برق خط
نامہ بر اپنا بناؤن ابر دریا بار کو

ہم وہ ہین دیوانۂ برق تجلی ای کلیم
طور کر دین آہ آتشبار سے کہسار کو

ہون مسلمان بوسہ لیلونگا بھی واللہ مین
ای بتو مصحف کہوگے تم اگر رخسار کو

۳۱	وصف ان شیرین دہانون کا لکھون گر اے وزیر نیشکر دم مین بنادون کلک گوہر بار کو	۱۲۲

ہے گلخن جلادون آہ سوزان سے گلشن کو
کہین سب خوشہاے سوختہ پھولونکے خرمن کو

وہ بلبل ہون جلادون آہ سوزانسے گلشن کو
شرف ہو شاخ نخل طور پر شاخ نشیمن کو

جلینگے رشک سے گل ہنستے جاتے ہو جو گلشن کو
جلائیگی یہ بجلی دیکھنا پھولون کے خرمن کو

ہمین بیکس سمجھکر پھول اگر لاتا نہین کوئی
صبا سے کہدو گل کر دے ہماری شمع مدفن کو

جنون نالونسے میرے کیا وہ غفلت پیشہ آگہ ہو
نہ جاگا پاے خفتہ سنکے زنجیرونکے شیون کو

دلانا جنس کی صحبت بھی طرفہ گل کھلاتی ہی
کرے نیرنگیان ڈالین اگر پانی پہ روغن کو

غبار دل عوض اشکونکے آنکھونسے جو گرتا ہی
جنون نے دامن صحرا بنایا میرے دامن کو

ہے سیلاب تہنک ایسا گلے تک پانی آ پہونچے
بنادون حلقۂ گرداب دریا طوق گردن کو

مجھے دیوانگی نے جذب مقناطیس بخشا ہی
گلے سے خود لپٹ جائے جو لائین طوق آہن کو

مسی آلودہ لب مین آہ کیا ہی جلوۂ دندان
بھرا ہی ابر نیسان نے گہر سے اپنے دامن کو

بتاتے ہین جو مجھ وحشی کو انگلی کے اشارے سے
مسلوا جنون سمجھے ہین لڑکے طوق گردنکو

نہو جبتک سحر کب آفتاب اے ماہرو نکلے
اولٹ دون جام مے گر تو چھپائے روے روشنکو

کہا قصہ جو قاتل کے لباس زعفرانی کا
ہنسایا خوب سا ہمنے دہان زخم سوزن کو

سیہ خانہ مرا شمع فلک سے خاک روشن ہو
کہ بالا پر تو مہ بنگیا ہی چشم روزن کو

بہار آتے ہی ہاے وحشت یہان تک پر آگئین آنکھین
بھرا اشرگان نے میرے پتھرونسے اپنے دامن کو

جوہین خونریز ظالم آبرو انکی نہین جاتی
کبھی ہوتے نہ دیکھا خشک ہمنے آب آہن کو

مزار کشتہ تیغ جفا معلوم تا ہوئے
سبز کے پھول لازم ہین چڑھانا میرے دشمن کو

بس از مردن مری سرگشتگی کا ہی اثر باقی
جو رکھین سنگ مدفن آپ گردش ہو فلاخن کو

صدا آنے لگے ای زاہد واللہ اکبر کی
بجا ئین کافر الفت جو ناقوس برہمن کو

چمن مین دیکھکر جو بن گلو ے شیشۂ می کا
خجالت سے جھکا لیتے ہین طاؤس اپنی گردن کو

ہمین یہ سنگ طفلان کم نتھا پارس سے ای وحشت
طلائی کر دیا خون گلو نے طوق آہن کو

یہ کسکے گوہر دندانسے اسنے ہمسری کی تھی
ملا یا جو خدا نے خاکمین ہیرے کے معدن کو

پہن لو ای بتو زنار تسبیح سلیمانی
رکھو راضی اسی پر دیمین ہر شیخ و برہمن کو

ہر اک پروانہ بھی محفل مین مستونکی طرح لوٹے
نگاہ مست ساقی کردے مینا شمع روشن کو

ہی نالان صوت ناقوس میر اگنبد مدفن
نہ بھولا خاک ہوکر بھی ہی انس طفل برہمن کو

کیا شرمندہ شبگون زلف نے دکھلا دے اب عارض
بنا پروانہ ای مہرو چراغ صبح روشن کو

برنگ ساغر لبریز روتا ہی جو سنتا ہی
بجا ہی قلقل مینا کہون گر اپنے شیون کو

عوض ہی وانو کے تربت پہ شور عندلیبان ہی
کیس نے پھونکر منہ سے کیا گل شمع مدفن کو

نکل جائے وہین گر ہاتھہ مین لوں سنگ ای وحشت
تڑپنے میری نبضون کے کیا نام فلاخن کو

یہ کون آیا تھا گھر مین جو دماغ اپنا فلک پر تھا
سمجھتے تھے چراغ خانہ شب بھر ماہ روشن کو

١٢٣	کروں گر میں خیال گیسوئے شبرنگ مین آہین وزیر اکدم میں گل کردوں چراغ صبح روشن کو	٦

حسد سے سمجھے ہین کج فہم دشمن مجھ سخنور کو
بسان تیغ قاتل جانتے ہین اہل جوہر کو

کسیکی نرگس مخمور کی گردش جو یاد آئی
برنگ شیشۂ می رو کے دیکھا دور ساغر کو

مجھے وہ طفل بازیگر قیامت یاد آئیگا
سوا نیزے پہ جب دیکھونگا مین خورشید محشر کو

گلا کاٹا جو اوسنے کیا ہی غش ہو ہو کے دم نکلا
ہمارا مرغ جان سمجھا پر پرواز خنجر کو

سدا قائم مزاجون کو ہی نفرت ہرزہ گردی سے
روان ہوتے نہین دیکھا کسی نے آب گوہر کو

نکل جاتا ہون اپنے پیرہن سے زار ایسا ہون
ہوی تشبیہ بوے گل سے میرے جسم لاغر کو

١٢٤	وله	١٦

دشمن بھی اپنے دوست سے یارب جدا نہو
نا آشنا کو بھی الم آشنا نہو

صد چاک ہو وہ دل کہ جو درد آشنا نہو
پھوٹے وہ آنکھ جس سے کہ آنسو گرا نہو

وہ صید ہون کہ پر بھی جہان اوڑ سکا نہو
یارب مجھے کہین پر ہما ہی ملا نہو

بعد از فنا زمین سے نہ اوٹھا مرا غبار
ایسا کوہی کسیکی نظر سے گرا نہو

کرتی ہی اب تلک جو لگاوٹ تمھاری تیغ
تسمہ کوہی گلے مین لگا رہ گیا نہو

مرکر بھی اوس گلی مین نہ ہم کو نہین یا نصیب
خاک اپنی جب اوڑے تو اودھر کی ہوا نہو

قطعہ

بے یار ذوق کب ہی شراب و کباب سے
پروا نہین ہی اب مجھے ساقی ہو یا نہو

خون جگر پیا نہو جس نے وہ مے پیے
کھائے وہی کباب کہ جو دل جلا نہو

ہم خاک مین ملے تو ملے غم مگر یہی
دلمین ترے غبار کہین آگیا نہو

رسوائی کا بھی چاہیے وحشت مین کچھ خیال
دامن جو چاک ہو تو گریبان پھٹا نہو

بیجرم وبیگناه نه عاشق کو قتل کر
کھینچی بھی تیغ پر نه نزاکت سے کھینچ سکی

مرہم جو سبز تمنے لگایا تو فائین
بانگ درا تو ہوتی نہین ایسی دل خراش

جو ہو سکین وہ مجھہ سے کرو بیوفائیان
جز کہربا اوٹھای کسی نے نہ میری لاش

حسرت سے کیون تڑپتے ہین صیاد اسیر دام
کھا کھا کے یان ہیک جو پھیکی مزار پر

اسدرجہ کیون ہی چرخ جفا جو کو اضطراب
خاموش اپنے در پہ مجھے دیکھکر وہ شوخ

ہی درمیان مین تفرقہ پرداز گفتگو
ہر جواب خط مین جگہ چھوڑ دی تھی کچھہ

پھر روحکو ہی جسم مین آنے کا اشتیاق
بیچین ہو نہ جائین سب آسودگان خاک

تو مجھہ سیاہ بخت کی جانب نگاہ کر

کعبہ تری گلی ہی کہین کربلا نہو
قاتل کا کیا قصور جو میری قضا نہو

بے آب تیغ زخم ہمارا ہرا نہو
ہمراہ قافلہ دل نالان مرا نہو

تا پھر کسیکو تم سے امید وفا نہو
کا بیدہ اسقدر کوی یارب ہوا نہو

ہاتھون مین تیرے طائر رنگ حنا نہو
اوسکے شہید لب کا یہی خون بہا نہو

دلکو مرے قرار کہین آگیا نہو
کہتا ہی یہ فقیر کہین بینوا نہو

خاموش ہو تو لب سے کبھی لب جدا نہو
قاصد نے اوسپہ خط غلامی لکھا نہو

اوس نے مرے جنازے کو کاندھا دیا نہو
وہ چال چل کہ جس سے قیامت بپا نہو

دیکھون تو کیونکر آنکھہ تری سرمہ سا نہو

١٢٥

تاریک ہو گیا ہی نظر مین جہان وزیر
آنکھون مین اوسکے غیر نے سرمہ دیا نہو

٢٤

کیفیت اوسمین بھی ہی جو ہم سے گناہ ہو
مصروف دید افعی زلف سیاہ ہو
کاہیدہ مجکو دیکھہ کے وہ غیرت پری
کرتا ہو پوست جسم برہنہ کا ضعف سے
جھک کر غم برہنہ سری کو مٹائیے
کیا مین ہی ٹھنی ہوین مژگانکی پلٹنین
مرجاؤن مین ذرا جو مکدر ہو مجھہ سے یار
احسان سے ابھی عرق شرم مین ہون غرق
موج و حباب وار نہ عریان ہون کبھی
فرما رہا ہی حق کہ مین رب غفور ہون
سو جھی ہی اولٹی دشت نوردی مین ایجو بن
پیدا ہو تن سے جامۂ تن مثل موج آب
نظروں مین ہون سبک تو مین جیٹھ جاؤن بار بر
بیتاب روح ہی ترے نظارے کے لیے
جیسے بیاض چشم مین ہی جلوہ گر بصر
کھتی ہی اونکی پرتو رخ سے حیا ٹھہر
دیکھین جو آنکھہ اوٹھا کے وہ مجھہ ناتوان کو

بوتل ہو میکشی سے اگر دل سیاہ ہو
ای جان ناگ دون نہ تیغ نگاہ ہو
کہتا ہی آدمی ہو کہ مردم گیاہ ہو
پگڑی کا پیچ موے سر بے کلاہ ہو
جو آبلہ ہی پاون کا سر کی کلاہ ہو
سرمہ جو دو تو شبہۂ گرد سیاہ ہو
خشکی مین ای خضر مری کشتی تباہ ہو
آئے جو ناخدا مری کشتی تباہ ہو
تن پیرہن جو ہو تو مرا سر کلاہ ہو
اب مین ہون بے قصور جو مجھسے گناہ ہو
پاؤن مین آبلے کیطرح سے کلاہ ہو
سر سے حباب وار مہیا کلاہ ہو
مجکو کمند یار کا تار نگاہ ہو
مثل نگہ روان کہین آنکھونکی راہ ہو
یون استخوان مین یار کا تیر نگاہ ہو
جبتک کہ آئنے سے نہ باہر نگاہ ہو
خم ہون مری طرح سے یہ بار نگاہ ہو

آتی ہی اپنی شکل نظر کیا گلا کرون
تم آئنے کی طرح سے پیش نگاہ ہو

دیکھون تو نازکی سے اوڑے وہ غبار خط
اسد رجہ رخ پہ صدمۂ گرد نگاہ ہو

دیوانے ہو گئے ہین ترے شاہدان باغ
گل پھاڑ کر قبا نکہین داد خواہ ہو

بلبے صفا کہ چشمۂ عینک بھی گرد ہی
دیکھون شکم تو پشت کے باہر نگاہ ہو

لو بنگیا ہی سایۂ قاصد سواد خط
جاتے جدھر وہ ساتھ ہے یہ اشتباہ ہو

پانی بنے سفید ہو ساقی شراب سرخ
بوتل فراق مین رنگ ابر سیاہ ہو

۲۶	ساقی چلے **وزیر** ابھی توبہ توڑکر گلشن مین بوتلون سے جو ابر سیاہ ہو	۱۲۶

نہ بنے مثل حباب اب تو ہی گوہر آنسو
اپنی قیمت نہ گھٹا دے کہین بڑھ کر آنسو

کیا ہوا ضبط سے لو آگئے منہ پر آنسو
نکل آیا ہی پسینے کی طرح سر آنسو

صورت طفل پری زاد بنا آخر آنسو
ہین عزیز اب مجھے آنکھو نکے برابر آنسو

تو نے ڈہکا کے ہمین غیر کو ساغر جو دیا
ساقیا پی گئے ہم آنکھ مین بھر کر آنسو

پوچھتے پھرتے ہین ہر ایک سے ہم فرقت مین
ضبط کہتے ہین کسے تھمتے ہین کیونکر آنسو

پانی پانی ہوئے ہم جھڑکیان سنکے دربان کی
چشم روزن سے نکل جائین گے بنکر آنسو

چل گئی تلوار تری لگ گئی کیون روتے ہم
بنگیا کشتی شمشیر کا لنگر آنسو

رو دیا دیکھ کے تجکو تو نہو آزردہ
پیش خورشید نکل آتے ہین اکثر آنسو

حسرت بادہ کشی رکھتی ہی گریان ساقی
جام مے ہو جو گرے دست سبو پر آنسو

جستجو ضعف مین بھی ہی کسی ہر جائیکی
منہ ہی کیا آینے کا ہو جو حجاب رخ یار

اوٹھہ گیا کون جو کی آہ لب ساغر نے
آگئی یاد دم گریہ یہ کن آنکھون کی

آبرو گوشہ نشینی ہی تو پھر نا دولت
چاہیے آتش تر جام بنے پانی کے

پتلیان حسرت دیدار مین یون آئین نکل
عشق خال و مژہ یار نے لی جان آخر

لاکھہ ویران ہون رکتے نہیں جانیوالے
جو ہو رسوا کن عاشق وہ چڑھے سولی پر

نقد دل دے لب خندان سے جو مانگے کوئی
پانی پانی کیا ہی بے اثری نے اس کو

پھیر دے گی مری گردن پہ چھری موج سرشک
رو رہا ہون نہ پلا ہجر کی شب مے ساقی

کوے قاتل مین اگر جاے دل بسمل یار
پانی پانی ہوا کیا دیکھکے تیرا رخ سرخ

گردش چشم جو گہوارہ بنے فرقت مین

لیے پھرتے ہین تن زار کو گھر گھر آنسو
توڑ دالین یہ ابھی سد سکندر آنسو

گر پڑے چشم بطی سے زمین پر آنسو
ہو گئے شیرہ بادام سے بہتر آنسو

تھا گھر یہ کی بنا رشتہ گوہر آنسو
کہ حبابون کی طرح ہو گئے ساغر آنسو

جسطرح آنکھہ سے ہو جاتے ہین باہر آنسو
تیر ہی آہ تو گولی ہی مرا ہر آنسو

اونکی دیوار کو دم بھر مین کرین در آنسو
آے مژگان پہ جو ہو آنکھہ سے باہر آنسو

صورت غنچہ ہی مٹھی مین لیے زر آنسو
کیا تعجب ہی اگر آہ ہو لب پر آنسو

آگئی لہر تو دکھلاے گا جوہر آنسو
ابھی آنکھون سے نکل جائیگی بنکر آنسو

ابھی دیتی ہی اوسے پاؤن تلے سر آنسو
مثل شبنم نظر آتا ہی گل تر آنسو

طفل نادان کیطرح سو رہین پل بھر آنسو

۲۰	ولہ	۱۲۷

آہ کھینچون تو بہائے ابھی پتھر آنسو
نکل آئین شرر سنگ بھی بنکر آنسو

ای جنون بنگئے طفلان ستمگر آنسو
ڈھیلے آنکھون کے لگایا کیے شب بھر آنسو

دم گریہ ہی یہ کس بحر لطافت کا خیال
گرد داماں نگہ سے ہی مکدر آنسو

صدمہ کر دیتی کب اوٹھائین یہ گہر
کیون نہون سرمے سے ایجان مکدر آنسو

دونو آنکھین تیری یاد آئین تو ہم رونے لگے
صاف بادام دو مغز اپنا ہوا ہر آنسو

آب اوس تیغ ہلالی کی جو شامل ہو جائے
تو ابھی صورت جوزا ہو دو پیکر آنسو

ہی رگ ابر جنون خیز کو نشتر درکار
آہ کھینچون تو بہائے مژہ تر آنسو

ہجر مین آتی ہی قلقل کی صدا نالون سے
ہین جو شیشے دل بیتاب تو ساغر آنسو

مین وہ میکش ہون نظر آئین جو شیشے خالی
روؤن ایسا کہ بھرین عمر کا ساغر آنسو

باعث لغزش پا ہی اثر ضعف بصر
مانگتا ہی مری مژگان سے عصا ہر آنسو

کیا پسند اہل صفا کو ہو بھلا آرائش
دیکھ لو سرمے سے ہوتے ہین مکدر آنسو

مثل ابرو نہین جھیلتی تری شمشیر نگہ
سر بکف پنجۂ مژگان سے ہی ہر ہر آنسو

روتے ہین یاد رخ و زلف مین ایام
پھول ہین دنکو تو ہین راتکو اختر آنسو

رازداری سے بنا آب سرشک آب گہر
آستین خشک ہی کر نہ سکا تر آنسو

یار پوچھے جو مرے شکستہ رسوا ہو کبھی
دست گلرنگ سے ہین بنجائین گل تر آنسو

کم نہین باد مخالف سے یہ پانی مجکو
مثل کشتی نہ ڈبو دین تن لاغر آنسو

متوکل ہون مجھے فکر نہین روزی کی — آب و دانہ ہی مرے واسطے ہر سر آنسو

نہین منظور ہی رو کر تمھین رسوا کرنا — لو اوٹھا لیتے ہین اولے کیطرح ہر آنسو

تو بھی ای خار مژہ صورت نشتر ہو جا — وادی دل سے چلے آبلہ بنکر آنسو

کوچۂ زلف مین جانا ہی محال اسکو وزیر
بن گیا آبلۂ پاے نگہ ہر آنسو

کاٹ تلوار کا دکھلائیے جانا مجکو — آب آہن سے ہی منظور نہانا مجکو

ہجر کی شب ہی جنون جوش مین لانا مجکو — صبح کا چاک گریبان دکھانا مجکو

ولہ

لیا جان و دل و تاب و توان کو — مرے یوسف نے لوٹا کاروان کو

ولہ

کسی مومن کا دل نیک نہ یارب بد ہو — ہو گناہون سے سیہ تو حجر الاسود ہو

۱۲۸	ردیف ہاے ہوز	۳۲

گر اولٹ کر دیکھیے تصویر پشت آئنہ — سیدھی ہو جائے ابھی تقدیر پشت آئنہ

دیکھتا ہی وہ پری تصویر پشت آئنہ — بخت اسکندر ہوے تقدیر پشت آئنہ

حکم ہو تو پیچھے سے لپٹون مین چوٹی کیطرح — تم ہو آئینہ تو مین تصویر پشت آئنہ

ہاتھہ کیا رکھا کرامت کی ید بیضا کیا — معجزے دکھلاے گی تنویر پشت آئنہ

کیجیے داخل دل بیتاب یار کی عوض — روز سنیے نالۂ شبگیر پشت آئنہ

منہ پہ آئینے کے پڑتی ہی ادھر تیغ نگاہ — آہ اپنی بھی ادھر ہی تیر پشت آئنہ

یار کے منہ پر کرون مین آج وصف پشت پا — پیش آئینہ کرون تقریر پشت آئنہ

بنگیا ہی دستِ سیمین صنم چاندی کا گھر
دید کے قابل ہی یہ تعمیر پشتِ آئنہ

ایک دو روزن بنا تا گر ترا تیر نگاہ
جھانکتی تجکو ابھی تصویر پشتِ آئنہ

یار کے دست حنائی نے لگادی اوسمین آگ
آب آئینہ کرے تدبیر پشتِ آئنہ

عکس رخ سے تیرے آئینہ سپہر حسن ہو
نسر طائر طوطی تصویر پشتِ آئنہ

لو کف رنگین جانان نے قیامت یہ کیا
نور روے شمس ہی تنویر پشتِ آئنہ

عکس روے آستین نے صاف کشتہ کر دیا
کھیے اب سیاب کو اکسیر پشتِ آئنہ

تم اودھر منہ دیکھتے ہو اور ادھر مین ناتوان
ہون نگاہ دیدۂ تصویر پشتِ آئنہ

خط ترا دیکھا تو آواز شکست رنگ سے
بول اوٹھے گا طوطی تصویر پشتِ آئنہ

کیا در آئے ہین خدنگ عکس انگشتان یار
شکل جوہر یہ نہ نکلے تیر پشتِ آئنہ

سایہ سان دنکو لپیں دیوار ہی فرقت کی رات
بنگئی ظالم شبِ تصویر پشتِ آئنہ

جب حنائی ہاتھہ اوس شکّ قمر نے رکھدیا
آفتاب آسا ہوی تنویر پشتِ آئنہ

سیکڑون شاخین نکالین اوسمین بل بے عیب جو
ہی غزال چشم آہو گیر پشتِ آئنہ

پشت و رو یکسان نہین اوس آئنہ رو کی طرح
پیش اسکندر کرون تحقیر پشتِ آئنہ

تمنے انگشت حنائی رکھی جب ہنگام دید
بنگئی شمع شب تصویر پشتِ آئنہ

صاف سینہ یار کا صبح رخ آئینہ ہی
پیٹھہ پر چوٹی شب تصویر پشتِ آئنہ

روے آئینہ مقابل ہی رخ دلدار کے
دست کوتہ کیون ہی دامنگیر پشتِ آئنہ

پیٹھہ پر چوٹی تری دیکھی تو وحشت مین کہا
جوہر آئینہ ہی زنجیر پشتِ آئنہ

دل سے میرے وصف تم پوچھو صفائی پشت کے
آج طوطی سے سنو تقریر پشت آئنہ

تیرے نظارے کو عکس آسا ادھر آئے نکل
ہی رخ آئینہ پر تصویر پشت آئنہ

پشت لب سے مثل خط ظاہر ہوے حرف سخن
بن گئی تحریر اب تقریر پشت آئنہ

عکس وسے صاف ادھر سے صاف جا نکلا ادھر
خود نمائی نے کیا تصویر پشت آئنہ

ابرو تصویر اگر چھو لو فلک پر ہو دماغ
چرخ پر چڑھ جائے شمشیر پشت آئنہ

ہاتھ کیا رکھا لگائے تیر دستی آپ نے
بن گئی ہر ایک انگلی تیر پشت آئنہ

تھا جو گھر چاندی کا اب وہ بن گیا سونے کا گھر
دست رنگین میں بڑھی توقیر پشت آئنہ

۱۲۹ — اپنے بیگانے ہوے ہیں ای وزیر اب کیا عجب
روے آئینہ کرے تحقیر پشت آئنہ — ۱۷

ہر عضو مسافر ہی نہیں کچھ سفری آنکھ
ہی آخر شب عمر چراغ سحری آنکھ

کیا کرتی ہی دلکش سخن ای رشک پری آنکھ
لو سیکھ گئی طرز کلام بشری آنکھ

اون آنکھوں میں صانع نے بھرے کوٹ کے موتی
قسمت یہ ہماری ہی کہ اشکوں سے بھری آنکھ

باتیں جو کرو ناز سے تم منہ کو چھپا کر
سننے کے لیے کان بنی ای رشک پری آنکھ

آیا ہی مرے دل کا غبار آنسوؤں کے ساتھ
لو آج ہوی مالک خشکی و تری آنکھ

ابتک وہی رونا ہی وہی حسرت دیدار
ہم مر گئے اسپر بھی یہ کافر نہ مری آنکھ

تیار کیا خامۂ مو اپنی مژہ سے
کھینچے گی مگر نقشۂ نازک کمری آنکھ

نرگس پہ نظر کیجیے دوبارہ کہ وہ کھنچ جائے
ہو جائے نظر ثانی میں اسکی نظری آنکھ

صحبت کا اثر صاحب بینش کو ہو کیونکر
عینک ہو اگر سبز نہ ہو جائے ہری آنکھ

باتون کو زبان مثل سخن منھ سے نکل جاے
نظارے کو ہو پاے نگہ سے سفری آنکھ

تیر مژۂ یار کو مژگان ہی سمجھتی
کس آنکھ سے لڑتی ہی سدا اہل بے جگری آنکھ

رفتار تو دکھلا کے زخود رفتہ بنا دو
نرگس کیطرح ہی ہمہ تن کبک دری آنکھ

دامن کیطرح چاک ہوے آنکھ کے پردے
او دست جنون سیکھ گئی جامہ دری آنکھ

جو اہل نظر ہین کبھی خود بین نہین ہوتے
دیکھو کہ ہی اس عیب نمایان سے بری آنکھ

کیا قہر ہوا آیت ابرو ہوی نازل
ڈر ہی نکرے دعوی پیغام بری آنکھ

کشتی وہ لیے نوح کے تنہا چلے آئین
طوفان بپا کر شب فرقت مین اری آنکھ

۱۳۰

رہتے ہین در زیر اشک کی جا ٹکڑے جگر کے
انروزوں ہوے کان عقیق جگری آنکھ

۱۳

دم بھر جو نہ دیکھے تجھے ای رشک پری آنکھ
مژگان کی زبانون سے کرے نوحہ گری آنکھ

جم جاے تصور جو ترے بوٹا سے قد کا
پتھرا کے بنے صاف عقیق شجری آنکھ

لے لیجیے شیشے ہین سفید اشک نہین ہین
تم بادہ کشی سیکھ گئے شیشہ گری آنکھ

جاؤ جو چمن کو تو کرے فرش رہ ناز
بلبل جگر و فاختہ دل کبک دری آنکھ

دیکھا جسے بسمل کیا تا کا جسے مارا
اوس آنکھ سے ڈرئیے جو خدا سے نڈری آنکھ

جنبش ادھر اوسکو ہی تو گردش ادھر اسکو
ابرو ہی کہ شمشیر سپر ہی کہ چھری آنکھ

کیا دید کے قابل ترے کوچے کی زمین ہی
ہر گام ہی نقش قدم رہگذری آنکھ

تم جھانک رہے ہو یہ تمھین تاک رہا ہی — کیون دیدۂ روزن پہ اجی تمنے دھری آنکھ
کہتی ہی تری ناف و شکم دیکھ کے بلبل — رخسار گل تر پہ ہی نرگس کی دھری آنکھ
ای ماہ یہ سب چشم فلک کے ہین اشارے — ایسی تو نہ تھی مائل بیداد گری آنکھ
نرگس جو گلستان مین ہی تو دشت مین آہو — ہر رنگ مین دکھلانے لگی جلوہ گری آنکھ
گدکا کہین وہ سر کا دنبالہ اوٹھائے — ہی دست مژہ مین لیے پتلی کی بھری آنکھ
دیکھے وہ اگر چشم سیہ اور یہ خط سبز — نرگس کی سیہ آنکھ ہو طوطی کی ہری آنکھ

۱۳۱ | واله | ۲۰

تیغ عریان پہ تمھاری جو پڑی میری آنکھ — چشم جوہر سے اجی خوب لڑی میری آنکھ
نہ ہٹی پیٹ پر او سکے جو پڑی میری آنکھ — بنگئی ناف شکم ایسی اڑی میری آنکھ
اشک گلرنگ پروتی ہی مژہ مین کیا خوب — کیا بناتی ہی یہ پھولونکی چھڑی میری آنکھ
تم سے بام پہ یان لگ گئین آنکھین چھپ سے — رات گنتی رہی ہر ایک کڑی میری آنکھ
اس خجالت نے ابد تک مجھے سونے نہ دیا — ہجر مین لگ گئی تھی ایک گھڑی میری آنکھ
در دندان کی بھلا آئینہ کیا جانے قدر — اسکو دکھلاؤ مبصر ہی بڑی میری آنکھ
خط رخسار نہین پائے نگہ کے ہین نشان — عارض صاف پہ سو بار پڑی میری آنکھ
یاد آئے جو تری تیغ کا مالا قاتل — روکے پیدا کرے موتی کی لڑی میری آنکھ
رخنہ دیوار مین معمار بنا تاکیا تھا — تو نے روزن کی عوض کیون نہ جڑی میری آنکھ
زندگی مین تو کیا مردم آبی مجکو — دیکھون اب کیا ہو مرے ساتھ گڑی میری آنکھ

زلف کی طرح سے زنجیر ہوی جاتی ہی نرم
پڑتی ہی جوش جنون مین یہ کڑی میری آنکھ

کیا اسی نے یہ کیا مطلع ابرو موزون
تم جو کہتے ہو سخنگو ہی بڑی میری آنکھ

چشم مین سرمے کا دنبالہ بنا کر بولے
کیون عصا ٹیک کے ہو جا کھڑی میری آنکھ

نخل نرگس نہین تربت پہ نظارے کے لیے
آئے دیکھتی ہی راہ کھڑی میری آنکھ

نظر آئے گی زمین کشتی دریاے فنا
دیکھ لینا جو مرے ساتھ گڑی میری آنکھ

باغبان نہر نہین یاد مین اک کوچے کی
رو رہی ہی یہ گلستان مین پڑی میری آنکھ

کرتی ہی ایک نگہ مین لب نازک کو کبود
کیا بنا دیتی ہی مستی کی دھڑی میری آنکھ

آئے تیرا جو تصور بھی تو بہر تعظیم
کیا عجب پاے نگہ سے ہو کھڑی میری آنکھ

دل پہ داغ ہوا دفن تو لالہ نکلا
اوگے نرگس جو گلستان مین گڑی میری آنکھ

۱۳۲	یاد آتے ہین مجھے حضرت ناسخ جو وزیر کیا لگا دیتی ہی اشکون کی جھڑی میری آنکھ	۱۶

جیتے جی بس وہ بت رہا ہمراہ
اب تو بندے کے ہی خدا ہمراہ

دل دیا اوسکو پر یہ ڈرتا ہون
دشمن اک دوست کے گیا ہمراہ

نہین یاران رفتگان کا نشان
لے گئے کیا یہ نقش پا ہمراہ

اس مین کیا آپ کی ہی رسوائی
رہے گر مجسا پارسا ہمراہ

تجھے دیکھا جدھر نگاہ گئی
تھا تصور زبس ترا ہمراہ

رنج تنہائی لحد نہ رہا
یار کے غم کو لے لیا ہمراہ

شب کو جاتے ہو ساتھ مشعل
کبھی تو ہو یہ دل جلا ہمراہ

ہوے بعد اپنے بیوفا عشاق
لے گئے یان سے ہم وفا ہمراہ

تیری رفتار کا مین کشتہ ہون
قبر تک آئیو ذرا ہمراہ

یہ دل بدگمان نہ دیکھ سکے
اگر اوس بت کے ہو خدا ہمراہ

تا سلامت تو آئے ای قاصد
ٹھہرا اتنا کرون دعا ہمراہ

اوسنے تنہا مجھے نہ جانے دیا
غم فرقت کو کردیا ہمراہ

ناتوان ہی بہت غبار مرا
تو ذرا رہیو ای صبا ہمراہ

رہی یان گردش اور جامہ دری
کاش لاتے نہ دست و پا ہمراہ

گالیان جیسے دین ہین دل لیکر
جائے گا یہ دیا لیا ہمراہ

۱۳۳	جا نہ تنہا تو ای شہ خوبان ہو وزیر برہنہ پا ہمراہ	۱۲

سائل کا ہاتھ چوم لے دست خدا کے ساتھ
آیا ہی بادشہ ترے در پر گدا کے ساتھ

قاتل تلک پہنچ ہی گیا مین قضا کے ساتھ
بھولے کبھی نہ راہ جو ہو رہنما کے ساتھ

رونے پہ میرے رحم کیا پر جفا کے ساتھ
بجلی گرائی خندۂ دندان نما کے ساتھ

جی ڈر رہا ہی دل جو گیا دلربا کے ساتھ
ناآشنا کو ہمنے کیا آشنا کے ساتھ

ڈھونڈھا ہی جسنے اوسکو تو پایا ہی آپ مین
دیکھو کہ قرب بندے کو ہی کیا خدا کے ساتھ

ساقی کے آنے کی یہ تمنا ہی بزم مین
دست سبو بلند ہی دست دعا کے ساتھ

وہ ناتوان ہون مور جو لیجاے یا جھون
چپ رہ کہ گفتگو ہی سے پڑتا ہی تفرقہ
دربان کی ضد سے دل مین ہی مر کر ابھی ہو خاک
اپنی خطا ہی زلف کو ہو کیون نہ پیچ و تاب
ہم خاک ہو گئے نہ ہوا ختم خط شوق

کھنچ جاؤن مین بھی دانہ زنجیر پا کے ساتھہ
ہوتے ہین دونو ہونٹھہ جدا اک صدا کے ساتھہ
سو بار جا دن روزن در سے ہوا کے ساتھہ
نسبت نہ دینے تھے ہمین مشک خطا کے ساتھہ
آخر ہمین سے چلے گئے باد صبا کے ساتھہ

١٣٤	بیجا تلاش دولت دنیا ہی ای وزیر غیر از کفن نجاے گا شاہ و گدا کے ساتھہ	١٧

مرتبہ پاتا ہی دست سیمبر مین آئنہ
کون دیکھیگا آلہی اپنے منہ کو وقت صبح
دیکے دل اوس سنگدل کو سخت پچتاتا ہون مین
جوہر و نے اسکے ای قاتل مجھے دھوکا دیا
ذوق ایسا خودنمائی کا ہی روے یار کو
میرے قاتل کو ہوا ایسا ہی عریانی کا ذوق
پرتو رخسار جانان جلوہ گر ہر شی مین ہی
گھر مین اوسکے جابجا عاشق ہین یون حیران کھڑے
یون کیا آگاہ اوسکو حسرت دیدار نے
صندل پیشانی جانان پہ کرتا ہی نگاہ

صاف آتا ہی نظر چاند کے گھر مین آئنہ
شام ہی سے ہی تمناے سحر مین آئنہ
کیون دیا مینے کف بیدادگر مین آئنہ
صاف مین سمجھا کہ ہی تیری سپر مین آئنہ
بنگیا مصحف رجب مین اور صفر مین آئنہ
اب عوض خنجر کے رکھتا ہی کمر مین آئنہ
آنکھہ ہو تو دیکھہ ہر برگ شجر مین آئنہ
نصب ہو جسطرح ہر دیوار و در مین آئنہ
جلکے رکھہ آیا مین اوسکے رہگذر مین آئنہ
یا الٰہی مبتلا ہو درد سر مین آئنہ

پشت پر اوسکے لگی ہوتی اگر تصویر یار
دیکھتا روزن بناکر اپنے گھر مین آئنہ

دیکھکر مجھ ناتوان کی شکل کیا رسوا ہوا
ناتوان ہین بن گیا سبکی نظر مین آئنہ

پڑگیا گر پرتو آب در دندان یار
ڈوب جائیگا ابھی آب گہر مین آئنہ

پڑگیا جو عکس ابروے سیہ قاتل نے کہا
دیکھ لو رکھتا ہی تیغ اپنی سپر مین آئنہ

لکھ سکا خط مین نہ جب وصف صفاے روے یار
دیدیا آخر کو دست نامہ بر مین آئنہ

رکھکے عارض وسپہ سویا تھا جو وہ آئینہ رو
بنگیا گل تکیہ اوس کا رات بھر مین آئنہ

١٣٥

خال رخسار صنم دیکھا تھا اک دن ای فریر
آج تک رکھتا ہی داغ اپنے جگر مین آئنہ

١٧

بنگیا اعجاز دست سیمبر مین آئنہ
اب ید بیضا ہوا اسکی نظر مین آئنہ

جوہر آئینہ آئیگا نظر موے کمر
امتحاناً آپ رکھہ دیکھین کمر مین آئنہ

صاف جب اوسکا شکم دیکھا کمر کے متصل
ہوگیا دھوکا کہ ہی اوسکی کمر مین آئنہ

خوبرویون کے بھی یا ین ہو نہین یکسان نصیب
کاٹھ کے گھر مین کوئی چاندی کے گھر مین آئنہ

دیکھتا ہون اوسکو پھرتے دست خوبان مین سدا
گھر سے گو نکلا نہین پر ہی سفر مین آئنہ

دیکھکر قد رخ ترا دیکھا تو حیرت ہوگئی
ہی عوض گل کے نمایان اس شجر مین آئنہ

خوبرو ہوتے ہین ہرجائی گلہ اوسکا نکر
دیکھ لے ہوتا ہی اے دل سبکے گھر مین آئنہ

تو دکھائیگا اگر روے عرقناک اے صنم
اشک بھر لائیگا اپنی چشم تر مین آئنہ

جا نہین سکتی مری حیرت سراسے چاندنی
نصب ہی گویا ہر اک دیوار و در مین آئنہ

ایکدم پھیرا جو منہ اپنا دکھاکر یار نے
بیقراری سے نہ ٹھہرا اپنے گھر مین آئنہ

چرخ نیلی مین نظر آتا ہی جیسے آفتاب
بنگیا عکس رخ قاتل سپر مین آئنہ

چشم بد سے دیکھے گر سوے دندان یار
ڈوب جاۓ ای خدا آب گہر مین آئنہ

جنس حسن یار کو ہرگز گران دیکھا نہین
تول لیتا ہی اوسے اپنی نظر مین آئنہ

ہوگیا پوشیدہ خط سبز سے رخسار یار
چھپ گیا ان طوطیون کے مشت پر مین آئنہ

ہاتھہ مجھہ بیخود کا سر کاٹ دے رنگین وہ عارض سے
کوئی بھی دیتا ہی دست بخیہ گر مین آئنہ

ہاتھہ وہ رخسار پر رکھے ہوے بیٹھا جو تھا
ہین یہ سمجھا ہی کف رشک قمر مین آئنہ

۱۳۶	رکھیو وحشت مین قدم اپنا سنبھلکر ای **وزیر** ہی یہان ہر ایک سنگ رہگذر مین آئنہ	۱۵

شوخی تو دیکھو کہتے ہین اپنے چھپا کے ہاتھہ
ہین آج دست غیب ترے آشنا کے ہاتھہ

اسمین ہی کیا گناہ نہ بگڑو حنا کے ہاتھہ
ہین مصحف عذار پہ مجھہ پارسا کے ہاتھہ

آلودہی صبح اپنا گریبان پھاڑ کر
مانگون دعا جو مین شب فرقت اوٹھا کے ہاتھہ

چھوتا ہی خط سبز کو کیا غیر زرد رو
قسمت سے کاہ لگ گئی ہی کہربا کے ہاتھہ

لونہ چاے ہڈیان سگ دلدار تک مری
لیجاے چور رنج مین جو نہین ہین ہما کے ہاتھہ

کہتا ہی دل ہر الف رنگین پہ رکھلے یار
کیا مال مفت آیا ہی دزد حنا کے ہاتھہ

صیاد پر اوڑاتا ہی بلبل کے نوچ کر
ای تیغ شاخ گل تو عوض لے اوڑا کے ہاتھہ

محشر مین میرا ہاتھہ گریبان ہی آپ کا
دامن سے ہتو جاتا ہی میرے چھوڑا کے ہاتھہ

چاہے اگر خدا تو ہر اک عیب ہو ہنر	موسی کو دیدیا ید بیضا جلا کے ہاتھ
اولٹین جو آستینین تو اک صف اولٹ گئی	تیغ برہنہ ہوگئی ادہر دلربا کے ہاتھ
ہین بادہ کش فقیر ہون محروم خم کی خیر	ساقی ادھر بھی ایک پیالہ بڑھا کے ہاتھ
ہی آرزوے قتل اجی دم بندو مجھے	چھوٹا ہی نیمچہ تو لگا ؤ بڑھا کے ہاتھ
دیکھو تو کیا ہی دست نگر تجھکو کردیا	کس ناز سے وہ کہتے ہین مجکو دکھا کے ہاتھ
تیرے دہن کے مجسے مضامین نہ بندھ سکے	جاتے رہے ہین غیب کے مضمون آکے ہاتھ

۱۳۷	دینداروہم اوسی کو سمجھتے ہین اے وزیر دنیا سے جو کہ بیٹھ رہا ہی اوٹھا کے ہاتھ	۶

خط کو جانبازون کے درکار ہی کب سر نامہ	میرا مکتوب ہی عطار کا بیسر نامہ
گم ہوا لکھتے ہی حال تن لاغر نامہ	بنگیا نقطۂ موہوم سمٹ کر نامہ
دیکھیے خط یہ نہین چاند سے رخسارون پر	دونو آئینون یہ لکھا ہی سکندر نامہ
گم ہوا ضعف سے یہ ہین کہین ڈھونڈے نملا	قاصد یار لیے پھرتا ہی گھر گھر نامہ
ہی مزا اگر بطمی خط سوے ساقی لیجائے	لطف ہی پڑھ کے سنادے لب ساغر نامہ
نہ اوٹھا ضعف کے مضمون سے زمین گیر ہوا	بنگیا سایۂ مژگان کبوتر نامہ

۱۳۸	ردیف یا	۱۷

وہ پریزاد منانے سے خفا ہوتا ہی	اب سلیمان بھی اگر آئین تو کیا ہوتا ہی
نہ نکھین وہ دیکھکے دم اپنا فنا ہوتا ہی	آج بیمار سے بیمار جدا ہوتا ہی

آبلے روتے ہین خون رنج بڑا ہوتا ہی
کوئی کانٹا جو کف پا سے جدا ہوتا ہی

ترک مطلب سے جو مطلب ہی مرا ہوتا ہی
ہاتھ اوٹھاتا ہی مجھے دست دعا ہوتا ہی

آئنے کی وہین کھل جاتی ہی ساری قلعی
تیرے چہرے کے مقابل جو ذرا ہوتا ہی

قفس تن مین نہ گھبرائیو ای طائر روح
جو گرفتار ہی اک روز رہا ہوتا ہی

جان شیرین دم آخر جو لبون تک آئی
بولا فرہاد کہ مرنے مین مزا ہوتا ہی

نہین معشوق بھی آزاد گرفتاری سے
ہاتھ مہندی ہی کے حیلے مین بندھا ہوتا ہی

رات دن سجدۂ شکرانہ ہی واجب منعم
کہ خدا دیتا ہی اور نام ترا ہوتا ہی

کونسے جرم کی تعزیر نہین پاتا ہون
مجکو ہر روز یہان روز جزا ہوتا ہی

یا تو آتے ہی نہ تھے آئے تو کرنے لگے قتل
وصل مین بند سے یان بند جدا ہوتا ہی

ہون وہ لاغر کف جانان پہ جو رکھتا ہون ہاتھ
طائر رنگ حنا رشتہ بپا ہوتا ہی

توڑ کر آئنۂ دل کو بناتے ہو عبث
اب سکندر بھی اگر آئے تو کیا ہوتا ہی

دم بھی آتا ہی مرے لب پہ تو برکس کے رک کر
ایکدم بھی وہ اگر مجھسے رکا ہوتا ہی

کوئی ہمچشم نہین میری سیہ بختی کا
مین وہ سرمہ ہون جو نظرون سے گرا ہوتا ہی

شاخ طوبیٰ اسے کہیے تو بجا ہی مطرب
خود بخود ساز ترا نغمہ سرا ہوتا ہی

۱۳۹	سخت جان ہون نہ مرونگا شب فرقت مین فریر سیکڑون بار اجل آئے تو کیا ہوتا ہی	۱۱

جو کہ طائر ترے صدقے مین رہا ہوتا ہی		ای شہ حسن وہ اوڑتے ہی ہما ہوتا ہی

چومتا ہون لب شیرین وہ خفا ہوتا ہی
کیا شکر رنجی جانان مین مزا ہوتا ہی

ہم اسیرونکو قفس مین بھی ذرا چین نہین
روز دھڑ کا ہی کہ اب کون رہا ہوتا ہی

دونو عالم مجھے تاریک نظر آتے ہین
جب تصور ترا ای زلف دوتا ہوتا ہی

اور بھی صاف ہون ای چرخ ہم آئینہ خصال
خاک مین تو جو ملاتے ہمین کیا ہوتا ہی

پوچھہ لے تو دہن زخم سے میرے اگدن
پھل مین تلوار کے قاتل جو مزا ہوتا ہی

صورت ماہ نو آتا ہی مہینے پیچھے
انھین باتو نسے تو انگشت نما ہوتا ہی

کیا تری تیغ مین ہی نہر چمن کا پانی
جب بہار آتی ہی یان زخم ہرا ہوتا ہی

ایک ذرّے کو نہین ہوتی ہی جنبش بیحکم
بت جو بھر جاتے ہین اللہ بھرا ہوتا ہی

جان کر میرا تن زار وہ ٹھکراتے ہین
کوئی تنکا جو سر راہ پڑا ہوتا ہی

سبکی نظرون سے گراتا ہی دلا دست سوال
ہاتھہ مین یان اثر لغزش پا ہوتا ہی

١٩	وله	١١٤٠

ای خیال گیسوِ جانان تری تاثیر سے
کم نہین دود چراغ داغ دل زنجیر سے

ہم نباہے ہین کہ اپنی ہاپین کی تاثیر سے
آب جاری ہو ابھی قاتل تری شمشیر سے

ہجر مین ہوگا وصال اپنا اسی تدبیر سے
کاٹ ڈالین گے گلے کو ایکدن شمشیر سے

کون خوش چشم اسکی آنکھونکا بھلا وحشی نہین
بیشتر آہو بھی دیکھے ہین بندھے زنجیر سے

وصف گلرویان کیا کرتا ہون مین رنگین بیان
عندلیبو پھول جھڑتے ہین مری تقریر سے

پردۂ حیرت اوٹھا دیتا اگر یہ جوش عشق
آتی آواز عنادل گلشن تصویر سے

ہون وہ دیوانہ اگر لون ہاتھ مین شمشیر تیز
ہو ابھی زنجیر پیدا جوہر شمشیر سے

رشک عارض سے ترے کھاتا ہی گلشن پیچ و تاب
نکہت گل کم نہین ہی اسیری زنجیر سے

مجھسے پیری مین وہ ہو جو نوجوانون سے نہو
ہون کمان لیکن فزون طاقت ہی مجھمین تیر سے

میری خاک قبر پر دامن اوٹھائے آئیے
تا نہو خاطر مکدر خاک دامنگیر سے

تیر مژگان یاد آجاتا ہی جب ہنگام فکر
طائر مضمون تڑپنے لگتے ہین نخچیر سے

رات بڑھ جاتی جو یاد زلف مین نالان ہون میر
ہو شب ظلمات پیدا نالۂ شبگیر سے

برچھیان ماریں نگہ نے زلف نے پھینکی کمند
تیغ سے ابرو نے مارا اور مژہ نے تیر سے

باندھتا ہون سیکڑون مضمون غزال چشم کے
فکر میری کم نہین صیاد آہوگیر سے

ابر سے پانی جو مانگے ہی کشت آرزو
آگ برسانے لگی وہ برق کی شمشیر سے

یہ ہمین ہین جو تری تصویر پر بھی ہین نثار
انس بلبل کو بھلا کب ہی گل تصویر سے

جسکو جوہر کہتے ہین وہ ہی ہماری سرنوشت
قتل ہونگے ایکدن ظالم تری شمشیر سے

ای ستمگر تری ابرو کے ہزارون کشتے ہین یان
اس کمان کو دیجیے نسبت قضا کے تیر سے

۱۴۱	ہمسری کی تھی جو اوس ساق بلورین سے فزیہ شمع ہی پابند موج اشک کی زنجیر سے	۱۹

کی مرے ہاتھون نے بیعت حلقۂ زنجیر سے
سلسلہ میرا ملا زلف بت بے پیر سے

چاہیے ای نشۂ وحشت تری تاثیر سے
دور ساغر ہوے پیدا حلقۂ زنجیر سے

محو حیرت ہی جہان ای گل تری تقریر سے
کم نہین منقار بلبل غنچۂ تصویر سے

ہی جنون مجھ وحشی بدمست کی تاثیر سے
قلقل مینا کی آتی ہی صدا زنجیر سے

یار کی آنکھون مین یون ہی سرمۂ دنبالہ دار
جسطرح آہو کو کوئی باندھدے زنجیر سے

طفلی مین لکھتا تھا تیرے وصف کے بناکر تو قلم
تھی عیان مشق ستمگاری تری تحریر سے

تیری چشم سرمگین کا وصف اگر کرنے لگون
شمع بھی خاموش ہو جائے مری تقریر سے

تھک گئے ہین پاؤن اور جاتی نہین سرگشتگی
سر مرا پھرنے لگا ہی نالۂ زنجیر سے

رکھتے ہین آغوش حسرت وا کمان کیطرح ہم
دیکھیے کب ہم بغل ہوتے ہین اوس تیر سے

جب صفت وحشت مین کی اوس شکل شمع طور کی
لن ترانی کی صدا آنے لگی زنجیر سے

ہاتھ مین لے گا کمان و تیر جب وہ شعلہ خو
شمع روشن ہوگی خانے مین کمان کے تیر سے

منفعل ہوتا ہو تیرا خال ابرو دیکھتا
مانگتا پروانہ کو زاغ کمان پر تیر سے

گر نہ بدخلقی سے کچھ ہو مارے کچھ خلق سے
کم نہین تسلیم ظالم کی خم شمشیر سے

خط ہوا تمرگان جانان کے تصور مین رقم
ڈر ہی مرغ نامہ بر کو ہار انجانے تیر سے

کشتہ ہوتے ہین عدو سنکر مرے اشعار کو
خون ٹپکتا ہی برنگ تیغ یان تقریر سے

میری مشت خاک پر آئے جو وہ جانے پائے
آرزو اتنی ہی اپنی خاک دامنگیر سے

اسقدر تیر افگنی کر اے مرے ناوک فگن
آشیانہ تا قفس بنجائے چوب تیر سے

قصۂ فرہاد کے دھوکے مین حال اوسنے سنا
سرگذشت اپنی کہی ہمنے بھی کس تدبیر سے

۱۲	گیسوے پیچ کے پھر پیچ مین آیا وزیر صاف ہم پر کھل گیا او کجھی ہی تقریر سے	۱۴۲

حنا سے سرخ جو تیری کف اے سرو رعنا ہی
عیان ہی پشت پا سے رنگ لطف کف پا ہی

نگہ بیتاب ہوکر یون سوے خال سیہ دوڑے
کہ مرغ گرسنہ جسطرح سے دانے پہ گرتا ہی

بھرے ہین اشک چشم تر مین روتا ہون نہین
بچشم غور دیکھو بند اک کوزے مین دریا ہی

ادا سے پنجۂ پر نور رخ سے پر نہین رکھا
یہ اوسنے لوح پر قرآن کی اللہ لکھا ہی

زمین شعر مین بڑھ بڑھ کے نیزے اپنے گاڑتے ہین
قلم نے یہ دم فکر سخن میدان باندھا ہی

خجالت دے رہی ہی سرکشی عہد جوانی کی
قد خم گشتہ سے ہر پیر اپنے پاؤن پڑتا ہی

نکیون ہو سنبلستان دشت وود آہ سوزان سے
تری زلف پریشان کا دل وحشی کو سودا ہی

نگہ دزدیدہ سوے غیر یون کرتی ہین آنکھین
نہان جسطرح بدپرہیز یان بیمار کرتا ہی

قطعہ

صفای پشت لب کا وصف ہو کیونکر بیان مجھسے
ہر اک دندان اوس سے یون بیساختہ دکھلائی دیتا ہی

عیان ہین صاف مروارید درج لعل سے گویا
نمایان چشمۂ حیوان مین یا عقد ثریا ہی

عرق آلود رخ ہی چاندنی مین یون نظر آتا
کہ گویا گوہر اک دریائے نورانی مین ڈوبا ہی

١١	ہلال چرخ ہی میرا رکاب توسن وحشت وزیر آب عالم وحشت مین بھی میرا یہ رتبا ہی	١٤٣

کیا ہی گناہ جام مین گر یان شراب ہی
زاہد فلک کے شیشے مین بھی آفتاب ہی

آنکھون کو کب ہی تاب اوسے دیکھین بے نقاب
گویا کہ ہی حجاب جو وہ بے حجاب ہی

ریگ روان کیطرح نہین اکدم قرار
ہم خاک ہوگئے پہ وہی اضطراب ہی

نقطے مثال قطرۂ باران ہین سطر برق
مضمون اشک چشم سے نامہ سحاب ہی

اسی طفل نے سوار کیا اور ایکدم
ہستی جو رات ہی تو ستارے ہین اوسکے دانت
دنیا کو کچھہ ثبات نہین مثل نقش آب
جنت مین جائین یا کہین دوزخ نصیب ہو
کرتے ہین جس سے بات وہ دیتا نہین جواب
نے عطر جامہ کیون نہ معطر ہو یار کا

یان شہسوار عمر بھی پا در رکاب ہی
سایہ جو چاندنی ہی تو رخ ماہتاب ہی
چشم فنا سے دیکھہ کہ دریا حباب ہی
یہ پرسش عمل تو ہمین اک عذاب ہی
ہر اک سخن ہمارا مگر لاجواب ہی
گل ہی اگر بدن تو پسینا گلاب ہی

١٤٤

جس شی کو دیکھہ آنکھہ سے خواب و خیال جان
بیداری اے وزیر یہان عین خواب ہی

٢٤

کیا دیوانہ سبکو اوس پری نے ہاتھہ کے تل سے
لبون پر دم ہی ادر عشق مزہ جاتا نہین دل سے
جو وہ لیلی خفش آیا کدورت مٹ گئی دل سے
لب شیرین کو کہتا ہی نہین کم نقل محفل سے
پھونکا جاتا تھا میرا جسم سوز آتش دل سے
مری محفل مین پھر میکشی وہ آفتاب آیا
عیان ہی آتش رخسار لیلی صاف شعلے سے
رہین گر دور محبوب انس کچھہ اونسے نہین ہوتا
بغل مین یار ہی دیوانے کیا پھرتا ہی صحرا مین

مسخر کر لیا ہی عالمونکو ایک فلفل سے
چھپائے آب خنجر منہ مین کہہ دے میر قاتل سے
ہوا ہی صاف آئینہ ہمارا گرد محمل سے
شکر رنجی نہین باتو نہ رہتی ہی مرے دل سے
بجھی دل کی لگی صد شکر آب تیغ قاتل سے
فلک سے مانگون اب شیشہ تو ساغر ماہ کامل سے
چراغ قبر مجنون کیا بنا ہی گرد محمل سے
نہین پربے کو الفت چراغ ماہ کامل سے
صدا یہ آرہی ہی اپنی زنجیر در دل سے

کبھی ہے چادر مہتاب اس کے چھپر کھٹ میں
بجا ہے مانگے گل تکیہ اگر وہ ماہ کامل سے

ہیں ہر طرح سے یارونکی ہے مد نظر خاطر
چمن میں دیکھتے ہیں روئے گل چشم عنادل سے

ہمیشہ چاٹتی ہے یہ ہمارے سنگ مدفن کو
مزا اسکا کوئی پوچھے زبان تیغ قاتل سے

نظر کی اے پری جسنے ہوا تیرا وہ دیوانہ
اثر میں نقش پا افزوں کہیں ہے نقش عامل سے

قسم قرآن کی اسبات پر اے طفل کھاتا ہوں
ترا چھوٹا سا یہ مکھڑا نہیں ہے کم حمائل سے

ہمارے سلسلے سے کوئی دیوانہ نہیں باہر
ہے مجنونکو بھی بیعت اپنے ہاتھونکی سلاسل سے

سفر میں سچ ہے سبکی دوستی کا حال کھلتا ہے
پھر آئے آشنا سارے ہمارے پہلی منزل سے

عبث لکھوا رہا ہے اے پری تعویذ الفت تو
مکان تیرا نہیں کم خانۂ نقش عامل سے

نہایت میرے اشکونکی جھڑی پر غیر ہنستے ہیں
گرے بجلی الٰہی اب مری بیتابی دل سے

زمیں پر جب میں چلتا ہوں قدم پڑتا ہے گردوں پر
خدا جانے ہے الفت مجکو کس مہ شمائل سے

یقیں یہ ہے مری تاثیر وحشت سے وہ مجنوں ہو
کوئی لیلی بنائے گر دل دیوانہ کے گل سے

جنوں پتھر پڑیں مرنے پہ بھی یہ بد دماغی ہے
دھرا ہے پھول چھاتی پر وہ بھی کم نہیں سل سے

ہوئی بدنام ناحق یہ ہمارے دل کی بیتابی
سپند آسا نکالا یار کی گرمی نے محفل سے

چراغونکی طرح جلتی ہیں آنکھیں ہجر کی شب میں
نکلتا ہے عوض اشکوں کے روغن آنکھ کے تل سے

١٤٥

تصور جلوہ فرما ہے وزیر اوس روئے خندان کا
صدائے خندۂ گل آرہی ہے گلشن دل سے

مرنے پر بھی ساتھ رنج گردش افلاک ہے
خاک ہو آرام چرخ سفلہ زیر خاک ہے

سبزۂ خط جلوہ گاہ روئے آتشناک ہی
چشمۂ خورشید تابان مین خس و خاشاک ہی

بادہ خوارونکے لیے یہ گردش افلاک ہی
مہر و مہ ساغر ہین اور یہ چرخ گردان چاک ہی

کسقدر مرنے پہ دل بیتاب زیر خاک ہی
ہین فلک ساکن زمین مین گردش افلاک ہی

خاکساری زیر کر دیتی ہی ہر مغرور کو
دیکھلو اہل سرکشو گردونکو زیر خاک ہی

چہرۂ گلگون ہی گلشن آنکھین ہین نرگس کے پھول
برگ نرگس ہین بھوین اور شاخ نرگس ناک ہی

ہجر مین تار شعاع مہر ہی اشکون کا تار
چشمۂ خورشید تابان دیدۂ نمناک ہی

۴۵	وله	۱۴۶

سلائے قصہ خوان فرقت کی شب جو کہانی ہی
ترے الوہی کے تکیے پہ مجکو نیند آئی ہی

ہوے پوشیدہ ہم نظرون سے ایسی ناتوانی ہی
شکست رنگ کی آواز بانگ لن ترانی ہی

حنائی ہاتھ کی تاثیر سے کیا سرخ پانی ہی
مرے قاتل کو ہاتھونکا بھی ہونا خونفشانی ہی

کہون کیا سیم تن کندن سا تیرا جسم جانی ہی
پسینا منہ پہ جو آیا ہی یہ سونے کا پانی ہی

کتابی رخ ترا ہی جان جان قرآن ثانی ہی
تری یہ بیدہانی شرح لفظ لن ترانی ہی

مرا کچھ حال کہکر ذکر مجنون کرتے ہین عاشق
کتاب عاشقی مین اپنا قصہ پیش خوانی ہی

دلایا فاتحہ قاتل نے اکثر آب آہن پر
پس مردن بھی یاد اوسکو مری تشنہ دہانی ہی

ہین اب مچھلی کا چھلا یار کی اونگلی مین پہناون
بہت بیتاب و مضطر ہون یہی میری نشانی ہی

عجب اوس غیرت خورشید کی ہی گرم رفتاری
زمین پر ہر نشان پا چراغ آسمانی ہی

مسی ہی رات اگر تو ہین ستارے انت تیرے لب کے
جو مکھڑا چاند سا ہی تو دوپٹا آسمانی ہی

ہنسے دیتے ہین ساغر قہقہہ زن شیشہ مے ہین — گلے مین آج جو ساقی کے جوڑا زعفرانی ہی

نہین آتا ہی میخانے مین اہر مینا مے ساقی — مچا دے شور قلقل اب یہ کیا مینہ دہانی ہی

وہ نالان ہون اور سے جب تنگ آواز آئے نالونکی — مرا رنگ سپریدہ طائر روح فغانی ہی

رہے ہم بیخبر بیٹھے کنارے گور کے پونہچے — دلا عمر روان مین صاف کشتی کی روانی ہی

نفس دزدیدہ آتا ہی مسیحا میری بالین پر — نہین تا نفس بھی مجھکو ایسی ناتوانی ہی

لکھا ہی اوسکے گھر جانے کا مینے اشتیاق ایسا — صبا کیطرح از خود میرے نامے مین روانی ہی

بلع یار کیون ہی اس تتے مچھلی کے چھلے پر — مگر چاندی کی مچھلی کے لیے سونے کا پانی ہی

توانائی کبھی نہ دیک اپنے آ نہین سکتی — ہمارے ضعف کو انروزون حکم پاسبانی ہی

کہین گل سے زیادہ سرخ ہی رنگ اوس پری وش کا — اگر سائے کو بھی دیکھو تو رنگت ارغوانی ہی

کریگا ذبح گر وہ ہم نہ تڑپین گے نہ تڑپین گے — ہمین بھی ناتوانی آج قاتل کو دکھانی ہی

مری حالت پہ جھوٹون بھی وہ بت روئے تو سچ جانون — جو بارش مینہ کی ہو سمجھون خدا کی مہربانی ہی

جدائی درمیان ہین لاتی ہین ظالم تری باتین — کہون کیونکر نہ منہ پر تیرے ہونٹونکی زبانی ہی

حقیقت جو ہی میری نقش پاسے میرے ظاہر ہی — مرا چلنا نہین قاصد قلم کی یہ روانی ہی

جو منہ سے منہ ملاتے ہو منہ دیکھے کی الفت ہی — زبان منہ مین نہین دیتے فقط الفت زبانی ہی

۱۴۷ — مین وہ طوطی نہین گویا کرے آئینہ جو مجکو
وزیر الطاف ایزد سے یہ میری خوش بیانی ہی — ۲۴

آنکھین لڑائین ہمنے جو اک خانہ جنگ سے — آئی صدا شکست کی چہرے کے رنگ سے

گھبرا کے یون وہ اوٹھہ گئے میرے پلنگ سے
زاہد جہاد کرتا ہون مین اور رنگ سے
ہر صید کو ہی عشق مرے خانہ جنگ سے
سمجھا ہون میل سرمہ اسے مجکو دیکھنا
اللہ رے ادب کبھی نام بتان نہ لون
بت بھی نہ بھولین یاد خدا کی بھی کیجیے
گو مرگیا مگر وہی نازک مزاج ہون
وہ مست ہون خیال اگر میکشی کا آے
کاٹے گی خوب غیر کو اے یار دیکھنا
دیکھے جو اوسکو چہرۂ جانان نظر پڑے
ساقی سے ایک جام کی بس آرزو رہی
دل چاہ زلف یار سے نکلا نہ عمر بھر
باہم اگر ہون شیشے تو خوف شکست ہے
وحدت بجائے غم سے اگر دوئی کو چھوڑ
چھوڑے جو اپنے ہاتھ سے وہ شوخ مست ناز
موتی ہین دانت گوش صدف چہرہ بحر حسن
مطرب بجائے آب ہون گر مجھہ حزین کے اشک

جیسے کوئی غزال کرے رم پلنگ سے
آنکھین لڑا رہا ہون بتان فرنگ سے
اوڑتا نہین ہے دیکھہ لو طوطا تفنگ سے
آنکھین پہ گڑ رہا ہون تمہارے خدنگ سے
جبتک مین کلیان نکرون آب گنگ سے
پڑھیے نماز کرکے وضو آب گنگ سے
چھاتی پہ میرے پھول زیادہ ہے سنگ سے
نکلے شراب تاک سے اور شیشہ سنگ سے
تلوار تیز کر مرے مرقد کے سنگ سے
آئینہ گر بنے مرے مرقد کے سنگ سے
شیشے بنے بھی سنگ سے ٹوٹے بھی سنگ سے
کچھہ قید چین بھی کم نہین قید فرنگ سے
نازک دلونکو صلح زیادہ ہے جنگ سے
سرگشتگی کو کام نہین پاے لنگ سے
آواز قلقل آے صدائے تفنگ سے
کچھہ کم نہین ہے گیسوے پرخم نہنگ سے
آواز گریہ آے تری جلترنگ سے

جانکلون کوی یار مین سو بار گر ہوون دفن
کنج مزار کم نہین مجکو ہر رنگ سے

مانند شمع پوچھے عالم کو کھڑے کھڑے
استاد کی ہماری فزون ہی شلنگ سے

سنگ مزار قیس کو لیلی بنا دے طور
بجلی گرا دے شعلہ آواز زنگ سے

بلبل نکل قفس سے کہ آ پہنچی فصل گل
پرواز سیکھ لے مرے چہرے کے رنگ سے

وہ صید ہون اگر مین دکھاؤنگا اپنے رحم
چلائیگی کمان بھی زبان خدنگ سے

۱۴۸

او سرو خوشخرام کا قمری ہون ای فریب
چلتے تھے جسکے ساتھ شجر پاے لنگ سے

۲۹

ہرگز نہ بہر رزق پھرے عار و ننگ سے
گر آسیا بنے مرے مرقد کے سنگ سے

ساقی ہوا ہی عشق کسی خانہ جنگ سے
مانگون گا میکشی کو پیالا تفنگ سے

روشن چراغ دیکھ کے جا لپٹے جنگ سے
پروانون کو شب اسنے لڑایا پتنگ سے

بھر دے عوض شراب کے ساغر کو بنگ سے
گاڑھی چھنی ہی ساقی اب اک سبز رنگ سے

الفت جو ہی مژہ سے دکھادون مین یار کو
سر لگاؤن میل کے بدلے خدنگ سے

تیر افگنی مین ایک ہی وہ دور چشم بد
سرمہ لگا دے آنکھ مین میل خدنگ سے

گرمی سے خال رخ پہ تمھارے عرق نہین
ہندو نہا رہا ہی کوئی آب گنگ سے

وہ رحم دل ہون دل بھی پہلو مین جو پڑ ہو
شیشہ بھی ٹوٹے گر مرے مرقد کے سنگ سے

صد چاک ہو وہ دل نہو جس مین کہ تیری یاد
یا رب تہی جو شیشہ ہو ٹوٹے وہ سنگ سے

ٹوٹے نہ دانہ بھی اثر ضعف سے مرے
بالفرض آسیا بنے تربت کے سنگ سے

بعد فنا خیال جو اوس بت کا آگیا
رویا لپٹ لپٹ کے ہین تربت کے سنگ سے

آیا ہی میکدے مین جو وہ طفل محتسب
از خود سر اپنا پھوڑتے ہین شیشے سنگ سے

تیھر پڑین جنون کہ نہ ملنے شراب پی
شیشے نہ جب تلک بنے لڑکو نکے سنگ سے

ان آئنہ رخون کا نظارہ کیا کرے
دیوانہ ہی بنائے جو آئینہ سنگ سے

موزون طبیعتو نکو نہ کیون ہو تنفسے انس
کیا ربط ہی دیکھو ترازو کو سنگ سے

دیوانے ہونگے دیکھ کے بادام چشم یار
از خود سر اپنا پھوڑین گے بادام سنگ سے

کیونکر نہ چاک گل کی روش ہو قباے یار
غنچے کیطرح شوق ہی ملبوس تنگ سے

جس بزم مین ہی شیشہ فلک ساغر آفتاب
پونہچا وہان مین نشۂ مے کی ترنگ سے

فرقت مین جام مے ہی پیالا تفنگ کا
ساقی فزون ہی گردن مینا تفنگ سے

ہون وہ پتنگ شکوہ نہ آون جو بزم مین تو شمع
تا صبح جستجو مین پھرے پاے لنگ سے

اوس شمعرو کو پاس ہی عاشق کے نام کا
فانوس کا غلاف رنگا ہی پتنگ سے

ای موت جلد آ کہ یہ قصہ کہین چکے
نفرت ہی اوسکو صلح سے اور مجکو جنگ سے

کس طرح سے بچین مرے بازو کی مچھلیان
وہ تیغ آبدار نہین کم نہنگ سے

ای شام وصل ہون کہین آنکھین مری سفید
آلو پہنچی صبح مرگ تری اس ورنگ سے

گرمی کی اوسنے بھی تجھے اللہ ری نازکی
جلنے لگین ہتھیلیان مہندیکے رنگ سے

نکلا جو رخ پہ خط تو ہوا صاف ہمسے یار
صیقل اس آئنے مین نظر آئی زنگ سے

کھولیگا دام زلف اگر تو دم شکار
صیاد اوڑکے آئیگا طوطا تفنگ سے

تیرا ادا ادھر لب معشوق ہو گیا	منہ کو اودھر لگایا جو تو نے تفنگ سے

۱۴۹	ہر آن ضعف سے ہر دگرگون وزیر رنگ تصویر بھی کھینچے گل رعنا کے رنگ سے	۲۰

مری تربت پہ شور بلبلان ہی	چراغ قبر شاید گلفشان ہی
سگ جانان کی خاطر استخوان ہی	ہما تو بے بلایا میہمان ہی
بدن وہ روح کا جسکا گمان ہی	گلے سے بان کی سرخی عیان ہی
بدن مین اوس سہی قد کے ہو گیا تل	الف مین دیکھو تو نقطہ کہان ہی
اگر دیکھے اودھر تنکے چنے برق	ہمارا اوس چمن مین آشیان ہی
جہان ای ماہ تو ہی جلوہ فرما	زمین کا ہیکو ہی وہ آسمان ہی
بہا دریاے خون چشمون سے ایسا	جنازہ خود بخود میرا روان ہی
چمن مین نوچے ہین صیاد نے پر	بہار گل ہی اور اپنی خزان ہی
سبکروحی سے بوے گل بنا ہون	وہ بلبل ہون کہ غنچہ آشیان ہی
زبس رہتا ہی تیرا نام لب پہ	دہن پر میرے خاتم کا گمان ہی
عجب انداز سے بیٹھا ہی وہ ماہ	کہ کرسی پر گمان آسمان ہی
کوئی یوسف ہی اوس چاہ ذقن مین	نہین خط گرد اوسکے کاروان ہی
کوئی ڈرتے ہین سر کٹنے سے ہم مست	کہ سر شیشے کی گردن پر کہان ہی
کرون نالہ تو دم بلبل کا پھڑکے	برنگ برگ گل میری زبان ہی

ہمسایہ چاندنی اور چاند مکھڑا
ہین ایسے کفش پاے یار مین گل
ہنسا دیتی ہی ہر اک زخم تن کو
ہماری ہڈیان کھانا سمجھکر
رہے ہم اس چمن مین خانہ بردوش

دوپٹا آسمانی آسمان ہی
جہان وہ پاؤن رکھے بوستان ہی
تری تلوار شاخ زعفران ہی
ہما آخر ترے بھی استخوان ہی
وہ بلبل ہین پر و بال آشیان ہی

۱۵۰

وزیر اسنے نہ کی کچھ دستگیری
ہمارا ہاتھ ہی اور آسمان ہی

۱۷

دے مجھے خلعت شہادتکا خدا کیواسطے
شاخ سے گل نکلے تیری کفش پا کیواسطے
کی سگ جانانکی خاطر استخوانکی احتیاط
بعد مردن قبر مین بھی لائی بوے زلف یار
ہم فقیرونکے نہ کھائے سگ بھی ہرگز استخوان
اوڑنے دین کسطرح اے ظالم الکین ہاتھ کی
چاندنی چھٹکی ہمارے اشک کے سیلاب سے
ہون وہ میکش گر نہ آیا میکدہ مین ایکدن
پیرہن بھی گر نکلے اپنا تو مٹی مین رنگے
کردیا ہی غم نے کاہیدہ مجھے کیا ہی عجب

تیر کا دستہ منگا میری قبا کے واسطے
باغ مین کنگھیان او گی زلف دوتا کیواسطے
قینچیان لگوائین تربت پر ہما کیواسطے
ایک دو روزن بنا دینا صبا کیواسطے
ہڈیان ہین بادشاہونکی ہما کے واسطے
دام ہین یہ طائر رنگ حنا کے واسطے
راتکو روئے جو ہم اک مہ لقا کیواسطے
ہر سبو نے ہاتھ پھیلائے دعا کیواسطے
خاکساری چاہیے اتنی گدا کیواسطے
استخوان تن سے جو نکلین کہربا کیواسطے

اوسکا سنگ آستان کیونکر چھٹے ہمسے جنون
سنگ مقناطیس ہے زنجیر پا کیواسطے

ہون وہ پیاسا اشک بھر کر اپنی آنکھون مین پیون
ہاتھ پھیلاؤن نہ مین آب بقا کیواسطے

آرزو بس یہ رہی ہرگز نہو کچھ آرزو
گر دعا مانگے تو ترک مدعا کیواسطے

ہو گوارا رنج اونھین جنکو ہو آرائش پسند
ہاتھ بندھوائین حسین رنگ حنا کیواسطے

روؤن جب دریا پہ اوسکو خوف ہو طوفان کا
ناخدا دینے لگے مجکو خدا کیواسطے

ہوکے زخمی اپنے قاتل سے یہ مین کہتی ہوا
سیکڑون منہ ہوگئے پیدا دعا کیواسطے

۱۵۱	بخش دے اپنے کرم سے ای خدا جرم فرید مصطفی کے واسطے اور مرتضی کے واسطے	۲۵

کعبہ ابرو دکھا و بت خدا کیواسطے
شکل مژگان ہاتھ اوٹھائے ہون دعا کیواسطے

یارب آئے باغ مین وہ گل حنا کیواسطے
ہاتھ پھیلائے ہین شاخون نے دعا کیواسطے

ضعف نے ایسا گھلایا ہی اوسے ملتے نہین
استخوان میرے ہوے عنقا ہما کیواسطے

ماہ تابان تو ہی اور تیری قبا مہتاب ہی
چاہیے دستہ ستارونکا قبا کیواسطے

ہون وہ دیوانہ مرا چھلا جو لے تو ہاتھ مین
ای پری وہ طوق ہودزدحنا کیواسطے

سیکڑون گل پس گئے اور بلبلونکا خون ہوا
جب گیا گلشن کو وہ ظالم حنا کیواسطے

کیا برابر میرے سینے پر لگائے اوسنے تیر
بس یہی دستہ مناسب تھا قبا کیواسطے

لاکھ دروازہ کرے تو بند خط بھیجین گے ہم
روزن دیوار بھی در ہی صبا کیواسطے

تیری اہ شوق مین ہمدرجہ لاغر ہو گیا
بنگیا مژگان ہین چشم نقش پا کیواسطے

دستگیر و نکا نہ احسان ضعف نے ہو نے دیا
ہاتھہ اوٹھہ سکتا نہین میرا عصا کیواسطے

جو کہ قانع ہو وہ بچ جائے فریب نفس سے
دام کب صیاد پھیلائے ہما کے واسطے

بار جہان ہو جو سر پر استخوان ہون چور چور
سنگ ہی سایہ ہما کا مجھہ گدا کے واسطے

اسقدر تعظیم کا عادی ہون گر دیکھون کبھی
استخوان تن سے نکل آئین ہما کے واسطے

ای مری تکبیر ہلادون عرش کی زنجیر کو
جب کرون نالے تری زلف دوتا کیواسطے

ہیچ تو یہ ہی آدمی ساکوئی خود مطلب نہین
کی عبادت بھی تو حور مہ لقا کے واسطے

خرمن عالم مین جو دانہ ہی قسمت کا ہی
برق کی خاطر ہی کب ہی آسیا کیواسطے

اوٹھہ کے بتخانے سے کعبے کو اگر جاؤن لگون
برہمن دینے لگین مجکو خدا کے واسطے

ڈھانکتے ہین منہ کو اپنے چادر مہتاب سے
روتے ہین ہم اونکو ہم اوس مہ لقا کیواسطے

زندگی تک ہی یہان اہل سعادتکی بھی قدر
بعد مردن ہی مگس رانی ہما کے واسطے

اونکی آرایش یہان ہی جو کسی قابل نہین
ہی حنا اس باغ مین ہر دست و پا کیواسطے

زخم کھاؤن یار کی تلوار کا پانی پیون
غیر کا احسان نلون آب و غذا کیواسطے

ہجر کی شب صبح ہونے کی کرون گر آرزو
پنجہ خورشید پیدا ہو دعا کے واسطے

اپنی گردنکو جھکاتے ہی مہ نو دیکھہ لے
خوب رو پیدا ہوے شرم و حیا کیواسطے

کفش لو کر تو ہین گر روندے قبر عاشقان
سر نکالین دوست دشمن زیر پا کیواسطے

١٥٢	اشک خونین سے ہی گلگون خرقت عریانی فریر رو رہا ہون اک گل رنگین قبا کے واسطے	١٦

منزلت ہی مثل کعبہ ابروِ خمدار کی
طوف گردش سے کیا کرتی ہین آنکھین یار کی

بل بے گرمی آتش رنگ حنائے یار کی
بنگئی نَے ہاتھہ مین منقار موسیقار کی

کرتے کچھہ تعریف تیغ ابروِ خمدار کی
گر دہان زخم مین ہوتی زبان تلوار کی

خوب روندا پائے گلگون سے ہماری قبر کو
چادر گل نقش پائے یار نے تیار کی

عکس دندان سے بنا موتی کا مالا تیغ مین
جوہری سے پوچھئے قیمت تری تلوار کی

آستین سے گر ہوے باہر مرے دست جنون
دھجیان اوڑتی پھرینگی دامن کہسار کی

کفش زرین سے ستارے جھڑتے ہین وقت خرام
سیر دیکھو اب زمین پر کوکب سیار کی

دخل کیا ہی حشر تک چمکے جو تیغ آفتاب
تا بمشرق دھوم ہی اوس مغربی تلوار کی

روزن آتے ہین نظر اشکو ہمین موتی کیطرح
وقت گریہ یاد ہی کس روزن دیوار کی

آئے جب وہ شمع فانوس خیالی ہو مکان
صدقے ہون پھر پھر کے تصویرین در و دیوار کی

عندلیبین بلبلونکی طرح غرق آب ہین
بے ترے روئین یہ آنکھین نرگس بیمار کی

اپنے قد کا وہ لب جان بخش سے کرتا ہی وصف
آپ تعریفین مسیحا کر رہا ہی دار کی

روتے روتے ہر سے گذرا ہی مرے سیلاب اشک
حالت اب مثل کف دریا ہی یان دستار کی

دیکھی دریا مین سکندر کی جو تپلی ردی وہ
تپلیان یاد آئین میری چشم دریا بار کی

ہون مین وہ عاصی کہ روز حشر ہر ہر عضو سے
آئیگی آواز یا غفار یا غفار کی

۱۵۳ بادشاہ شاعران ہون گو تخلص ہی وزیر
دھوم ہی ملک معانی مین مرے اشعار کی ۱۵

کچھ حقیقت سینے میرے دل سے چشم یار کی
پوچھیے بیمار سے حالت جو ہو بیمار کی

آنکھ کب ہو جہ پڑتی ہی کسی میخوار کی
ہی صراحی دار گردن ساقی سرشار کی

کھا کے زخم نوک مژگان ہونگا ابرو سے شہید
نیزہ بازی ہو کے نوبت آئیگی تلوار کی

ہو گئی صیقل بھی ظالم بارہا بھی کھی گئی
تو جو بگڑا ہمسے بن آئی تری تلوار کی

گھر ترا ہی گلشن فردوس رضوان پاسبان
حور تو غلمان ہین تصویرین در و دیوار کی

اوسکے رخ کو میرے داغ دل کو چاند ہین آفتاب
لکھین تعریف ایک شاعر نور کی اور نار کی

اوس بت بیدین پہ ہم دیندار بھی مرنے لگے
برہمن زنار پہنا دے کفن کے تار کی

چشم مین پتلی کے بدلے ہی کسی بت کا خیال
آنکھ کے ڈورے پہ اب پھبتی کہو زنار کی

آنکو بھی چھپ کے اوسکے گھر مین جا سکتی نہین
چاندنی چھٹکی ہوئی ہی سایہ دیوار کی

ہو نہین وہ بلبل قفس مین بھی نہ بھولا یاد گل
جب اوڑی ہے پھر لیے رنگت راہ لی گلزار کی

مشکلون سے یار کی دیوار مین روزن بنے
کین ہین مین نے منتین سی منتین معمار کی

ساز سے بے یار آئے کیون نہ رونیکی صدا
تار مین صورت ہی مطرب آنسوون کے تار کی

ہی وہ میر کفر جسکے ہین مسلمان معتقد
ٹوٹی گر زنار آواز آئی استغفار کی

تب مزا ہی ہو ہمارے منہ مین قاتل کی زبان
اور دہان زخم مین بھی ہو زبان تلوار کی

شعلہ آواز سے جھڑتی جو ہین چنگاریان
نے بنائی تو نے کیا منقار موسیقار کی

۲۲	ولہ	۱۵۴

یاد گیسو مین جب آتا ہی کبھی ہوش مجھے
سارا عالم نظر آتا ہی سیہ پوش مجھے

سر ٹپکتا ہون پلا دے مے سرجوش مجھے
ساقیا دور کہ پھر آنے لگا ہوش مجھے

مثل شبنم چمن دہر مین بے سامان ہون
سر اگر مجکو دیا تو نہ دیا دوش مجھے

نہ سنون کوئی بھی آواز سوا قلقل کے
ساقیا پنبہ مینا دے پئے گوش مجھے

اسقدر پھول سا کھڑا ہی ترا سرخ و سفید
گل ترے آگے نظر آے سیہ پوش مجھے

کاسہ ماہ کو دے پٹکون خم گردون پر
ساقیا آے جو مستی مین کبھی جوش مجھے

لن ترانی جو کہوگے تو سنوگے تم بھی
ایسا نظرون سے کیا ضعف نے روپوش مجھے

نہ سنون کوی بھی آواز انا الحق کے سوا
چاہیے پنبہ منصور پئے گوش مجھے

ہجر مین مر نہ گیا منہ اوسے کیا دکھلاتا
شکر صد شکر کیا ضعف نے روپوش مجھے

آج یہ ہجر کی شب رنج وہ دکھلاتی ہی
غم فردا سے قیامت ہی فراموش مجھے

صورت آبلہ بس زیر قدم ہو گردون
آے گر عالم وحشت مین فزا جوش مجھے

گلفشان ہی جو چراغ سحری خوش نگا
یار دکھلاے گا پھر صبح بناگوش مجھے

شور قلقل وہین کچھہ یاد دلا دیتا ہی
بھول جاتے ہین جو یاران قدح نوش مجھے

آگئی لغزش مستانہ کسی مست کی یاد
دور ساغر نے کیا بزم مین بیہوش مجھے

فرقت گیسوے ساقی مین جو غم کھاتا ہون
کہتے ہین سارے سیہ مست بلانوش مجھے

ڈر گیا مین کہ بس اب صبح کا تارا نکلا
نظر آیا جو شب وصل در گوش مجھے

جوہر تیغ کا آئینہ تن پہ ہی عکس
آج قاتل نظر آتا ہی زرہ پوش مجھے

ساغر عمر تلک ہوا بھی لبریز شراب
صورت مے اگر آجاے ذرا جوش مجھے

نالے سنکر مرے تنگ آکے وہ بت کہنے لگا
مثل گل کیون نہ کیا حق نے گرانگوش مجھے

اوٹھہ گیا پھر مرے پہلو سے وہ عیسی میرا
پھر لحد آج دکھانے لگی آغوش مجھے

ہون وہ نخچیر جو چلاے کمان دو ابرو
شکل سوفار ملے ہین لب خاموش مجھے

ساغر عمر کو اللہ نے لبریز کیا
جام تو نے نہ دیا ای بت مے نوش مجھے

١٩	ولہ	١٥٥

ایسا اک جام دے ای ساقی مینوش مجھے
دونون عالم نظر آنے لگین بیہوش مجھے

میرے جیب کہنے سے ظاہر ہوا عشق پنہان
لب اظہار ہوے ہین لب خاموش مجھے

دیکھکر بزم مین ساعد کو ترے مرنے لگے
شمع فانوس نظر آئی کفن پوش مجھے

آ گئی نرگس مخمور کسی مست کی یاد
دیجیو جام اجل ساقی مے نوش مجھے

نالۂ مرغ سحر ہو گئی صریر خامہ
لکھنی ہی اب صفت صبح بناگوش مجھے

بیخودی مین ہی جو اک نرگس مخمور کی یاد
گردش جام دکھاتی ہی رم ہوش مجھے

صاف باطن ہون نہین زینت ظاہر کا
شکل آئینہ بنایا ہی نمد پوش مجھے

بار سر اوترا کبھی بار ہوا پھر پیدا
شمع سان کر لینگا کوی سبکدوش مجھے

مر ہی جاؤن گا اگر صبح کا تارا نکلا
یاد آئیگا کسی مہ کا در گوش مجھے

لب اگر وا ہون تو نابود ہون مانند حباب
یہ بھی حکمت ہی بنایا ہی جو خاموش مجھے

بھر گے اشک آنکھونمین ایاغ سے آئین شراب
یاد کرتے ہین پس مرگ جو مے نوش مجھے

ہی یقین جبر خلکی اس تفرقہ پردازی سے
قبر سے دیکھ سکیگا نہ ہم آغوش مجھے

ہجر مین سر کو بھی پھوڑا تو نہ نکلی آواز
شہر مین چشم نے کسکی کیا خاموش مجھے

ہی ہر اک شام کی ای ماہ سحر آخر کار
زلف سرکا کے دکھا صبح بناگوش مجھے

کہتی ہی شمع زبانسے یہی ای رشک چمن
گل ہون مین تو جو کرے بزم مین خاموش مجھے

ہون وہ بے سر بھرے ہاتھو نہ پہ سیدالاش مری
شیشے کی طرح بنایا ہی سبکدوش مجھے

کرتی ہی سرمے کے دنبالے کا شکوہ تری آنکھ
دیکھو آہو سے بنایا ہی سیہ گوش مجھے

سنگ مرقد سے مرے شیشے وہ بنواتا ہی
نہ کیا مرنے پہ ساقی نے فراموش مجھے

١٥٦	گرچہ ہون اپنے زمانے کا فغانی مین وزیر دو ہی باتون مین کیا یار نے خاموش مجھے	٣٠

برق باران جسکو کہتے ہین مرا افسانہ ہی
کچھ حقیقت رونیکی کچھ حال ہتیا بانہ ہی

گنج ہوتا ہی وہان اکثر جہان ویرانہ ہی
خانۂ ویران ہر درویش دولتخانہ ہی

نشاے سے ہر ہر قدم پر لغزش مستانہ ہی
نقش پاے ساقی مہوش خط پیمانہ ہی

کسکی شمع حسن سے روشن مرا کاشانہ ہی
بنگیا ہی کرمک شبتاب جو پروانہ ہی

صاف کہہ دیجے کہ دلمین جلوۂ جانانہ ہی
لامکان جو شوخ تھا اب وہ بھی صاحبخانہ ہی

صورت قلقل نواے بلبل مستانہ ہی
ہر ہر اک غنچہ گلابی جوہر گل پیمانہ ہی

گر سگ کوی بتان کھاتا نہین دیوانہ ہی
میری شمع استخوان کا ہر ہما پروانہ ہی

یان دم تحریر یاد نرگس مستانہ ہی
موج مے ہی کلک خط میرا خط پیمانہ ہی

ایک عالم یار تیرے حسن کا دیوانہ ہی
گل جو ہی بلبل ہی اور جو شمع ہی پروانہ ہی

دور ساغر کو جو ہی تیرے حنائی ہاتھہ سے
شعلۂ جوالہ ساقی گردش پیمانہ ہی

شعلۂ آواز قلقل کی جو دیکھین گر میان
شمع مینا بنگیا ہی جام مے پروانہ ہی

دیکھہ لیتے ہین وہ دلمین جو نہین دیکھا کبھی
جام جم کہتے ہین جسکو کیا یہی پیمانہ ہی

تاکتا ہی کسکی چشم مست زاہد وقت ورد
مثل دور جام مے گردش مین ہر اکدانہ ہی

توڑتا ہی شیشۂ خالی ریاض بزم مین
باغبان ساقی ہی مینا سبزۂ بیگانہ ہی

ہاتھہ مین شمشیر بران رہتی ہی روز وغا
دستگیری رنج مین کرتا ہی جو مردانہ ہی

شمع عکس روے روشن آئینہ فانوس ہی
جوہر آئینہ ہر اک صورت پروانہ ہی

ای صدف تیری طرح محتاج نیسان کے نہین
صورت گوہر ہمارا اشک آب و دانہ ہی

ای صنم یکتائی اسلام کی ہی یہ دلیل
دیکھلے ہی ایک کعبہ لاکھہ جا بتخانہ ہی

ملتے ہین ہر بت کے نقشے سے ترے نقش قدم
پاؤن کا تیرے نشان جسجا ہی وہ بتخانہ ہی

برسون گذرے ہین خیال یار بھی آیا نہین
ہم مین اور تنہائی مین کیا اندنون یارانہ ہی

یاد کرتے ہین کسیکا مصحف رو طفل اشک
دیدۂ گریان مرا ہی چشم مکتب خانہ ہی

کرمک شب تاب کے مانند اوڑتے ہین چراغ
تیرے دیوانے کا وحشت خیز یہ کاشانہ ہی

خوشۂ پروین یہ ای دہقان چرخ اتنا نہ پھول
برق خرمن ہی ہمارے کشت کا جو دانہ ہی

مین جو آنکھونسے لگاتا ہون اونجھہ پڑتا ہی
پنجۂ مژگان ترے گیسو کو مثل شانہ ہی

جو حسین ہی اوسکا چاہتی بھی ہونا ہی ضرور
شمع ماہ و مہر سے روشن ہر اک کاشانہ ہی

شیشہ وساغر لگاتین مجکو پتھر کی عوض
کہہ و لڑکون سے یہ دیوانہ تو کچھہ مستانہ ہی

دل دھڑکتا ہی نہ قاصد پر کہین بجلی گرے
میرے نامے مین رقم کچھ حال بتیابانہ ہی

داغ سوز اُسکے ہی مثل شمع روشن دل مرا
کر بنگ شب تاب کی مانند یہ پروانہ ہی

لے اوڑی ہی حسرت دیدار روے یار کی
شمع کو شعلہ برنگ شہپر پروانہ ہی

۱۵۷

ہین عصا بردار آہین اور ہجوم اشک فوج
ای وزیر اس مفلسی مین شوکت شاہانہ ہی

۲۰

ایسی مرے یوسف کے ہی رخسار مین گرمی
جلتے ہین خریدار ہی بازار مین گرمی

تم آے نہین داغ دل زار مین گرمی
ای میرے خلیل اب نہ رہی نار مین گرمی

کانٹا جو چُبھے پاؤن مین ہو آبلہ پیدا
ایسی ہی مرے وادی پرخار مین گرمی

موسی کیطرح مردم چشم آتین نہ غش مین
بیطرح ہی برق نگہ یار مین گرمی

سردی نفس سرد مین ہی آنکھو نمین برسات
رہتی ہی سدا داغ دل زار مین گرمی

قد صاف ہی سانچے مین ڈھلا شمع کیصورت
ہی شعلہ صفت آتش رخسار مین گرمی

مچھلی مرے بازو کی ہی شکل سمندر
ایسی تب غم سے ہی تن زار مین گرمی

غیرون پہ گرے شعلہ آواز سے بجلی
اللہ ہی کیا ہی ترے گفتار مین گرمی

حمام کرو خانۂ دل سوختگان مین
آہون سے ہی سقف و در و دیوار مین گرمی

قسمت مین ہی جلنا نہ وہان بھی ملے آرام
پیدا ہو ترے سایۂ دیوار مین گرمی

تپخالے پڑے پیتے ہی خون تھا یہ مرا گرم
پیدا ہوے ظالم لب سوفار مین گرمی

پھل برق ہی اور قبضے مین سوز جگر ہی
قاتل ہی سراپا تری تلوار مین گرمی

پھنکتا ہی مرا جسم تب ہجر تبان سے
ہی نبض کیصورت مری زنار مین گرمی

ڈرتا ہون کہ جوہر کے چمن مین لگے اگ
بجلی کیطرح ہی تری تلوار مین گرمی

زاہد جو کرے سامنا ہو جاے سیہ رو
خورشید سی ہی تیرے سیہ کار مین گرمی

خلخال یہ ہی شعلہ جوالہ کا دھوکا
ان شعلہ رخونکی ہی یہ رفتار مین گرمی

دیکھے تو ابھی جلنے لگے خرمن مہ بھی
بجلی سے فزون ہی نگہ یار مین گرمی

اے چرخ تجھے صورت تبخالہ بنایا
ایسی ہی مری آہ شرر بار مین گرمی

دون شمع سے تشبیہ تو اکدم مین پگھلجاے
کیا آتش غم سے ہی تن زار مین گرمی

۱۵۸

ناسور مین ہتی صفت شمع ہی سوزان
ایسی ہی وزیر اس دل افگار مین گرمی

۱۴

آہو نسے ہی اب کوچہ دلدار مین گرمی
جلتی ہی ہوا گرم ہی گلزار مین گرمی

بیٹھا تھا مین دل سوختہ تکیہ جو لگا کر
ابتک ہی تمھارے در و دیوار مین گرمی

منہ پھیر لے مژگان کیطرح ابر جو دیکھے
اے برق ہی ایسی نگہ یار مین گرمی

جلتی ہین یہ آنکھین مری جھانکون جو کبھی مین
پیدا ہو ترے روزن دیوار مین گرمی

ہر سنگ ہوا موم رگ سنگ بنے شمع
نالون سے مرے زور ہی کہسار مین گرمی

بلبل وہ ہون نالونسے جلادونمین چمن کو
ققنس کیطرح ہی مری منقار مین گرمی

ہوتا ہی بہت گرم مری آہ وہ سنکر
اب میری سبب سے ہی مرے یار مین گرمی

یون جسنکی گرمی سے تری جلتی ہین آنکھین
جسطرح ہو تب سے تن بیمار مین گرمی

بل کھائے نہ کس طرح سے موے کمر یار
شعلہ ہی قد گرم ہی رفتار مین گرمی

مہتابی مین کوٹھے کی ہی خورشید کا عالم
کیونکر نہو تیرے در و دیوار مین گرمی

ای جان ترے نقش قدم سے ہی چراغان
ایسی ہی کہان کبک کی رفتار مین گرمی

جاتے ہی ترے پڑ گئی اوس ایسی گلون پر
سرد آتش گل ہی نہین گلزار مین گرمی

زلفین ہین دھوان شعلے ہین وہ دست حنائی
سر سے کف پا تک ہی مرے یار مین گرمی

ہر شعر مرا مطلع خورشید سے ہی گرم
ہون برق زبان ہی مرے اشعار مین گرمی

١٥٩	وله	١٧

آنکھین کھلی ہوی ہین عجب خواب ناز ہی
فتنہ تو سو گیا ہی در فتنہ باز ہی

کچھ حال اپنی زلف کے دیوانے کا نپوچھہ
بس مختصر ہی کر کہ یہ قصہ دراز ہی

دل خانۂ خدا ہی نہ دے ان بتونکو جا
او بے تمیز کچھہ بھی تجھے امتیاز ہی

محراب تیغ یار سے پھیرا نہ منہ کبھی
جسکا نہین سلام وہ اپنی نماز ہی

کہتے ہین صبح پرتو رخسار یار کو
مشہور شام سایۂ زلف دراز ہی

پتھر گداز ہونے سے بنتا ہی آئنہ
روشن ضمیر ہی تو اگر دل گداز ہی

گردون سے ایک عقدۂ دل وا نہوسکا
بیفائدہ ہلال کا ناخن دراز ہی

دانے ہین دانہ رشتۂ تسبیح دام صید
زاہد ہر ایک بستۂ صد حرص و آز ہی

مستونکو کیون نہ قلقل مینا پہ حال آے
ساقی ہی مطرب اور ہر اک شیشہ ساز ہی

شیشہ ہی مثل شمع یہان جام مے تپنگ
ہم دل جلون کی بزم مین سوز و گداز ہی

ٹپکی جو میرے زخم سے انگور سے شراب	گرم نظارہ کیا وہ مرا مست ناز ہی
پونہچا دیا ہی عشق بتان نے خدا تلک	کیا نردبان بام حقیقت مجاز ہی
دیکھو ذرا زمانۂ الفت کا انقلاب	محمود ہی غلام تو صاحب ایاز ہی
محراب کعبہ سمجھے ہم ابروے یار کو	مژگان پہ صاف شبہہ ہوا جانماز ہی
ہم وہ شراب خوار ہین خمیازہ کش جو ہون	آنے لگی صدا کہ در توبہ باز ہی
موتی صدف مین دانۂ انگور کیون نہون	دریا مین جلوہ گر وہ مرا مست ناز ہی

١٦٠	جھک جائے کیون نہ شاخ ثمردار اے وزیر افتادہ جو کوئی ہی وہی سرفراز ہی	١٠

ابروے یار کعبۂ اہل نیاز ہی	آنکھین کھلی نہین ہین در توبہ باز ہی
قلقل ہر ایک شیشۂ مے کہ رہا ہی کیون	ساقی خموش کیا وہ مرا مست ناز ہی
آئینہ عذار بتان کیا بناے صاف	ہاتھہ اوسکے چومیے عجب آئینہ ساز ہی
کیا کیا نہ ہمکو ابھی عبادت پہ ناز تھا	بس دم نکل گیا جو سنا بے نیاز ہی
آیا ہزار پیچ سے بحر طویل مین	مضمون زلف یار قیامت دراز ہی
جا کر چمن مین سرو کو آزاد کر دیا	کیونکر نہ کہیے یار کو بندہ نواز ہی
لگتے ہین ایک جنبش مژگان سے لاکھہ زخم	کیا ترک چشم نام خدا نیزہ باز ہی
ہی صرف نالہ ہر رگ تن مثل تار ساز	یارب ہمارا جسم ہی یا کوئی ساز ہی
رونے لگین جلے جو پتنگ اپنی بزم مین	مانند شمع دل یہ ہمارا گداز ہی

۱۹	ذکر اوس دہن کا سبکی زبان پر ہے ای وزیر یہ لفظ مختصر تو نہایت دراز ہے	۱۶۱

ترے سر میکدے دنبالے پہ جسنے آنکھہ ڈالی ہے
تو پھر شاخ غزالائین بھی شاخ اوسنے نکالی ہے

فراق یار مین جو گل ہے رنگ و بو سے خالی ہے
چمن اپنی نظر مین گلشن تصویر قالی ہے

چمن مین آج نرگس پر جو تونے آنکھہ ڈالی ہے
کوی شاخ اوسمین شاید چشم بد دور ابنکالی ہے

ہمیشہ ٹھوکرین کھاتا ہے صرف پایمالی ہے
تن بیجان ہمارا صورت تصویر قالی ہے

ترے جانے سے مطرب نعرہ زن تصویر قالی ہے
مثال تار ریشیون مین ہر اک تار نہالی ہے

گھلایا اسقدر اوسکو تری ابرو کی الفت نے
کہ تیغ آفتاب ای ماہ انروزون ہلالی ہے

ترے زخمی کو ای مہرو نکیونکر چاندنی مارے
سپر مین بھی ہے چاند اور تیغ بھی تیری ہلالی ہے

تجھے دیکھا جو چشم بد سے دی تعزیر گلچین نے
نہین ٹوٹ رہی یہ نرگس آنکھہ گلشن کی نکالی ہے

بچھائین بلبلون نے آنکھین آیا تو جو گلشن مین
زمین باغ بلبل چشم کی گویا نہالی ہے

نہین ہو جیہ رونا زار زار ابر بہاری ہے
تمھارے کانکی بجلی یہ ہمپر گرنے والی ہے

تصدق ہوتی ہین پھر پھر کے دیوارونکی تصویرین
مکان اوس شمعرو کا شکل فانوس خیالی ہے

مہ نو پر نہ کر اتنا غرور ای آسمان ہم سے
فقیر اک ماہ کے ہین اپنی کشتی بھی ہلالی ہے

وہ میکش ہون نہ دیکھون رات بھر اوسکی طرف ہرگز
فلک نے آفتاب آگے مرے مینا سے خالی ہے

کیس میکش نے دیکھا چشم کم سے اسکو ہیہات
پیالہ بادہ گلگونکا نظرون مین پیالی ہے

لگا مضمون ہاتھہ اوس کانکی بالی کی مچھلی کا
یہ ہمنے چشمہ خورشید سے مچھلی نکالی ہے

قطعہ

سبو و جام توڑیگا تو نقصان اپنا کیا ہوگا ۔ سنا او محتسب تو عقل و دانش سے خالی ہے

سبوے مے اگر ٹوٹے پیالہ مے کا بنجائے ۔ پیالہ ٹوٹ کر چھوٹا جو ہو جاتے پیالی ہے

پڑے ہین شیشے خالی ایکدن باقی نہ اُنکلا ۔ مہینا اس سن جو ہے مری نظرون مین خالی ہے

١٦٢ ۔ غزل ہمثل کہتا ہون وزیر افضال ایزد سے ۔ نہ میری طبع عالی ہے نہ میری فکر عالی ہے ۔ ١٨

لڑائی وصل مین اوس جنگجو سے ہونیوالی ہے ۔ کٹاری گلبدن کے پایجامے نے نکالی ہے

قدم رکھنے سے تیرے نقش جب نقش نہالی ہے ۔ گل افسون دمیدہ ہر گل تصویر قالی ہے

مسلمانونکو تیر اردے روشن روے یوسف ہے ۔ تری زلف سیہ آگے ہر اک ہندو کے کالی ہے

ہر اک معشوق یان ہے تشنہ خون اپنے عاشق کا ۔ نہین شعلہ زبان یہ شمع نے باہر نکالی ہے

مے گلگون ہے ساغر مین گلابی دست ساقی مین ۔ صنم پہلو مین ہے ایمان کا اللہ والی ہے

بنایا مجکو شاخ زعفران کیا ناتوانی نے ۔ قدم رکھنے سے میرے خندہ زن تصویر قالی ہے

نہین ہے شمع یہ تربت پہ کہدو میرے قاتل سے ۔ امید قتل مین پھر قبر سے گردن نکالی ہے

نکالے مجھپہ گر تلوار تو اے غیرت گلشن ۔ وہ بلبل ہون کہون یہ شاخ گلبن نے نکالی ہے

پسینا ہے سنہرا رنگ اوس گل کا ہے کندن سا ۔ چمن مین سرخ ہین گل پر کہان شبنم مین لالی ہے

کمر کو بال سے تشبیہ دون مین نازک جانسے ۔ اگر وہ موشگافی ہے تو یہ نازک خیالی ہے

وہ عالی ظرف ہون ساقی کہ میری محفل مین ۔ فلک ہے اک سبو اور ماہ اک جام سفالی ہے

ہماے سائے سے بہتر ہے کملی ہم فقیرونکی ۔ ہماری پشم سے رومال اگر منعم کا شالی ہے

ادا سے گالیان دینے پہ اپنا دم نکلتا ہی — ہمین میٹھی چھری ہی یہ شکر لب تیری گالی ہی

بنا تل انکھہ کا ای جان تل تیرے کف پا کا — قدم رکھنے سے بینا دیدہ تصویر قالی ہی

کلی ہی یک پہر قاتل کی چٹکنا ہی صدا اوسکی — ہی ٹہنی گل کی تلوار اور سپر پھولونکی ڈالی ہی

برا ہو ناتوانی کا اوڑا دی نیند اوسکی بھی — تن زار اپنا خار دیدہ تصویر قالی ہی

پلا دے لب سے لب ساقی لگا دے منہ سے منہ ساقی — مین رند لاابالی ہون تو مست لاابالی ہی

۱۶۳

حسینون پر **وزیر** اپنا ہمیشہ دم نکلتا ہی
مرینگے دیکھہ کر تلوار اگر اوسکی ہلالی ہی

۱۴

نگہ کے چل رہے ہین تیر اور مژگان صف آرا ہی — جسے سب تیر باران کہتے ہین اوسکا نظارا ہی

نمایان چین گیسو سے جو تیرا گوشوارا ہی — منجم کہتے ہین یہ برج عقرب مین ستارا ہی

برنگ گل سے زخم بدن جتنے ہین خندان ہین — مرے قاتل نے ہنس ہنس کر جو تلوار اوسے مارا ہی

حجاب آتا ہی جراحو نکو زخم دل دکھانے سے — نگاہ شرمگین سے تیر کسنے دل پہ مارا ہی

ہمارا حال خفیہ لکھہ کے پونہچاتا ہی جانان کو — رقیب روسیہ اب اندنون قاصد ہمارا ہی

ہنسے جب برق چمکی جب ملی مستی گھٹا چھائی — غرض ہر ایک عالم مین عجب عالم تمہارا ہی

کمال عشق تب ہو جب کنارے گور کے پونہچین — لحد کہتے ہین جسکو بحر الفت کا کنارا ہی

تمنا ہی عبث دلکو ہمارے بات کرنیکی — دہان تنگ مین اوسکے سخن کا کب گذارا ہی

بلا سے دیجیے تشبیہ کیون زلف چلیپا کو — تمہارے سر پہ ای رشک پری سایہ ہمارا ہی

تعجب کچھہ نہین ہی تو جو انکھین پھیرے ہم سے — ہمارے بخت کا ای ماہ گردش مین ستارا ہی

لکھا ہی کاغذ ابری یہ حال گرتہ ای قاصد	زبانی کچھہ جو پوچھے کہیو خط سے آشکارا ہی
ترے ہر عضو پر ای ماہ رو ہی نور کا عالم	قبا مہتاب اگر ہی او سمن جنٹ چاند تارا ہی
دل پر خون ہی شیشہ داغ حسرت ساغر ہی	نہین ہی تو جو ساقی اب ترغم مجلس آرا ہی
۱۶۴ رولایا ای وزیر اسد رجہ شوق ہمکناری نے	کہ دریا چشم ہی اور چشم کا گوشہ کنارا ہی ۹
جو مجھہ خم گشتہ کی جانب تری مژگان صف آرا ہی	گریگی چاند ماری ای صنم فوج لضارا ہی
گیا واعظ کو محو دخت رز لاکھہ افسون سے	پڑھے جن کو مرے ساقی نے شیشے مین اوتارا ہی
سر انکھون سے کرین سجدہ جدھر ابرو ہلالی ہو	جدا کچھہ کفر اور اسلام سے مذہب ہمارا ہی
ترے قامت کی قمری سرو قد تعظیم کرتی ہی	مثال سایہ ہی وان سرو سجا تو خود آرا ہی
بیابان گرد ایسے ہین نچھوڑا ساتھہ گردش نے	پس از مردن بگولا گنبد مدفن ہمارا ہی
ہوا ہی اسی پری کا جلوہ گر دل لاکھہ افسون سے	سلیمانکی قسم دیدے کے شیشے مین اوتارا ہی
کوئی شمشیر ابرو کا بھی قاتل وار ہو جائے	مژہ نے برچھی ماری ہی نگہ نے تیر مارا ہی
ہر عنقا دہن کو کہیے خط کو سایۂ عنقا	دہن کو باندھیے عنقا نیا یہ استعارا ہی
۱۶۵ ہزار افسوس نے ان روز دن وزیر اک ماہ تابانکو	برنگ آسمان ہمنے بھی شیشے مین اوتارا ہی ۱۶
کون جیتا ہی ای صنم مر کے	آؤ تو دیکھہ لین نظر بھر کے
شکر ہی ان بتون کے کوچے مین	پونہچے ہین ہم خدا خدا کر کے

سر کو ٹکراتے ہین لحد مین ہم	لطف بھولے نہین ہین ٹھوکر کے
ساقیا چشم یار یاد آئی	دے مجھے ساغر اجل بھر کے
منہ دکھانے کا کسنے وعدہ کیا	منتظر ہین جو روز محشر کے
کیا بجھائی ہمارے دل کی لگی	صدقے اوس آبدار خنجر کے
اے جنون آپ کاٹ ڈالون سر	کہین گردن سے بوجھہ تو سر کے
دیکھیے دنکو رخ سے کیا ٹھہرے	زلف کے میہمان ہین شب بھر کے
کس خرابی سے کاٹی ہے شب ہجر	اب تلک ہم جیے ہین مر مر کے
یاد آیا چمن مین جب قد یار	صدقے ہونے لگے صنوبر کے
خاکساری مین نقش پا کیطرح	رہنما ہین ہر ایک رہبر کے
نامہ اوس طفل کو مگر پہنچا	کہ کبوتر وہان اوڑے پر کے
اے صنم ایک تو ہے غیرت گل	بخدا ورنہ بت ہین پتھر کے
ہین جو ابروے یار پیوستہ	خوب مصرع ہین دو برابر کے
نقشۂ یار کھینچ یون مانی	چاند کا منہ ہو دانت اختر کے

۱۶۶	کرے طوفان بپا وزیر یہ بحر لکھون مضمون جو دیدۂ تر کے	۲۰

ایک عالم نے جبہہ سائی کی	اے بتو تمنے بھی خدائی کی
عاشقون کے لہو کی پیاسی ہین	مچھلیان اوس کف حنائی کی

زلف پر پیچ سے جو دل اولجھا
پیچ مین رخ پر اصفائی کی

مرغ بے بال و پر ہون ای صیاد
آرزو ہی کسی رہائی کی

ای جنون وحشت کو چلین گے ہم
ہی قسم اس برہنہ پائی کی

سر جدا ہمنے اپنا کر ڈالا
آئی جب گفتگو جدائی کی

پھر گیا یار گھر کے پاس آکر
بخت برگشتہ نے برائی کی

سیکڑون جامے تجھ پہ پھٹتے ہین
دھوم ہی تیری بیرزائی کی

تجھ سے تو ہمکو ای خم ابرو
تھی نہ امید کج ادائی کی

کوی قاتل کی راہ بھولا تھا
ای اجل تونے رہنمائی کی

دل کہین اور ہمنے اٹکایا
بیوفاؤن سے بیوفائی کی

نہ گئے زاہدون کے پاس کبھی
دختر رز نے پارسائی کی

شہر مین جاے گی مری پاپوش
قدردان کیا برہنہ پائی کی

صاف ہی آئنہ تن پرنور
ہی دلیل اسپہ خودنمائی کی

کاسہ ماہ کیون نہو پرنور
برسون اوس کوچے کی گدائی کی

کعبۂ دل مین بھی مقام کیا
ای بتو تمنے کیا رسائی کی

خط کے آنے پہ بھی مکدر رہی
صورت اب کون سی صفائی کی

بال و پر بھی گئے بہار کے ساتھ
اب توقع نہین رہائی کی

کس کے کوچے کی راہ بھولا ہون
خضر نے بھی نہ رہنمائی کی

۱۳	شاہ کہلائے ہر طرح سے **وزیر** بادشاہی نہ کی گدائی کی	۱۶۷

ہمیشہ دل میں جو اپنے خیال زلف کاکل ہے
تو سینے میں نفس ہر ایک موج بوے سنبل ہے

فسان ہے سخت جانی میری تیغ ناز قاتل کو
کہ یاں جو تنہا ہے رنج نزع اتنا واں تغافل ہے

مجھی کو کچھ تو اپنے کوچے میں آنے نہیں دیتا
وگرنہ اے ستم ایجاد ہر گلشن میں بلبل ہے

تری مینائے گردن کی صفت کی ہے اگر جو ساقی
مری آواز کو کہتے ہیں سب آواز قلقل ہے

وہی دل ہے بھرا ہو نشہ جسمیں جام وحدت کا
کہ ہے حبابی کا پتھر بزم میں شیشہ جو بے مل ہے

مری جو سوز غم سے جلکے ہے وہ نیکنام آخر
چراغ مردہ کو اکثر یہی کہتے ہیں سب گل ہے

دیا سامان گلشن ہمکو ہجر رشک گلشن نے
پریشانی ہے سنبل نالہ بلبل داغ دل گل ہے

لکھے ہیں وصف یا نتک نرگس مخمور ساقی کے
ہے خامہ گردن مینا صریر خامہ قلقل ہے

بڑھا کر ربط کیونکر کم نہ منشہ کہلائے وہ مہر
ہوا جب ماہ کامل دن بدن اسکو تنزل ہے

بہاتی ہے کہیں بھی موج نقش بوریا خس کو
نہ دے گا ناتوانکو رنج جو صاحب تحمل ہے

کہا وس گل نے کل سامان گلشن میں بھی لکھتا ہوں
جو عاشق ہے مرا نالوں سے وہ ہمچشم بلبل ہے

قطعہ
خط و رخسار و چشم و زلف دکھلا کر لگا کہنے
یہ ریحان ہے یہ گل ہے نرگس ہے یہ سنبل ہے

۱۴	خیال زلف جانان میں جو روؤں تو اوگے سنبل **وزیر** آنسو مرا ہر ایک گویا تخم سنبل ہے	۱۶۸

جب سے آغوش سے جدا تو ہے
میرے پہلو میں درد پہلو ہے

زلف سے ہم اوبھتے ای رخ یار ۔۔ کیا کرین درمیان مین تو ہی
سیکڑون گھر ڈبو دیے پل مین ۔۔ یہ وہ خانہ خراب آنسو ہی
کھینچی ہی جب سے ماہ نو نے شبیہ ۔۔ آسمان پر دماغ ابرو ہی
رگ گل سے کمر ہی کچھ نازک ۔۔ فرق دونو مین اک سر مو ہی
پھیر لیتا ہی دم مین وہ انکھین ۔۔ چشم بد دور کیا ہی بدخو ہی
دل ہی اک ماہ کی تجلی گاہ ۔۔ اپنے غنچے مین یار کی بو ہی
صفحۂ چرخ پر ہلال نہین ۔۔ مصرع انتخاب ابرو ہی
چھان ڈالا تمام کعبہ و دیر ۔۔ ای ہمارے خدا کہان تو ہی
کہتے ہین حق بتون کو سب کافر ۔۔ بت تجھے کہتے ہین خدا تو ہی
فکر رہتی ہی بیت ابرو کی ۔۔ اندلون سر کو ربط زانو ہی
چمن رخ مین جا نہ مرغ نگاہ ۔۔ جی کا جنجال دام گیسو ہی
قطعہ
نم نہین پھیری گرہ وزیر سے انکھ ۔۔ تو ہی خوش چشم کیا پریرو ہی

۱۶۹	رہے آباد دامن صحرا وہان لڑانے کو انکھین آہو ہی	۱۱

ہماری اس وفا پر بھی دغا کی ۔۔ قسم کھائی تھی اوکافر خدا کی
وہ مشت استخوان ہون ای سگ یار ۔۔ اگر کھائے سعادت ہی ہما کی
لب شیرین کا جو بوسہ لیا تھا ۔۔ مرے اوسکے شکر رنجی رہا کی

وفا سے مینے بھی اب ہاتھہ اوٹھایا
قسم ہی مجکو اپنے بیوفا کی

ہوی گر صلح بھی تو بھی رہی جنگ
ملا جب دل تو آنکھہ اوس سے لڑا کی

فقیرون کے قدم لیتے ہین سلطان
یہ ہی تاثیر نقش بوریا کی

تصور بندھ گیا جب اوس مژہ کا
تو پہرون دل پہ برچھی سی لگا کی

خدایون جسکو چاہے دے سعادت
وگرنہ سگ مین خصلت ہی ہما کی

نہین اوٹھتا ہی سر سجدے سے میرا
مگر ہی سجدہ گاہ اوس خاک پا کی

کہون جب مین کہ بے تیرے ہون مرتا
تو کہتا ہی وہ بت مرضی خدا کی

نہ آیا منتون سے یار جبدم
تو پہر کیا کیا اجل کی التجا کی

١٧٠	وله	١٥

ظاہر ہی شوق دید مرے جسم زار سے
تار نگہ بنا ہون غم انتظار سے

ہون نخل شمع کام نہین برگ و بار سے
نکلین گے شعلے گل کی عوض شاخسار سے

ازبس ہی ہمکو عشق رخ و زلف یار سے
راحت اوٹھاتے ہین غم لیل و نہار سے

افزون برش مژہ مین ہی خنجر کی دھار سے
ابرو کی تیغ بھی نہین کم ذوالفقار سے

آئے گا کون گل جو خوشی ہوگی ای صبا
جھڑتے ہین پھول میرے چراغ مزار سے

مرجائین دود آہ اگر ضبط کرکے ہم
ہرگز دھوان نہ نکلے چراغ مزار سے

میکش وہ ہون کہ شیشے سے پیدا ہو جام مے
رکھتا ہون مین سند یہ دل داغدار سے

ہوتا نہ ذکر رخ تو نکلتا نہ آفتاب
شب ہوگئی تھی تذکرۂ زلف یار سے

گرم خرام یار ہی اور اوسمین چھپا ب
اونچھے کہین نہ موسے کمر زلف یار سے

گھٹرا ابری ہی زلف سیہ سایہ پری
خط رخ کے گرد کم نہین ہرگز حصار سے

اوس گل بغیر سنگ سپر ٹکون کب تلک
آتی ہی یہ چمن مین صدا آبشار سے

مرنے پہ بھی نہ دیکھنے دین سوئے یار ہم
ہو خاک چشم غیر مین اپنے غبار سے

ہو مرہم سیاہ کی حاجت نہ زخم کو
ٹانکے اگر لگین تری کاکل کے تار سے

کافی خرام ناز ہی تلوار تو نہ کھینچ
دو گام چلنا کم نہین کچھہ ذوالفقار سے

۱۷۱

شاداب رہتے ہین یہ گل زخم ای وزیر
تیغ اونکی کم نہین رگ ابر بہار سے

۱۴

زرائی بہار حسن ہوی خط یار سے
اس باغ مین خزان نظر آئے بہار سے

گرتے ہین لخت دل مژۂ اشکبار سے
یان بجلیان برستی ہین ابر بہار سے

زنجیر مو قلم ہو جو تصویر بھی کھنچے
وحشت ہی مجکو سلسلۂ زلف یار سے

دریا کا گھاٹ ہجر مین تلوار کا ہی گھاٹ
پانی کی دھار کم نہین خنجر کی دھار سے

اٹکا ہین دل نہ اوس سے جہان نخ رشک ہو
وہ گل نہ ہم چھوین جسے ہو ربط خار سے

اس بوستان بزم مین ہم نخل شمع ہین
آتی ہی یان خزان بھی عجب اک بہار سے

رسوا رہی ہی جو کہ نہ رسوائے عشق ہو
ہی عار مجکو ننگ سے اور ننگ عار سے

مژگان پہ اشک سرخ سے طرفہ بہار ہی
گل بھی کسی نے پھولتے دیکھے ہین خار سے

پاؤن کے بدلے آنکھون سے صحرا کو طی کرون
یاد مژہ فزون ہو اگر دید خار سے

فردوس مین تو حضرت آدم نہ رہ سکے
کیونکر نکالے جائین نہ ہم کوے یار سے

کہتا ہون کس خوشی سے وہ آیا پیامبر
اوٹھا اگر غبار رہ انتظار سے

گل سے ہزار درجے ہی بہتر وہ رشک گل
اس بات مین تو بحث کرون مین ہزار سے

لکھی ہی کسکی نرگس مخمور کی صفت
پڑھواؤن خط جام کسی بادہ خوار سے

مرجاتین ہم جو تیر ادا ہو نصیب غیر
صیاد ہم شکار ہون تیرے شکار سے

۱۴۲ — وله — ۱۳

دن ہو گیا نمود شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت الٹ گئی

مجنون سے کہدو کہتے ہین جوش جنون اسے
آتے ہی فصل گل مری تصویر پھٹ گئی

کڑوے ہو مثال اگر انگبین سے دی
فرماؤ شان کیا لب شیرین کی گھٹ گئی

تکلیف دست یار کو بار دگر ہوئی
افسوس ایک ہاتھہ مین گردن نہ کٹ گئی

وہ تو مرے گلے نہ لگا لیکن ای جنون
زنجیر اوسکی میرے گلے سے چمٹ گئی

اوسنے نگاہ کرتے ہی بس آنکھہ پھیر لی
برچھی لگی تھی سینے پہ لیکن اوچٹ گئی

کرتا ہی کیا اشارے یہ ابروے یار پر
یارب سنون مین اونکی مہ نو کی کٹ گئی

بولا وہ سنکے شب مری ہجرانیونکا حال
کیسی یہ داستان تھی مری نیند اوچٹ گئی

شرمندہ صبح ہو گئی عارض کے ذکر سے
گیسو کا تذکرہ جو بڑھا رات گھٹ گئی

جسپر نگاہ کی اوسے بس مار ہی رکھا
جنبش جو دی مژہ کو تو اک صف الٹ گئی

مرتا ہون مین تو ہاے اسے کہتے ہین حیا
تصویر یار سامنے سے میرے ہٹ گئی

بیتاب ہون سے تیری تعجب ہو مجھے		اے دل شب فراق مین چھاتی نہ پھٹ گئی
۱۷۳	کہتے ہین آسمان ہی نہ خاک ای وزیر بیتاب ہون سے میری زمین گیا اولٹ گئی	۱۹

چھانتا ہی خاک گیا تو گھر بنانے کے لیے
فلک رہنے کی نہ گر آیا ہی جانے کے لیے

اور کو کیا رنج دون راحت و ٹھانے کے لیے
ایک تنکے کو نہ چھیڑون آشیانے کے لیے

برق بھی بیتاب ہی میرے آشیانے کے لیے
ابر سے بھی بیشتر آئے جلانے کے لیے

کام آئی مرغ گلشن کے مری کاہیدگی
لے گیا تنکا سمجھکر آشیانے کے لیے

اس چمن سے گل چلے بلبل گریبان پھاڑ کر
ہی جو ون تنکے جب چلنے آشیانے کے لیے

ہمنے کیون مانگی تھی گلشن مین دعا جوش گل
اب جگہ ملتی نہین ہی آشیانے کے لیے

خاک ہون تو دانہ تسبیح بنوائے فلک
سو طرح کی گردشین مجکو دکھانے کے لیے

پھر وہی ہم تھے وہی تم تھے محبت تھی وہی
صلح کر لیتے اگر آنکھین لڑانے کے لیے

ہون وہ غمدیدہ ہنسی کوئی تو مین رونے لگون
کچھ بہانا چاہیے آنسو بہانے کے لیے

سایہ پڑ جائے اگر زلف دراز یار کا
پھر کہون مین بھی تسلسل ہی بنانے کے لیے

ہون وہ دیوانہ کہ بنکر ہو وہ مجنونکی شبیہ
میری مٹی لین اگر لیلی بنانے کے لیے

تو بھی ہی شانے تلک کیا یار کی زلف رسا
درد کیون پیدا ہوا ہی میرے شانے کے لیے

جملہ تن ہی چشم نرگس یار تیری دید کو
گل ہمہ تن گوش ہین تیرے فسانے کے لیے

یون مری قسمت مین تھا پرواز کرنا یا نصیب
نوچتے ہین طفل پر میرے اڑانے کے لیے

کون ہوگا تیرے تیرونکا نشانہ میرے بعد
خاک لیجا نامری تودہ بنانے کے لیے

بزم عالم مین کھڑا ہون پر چلا جاتا ہون مین
سیکھہ لی ہی شمع سے رفتار جانے کے لیے

کیون دل بیتاب کو دکھلایا خال زیر زلف
دام مین مچھلی نہین آنے کی دانے کے لیے

ہو اگر سرگشتگی مین فکر تعمیر مکان
خاک اوڑا لائی بگولا گھر بنانے کے لیے

۱۷۴	اب کسی گلرو کے دل مین کیجیے گھر اے **وزیر** کیا چمن مین تنکے چنیے آشیانے کے لیے	۲۱

پھر نکل آؤن لحد سے سر کٹانے کے لیے
بھیج دیکھو عمر رفتہ کو بلانے کے لیے

تنکے اے گل چن رہا ہون آشیانے کے لیے
آتو ابری تیغ سے بجلی گرانے کے لیے

اب تو میرے قتل پر بیڑا اوٹھانا چاہیے
نقد دل تمکو دیا ہی پان کھانے کے لیے

جسکو آتے دیکھتا ہون اے پری کہتا ہون مین
آدمی بھیجا ہو میرے بلانے کے لیے

تا نہ میری آنکھوانون کا نشانہ چوک جاو
پر ہما کے اوتیرونمین لگانے کے لیے

اوٹھ گئی بعد اپنے رسم نامہ و پیغام بھی
رہ گئی باد صبا یان خاک اوڑانے کے لیے

ہو کے کاہیدہ ہوا ہون سبزۂ رخسار پر
لاش میری کہربا آئے اوٹھانے کے لیے

ہو اگر جراح واقف میرے شوق قتل سے
جاے مرہم آئے تلوارین لگانے کے لیے

دست جانان مین ہون مثل طائر رنگ حنا
شاخ گل کیا چاہیے اب آشیانے کے لیے

جا کے میرے پاس پھر آیا نہ وہ جان جہان
سیکھہ لی کیا عمر سے رفتار جانے کے لیے

چاہیے غم کی عوض شادی کرین اہل عزا
مار ڈالا مجکو قاتل نے جلانے کے لیے

روئے ہم فرقت مین دریا کیا ہی آئی مراد
یار آیا نا ؤ منت کی چڑھانے کے لیے

میری تربت پر اگر دو پھول لانا خار تھا
آ نکلتے تم کبھی تیوری چڑھانے کے لیے

خواب آئے بستر مخمل پہ سویہ ہی خیال
ہو کسی زانو کا تکیہ مُنہ آنے کے لیے

دی بھو ونکو اوسنے جنبش اب کوئی بچتا ہو مین
ابر ہی تلوارین چلین بجلی گرانے کے لیے

ہی ابھی جراح باقی زخم کھانے کی ہوس
باڑھ کا ڈورا منگا ٹانکے لگانے کے لیے

ہو بپا طوفان اے حداد آب تیغ سے
میرے آنسو لے جو تلوارین بجھانے کے لیے

لیکے میرے دشت سے مٹی کیا مجنونکو خلق
خاک کوے یار لی لیلی بنانے کے لیے

کاسہ سر ہاتھ مین لیکر مین نکلون قبر سے
اب بھی گر ساقی بلائے مے پلانے کے لیے

برق پھر چمکی کرونگا پھر تڑپ کر خاک پر
پھر اوٹھا ابر شب فرقت رلانے کے لیے

۱۷۵	چشم تر مین یون خیال خال رخ ہر اے وزیر آئے ہندو جیسے دریا مین نہانے کے لیے	۱۳

ترے رخ کا کسے سودا نہین ہی
گل لالہ تلک صحرا نشین ہی

پھرا ہی آپ وہ مہرو ہمارا
ترا اے آسمان شکوہ نہین ہی

کہین ایسا نہو اوٹھے نہ تلوار
یہی ڈر ہی کہ قاتل نازنین ہی

نہ پوچھو میرے آنسو تم نہ پوچھو
کہے گا کوئی تمکو خوشہ چین ہی

ادب سے پا برہنہ پھرتے ہین ہم
جنون فرش الٰہی یہ زمین ہی

بُرا سب دشمنون کا چاہتے ہین
مین خوش ہون جیسے دل اندوہگین ہی

رہے مضمون غم کیطرح اسمین
ہمارا گھر ہی یا بیت حزین ہی

جہان ہی جلوہ گر وہ غیرت ماہ
الٰہی آسمان ہی یا زمین ہی

بنایا تجھکو ایسا خوب صورت
کہ نازان تجھپہ صورت آفرین ہی

ہین عشق زلف مین اعضا بھی دشمن
ہمارا ہاتھ مار آستین ہی

نہ نکلا بے ترے مین گھر سے باہر
نگہ تک چشم مین خلوت نشین ہی

فلک جو چاہے ہمپر ظلم کر لے
ابھی تو ضبط آہ آتشین ہی

۴۶ — پڑا ہی تفرقہ بیتابیون سے
وزیر اب مین کہین ہون دل کہین ہی — 19

شانہ مین پیچ سے اون زلفونکا جو بن دیکھے
پاؤن ہم چھو نہ سکین ہاتھ برہمن دیکھے

جیب صد چاک کرے جو ترا دامن دیکھے
خواب کم آئے جو کمخاب کی چپکن دیکھے

سمجھے خورشید جو تیرا رخ روشن دیکھے
ہو گمان خط شعاعی کا جو چلمن دیکھے

جان دے گال جو گورے وہ فرنگن دیکھے
کمپنی قتل ہو مژگان کی جو پلٹن دیکھے

ٹوٹی ہین اوس بت بیدین پہ بہت تسبیحین
سیکڑون سبحہ صد دانہ کے خرمن دیکھے

کہے انجیل مسیحا پہ ہوئی ہی نازل
دیکھکر لب جو خط یار فرنگن دیکھے

گر پڑے پھولونکے خرمن پہ یکایک بجلی
ناز سے ہنسکے جو تو جانب گلشن دیکھے

داغ سوزان مرا آتا ہی نظر چھاپے سے
آئے پروانہ چراغ تہ دامن دیکھے

بوئے گل رہتی ہی پوشیدہ قبائے گل مین
کیا تن زار کو یہ پیرہن تن دیکھے

طائر رنگ ہون بلبل نہ سمجھ ای صیاد
مین جو اوڑ جاؤن نہ کوئی سو گلشن دیکھے

دہن یار مین مستی کی اودہٹ دیکھی
چمن ملک عدم مین گل سوسن دیکھے

ترک خونریز ہین آنکھین تو نگہ ہی سفاک
ایک کیا آپ کو دیکھا کئی رہزن دیکھے

شاخ گل سیخ گل اخگر ہون عنادل ہون کباب
نگہ گرم سے گر تو سوی گلشن دیکھے

سر کہین ہاتھ کہین پاؤن کہین دفن ہوے
ایک عاشق کے تمہارے کئی مدفن دیکھے

سیمبر مرغ نگہ سونے کی چڑیا ہو جاے
آنکھ اوٹھا کر جو طلائی ترے جوشن دیکھے

رخ کو قرآن کہے زلف سیہ کو کالی
مکر سے شیخ تو حیلے سے برہمن دیکھے

چار نعل آپ کے شبدیز کے ہین چار ہلال
چاندنی سمجھے جو گرد سم توسن دیکھے

آنکھین نرگس تری گلگونکی ہین جوڑی سنبل
نظر آجاے چمن جو ترا توسن دیکھے

۱۷۷	چمن کوچہ دلدار مین رہتا ہون وزیر دم پھڑک جاے جو بلبل مرا مسکن دیکھے	۲۴

ہو رہائی ضعف کی تاثیر سے
نکلین ہم مثل صدا از زنجیر سے

کیا لہو چھوٹے تری شمشیر سے
جوہر اوسکے کم نہین زنجیر سے

دل نہ مانگو عاشقان پیر سے
مچھلی کب ہاتھ آئی جوے شیر سے

کہتے ہین وہ لے کے دل مجھ پیر سے
مچھلی ہاتھ آئی ہے جوے شیر سے

ہے جنون بیتابی کی تاثیر سے
برق نکلے دانۂ زنجیر سے

ابروے پر خم عرق افشان ہوی
بہ چلا پانی تری شمشیر سے

کیا کہون قاصد لکھون کیا شوق وصل
ہی فزون تقریر سے تحریر سے

بندھ گیا مین وحشی نازک مزاج
موج بوے زلف کی زنجیر سے

گر نہین ساقی تو قاتل لاے گا
جام طاق ابرو شمشیر سے

نرم ہی کیا تیری ابرو کی کمان
کھنچ رہی ہی خانہ تصویر سے

تشنہ لب ہون تیرباران کیجیے
پانی گر دیتے نہین شمشیر سے

باتین کرتا ہون کوئی سنتا نہین
خامشی بہتر ہی اس تقریر سے

ماہ کی کیا قدر پیش آفتاب
جام مے بدلون نہ جام شیر سے

یون کرینگے تیری ابرو کی صفت
مانگ لینگے ہم زبان شمشیر سے

رزق چاہا چرخ سے نادان ہون نہین
شیر مانگا دایۂ بے شیر سے

بلبے ذوق وصل و فرط اتحاد
خون نہ چھوٹا یار کی شمشیر سے

بنگئی اونکی نگہ تیغ قضا
تیر نے مارا ہمین شمشیر سے

آتش گل کے لکھون مضمون گرم
پھلجھڑی خامہ بنے تحریر سے

اشتیاق سر مین تڑپے اسقدر
ہو گئے جوہر جدا شمشیر سے

قدر نعمت ہوتی ہی بعد زوال
پوچھیے لطف جوانی پیر سے

زلف اگر رخ سے ہٹا دو تو کہون
چھوٹے یوسف خانۂ زنجیر سے

کم نہین شب سے مرا روز سیاہ
کیا ہو فرصت نالۂ شبگیر سے

کیونکر ارباب تعلق پھرتے ہین
فیل چل سکتے نہین زنجیر سے

۱۶	ہجر مین مرتا نہین مین اے وزیر منفعل ہون موت کی تاخیر سے	۱۲۸

بخت ہی تیرہ خط تقدیر سے
جیسے کاغذ ہو سیہ تحریر سے

کیا چھٹے وہ نوجوان مجھ پیر سے
مل کے شکر کب جدا ہو شیر سے

گوشہ گیرونکو کیا ابرو نے قتل
اس کمان نے توڑ سیکھا تیر سے

آہ آتش بار ہی تیر شہاب
شعلے بنکر نکلے پر اس تیر سے

ایک کو دو کر دکھائے آئنہ
گر بنائین آہن شمشیر سے

ہر لب رنگین سے برگ گل خجل
منفعل ہی بوے گل تقریر سے

چھٹ گیا ہی ہاتھ سے دامان یار
جیب پھاڑون دست دامنگیر سے

کیا عجب پیدا کرے وحشت مری
بید مجنون دانۂ زنجیر سے

قلقل مینا ہی ساقی کی صدا
می ٹپکنے لگتی ہی تقریر سے

کھیل ہی اوس طفل کے مرتا ہون مین
قتل کرتا ہی گلے شمشیر سے

تمکو دکھلا کر تماشا دل لبھاے
نکلے پتلے دیدۂ تصویر سے

ہین دہکتے داغ انگارون کیطرح
پھاہی اوترین کیون نہ آتش گیر سے

لائیے مرغ جنون کو دام مین
لیجیے دانے مری زنجیر سے

نام رکھا چرخ نے طوق بہار
لیکے اک حلقہ مری زنجیر سے

کیا رخ رنگین نے حیران کردیا
کم نہین گل بلبل تصویر سے

۱۷۹	جام سان چلیے جو وحشت مین وزیر آئے قلقل کی صدا زنجیر سے	۱۷

مصرع اول	مصرع ثانی
لال ہین آپ ہی لب سرخی پان دور رہے	ناز کی کہتی ہے یہ بار گران دور رہے
گھر کیا دلمین ترے پر غم دوری نے گیا	اب بھی کہتے ہین کہ ہم جا کے کہان دور رہے
ساقیا ہجر مین کب ہے ہوس گفت و شنید	ساغر گوش سے مینائے زبان دور رہے
میرے ہوتے تو بٹھا سکتے نہین غیر کو پاس	یہ خیال آپ کے دلسے مری جان دور رہے
پھول بھر بھر کے گلابی مین پلاتا ہے مجھے	چمن محفل ساقی سے خزان دور رہے
استخوان تک مری کھا آئے ہما ناوک	جب خدنگ نگہ زاغ کمان دور رہے
یاد ابرو جو نہو آہ نہ منہ سے نکلے	تیر کسطرح لگاؤن جو کمان دور رہے
مژۂ کج کیطرح سے رخ ناوک پھر جائے	وہ نشانہ ہون کہ تیر کمان دور رہے
میرے پہلو مین ہمیشہ رہے سفاک کا تیر	ایسے محبوب سے آغوش کمان دور رہے
ہو چکا صید مرے بعد اجی اور کوئی	شست سے تیر تو چلے سے کمان دور رہے
شمع فانوس کی تصویر بنا دے اے ضعف	پیرہن جسم سے اور جسم سے جان دور رہے
چھوڑ کر کعبہ و بتخانہ گئے تا در دوست	منزلین قطع ہوئین سنگ نشان دور رہے
شور محشر ہے بپا وعدۂ دیدار بھی ہے	نہ کرے آج سبک خواب گران دور رہے
چوستے ہین مسی لب کے دعائین مانگین	کالے مرہم سے نہ یہ زخم دہان دور رہے
طوق قمری سے بھی ہے تنگ ترے اے ضعف کنار	کیون نہ آغوش سے وہ سرو روان دور رہے

جنس دل وہ ہی نہ جاکر سر بازار بکے		مشتری راہ مین بیٹہا ہو دکان دور رہے
۱۸۰	جب کہون حال جدائی کوئی سمجھے نہ وزیر حرف سے حرف سخن وقت بیان دور رہے	۱۳
کانٹے پڑ جائین زبانسے جو زبان دور رہے		خون تھوکے جو دہن سے وہ دہان دور رہے
عشق بازی کا حسینونکو یہ لپکا ہو جاے		چاندنی خاک پہ لوٹے جو کتان دور رہے
جنبش لب سے کہے اونکی نزاکت بس بس		حرف مطلب سے ابھی نوک زبان دور رہے
لے اوڑا ایسا ہی مجھے اہی مری بیتابی دل		گرد سان قافلۂ تاب و توان دور رہے
بیدماغی سے وہ گلگشت چمن کرتے ہین		غنچے منہ بند رکھین بوے دہان دور رہے
خط کی تائید سے دل چاہ ذقن سے نکلے		کبھی اس کانٹے سے یارب نہ کنوان دور رہے
چار ابرو کا صفایا جو کرین ہم آزاد		چار جوہر سے بھی آئینۂ جان دور رہے
دوست بن بن کے عدو قتل کیا کرتے ہین		پنبۂ ماہ سے بھی داغ کتان دور رہے
شب فرقت مین جلاؤن مین اگر ہجر نصیب		شمع سے شعلہ تو شعلے سے دھوان دور رہے
دست بے فیض سے ہو پیر و جوان کو نفرت		قبضۂ شل سے سدا تیر و کمان دور رہے
عمر بھر کوچۂ جانان مین پونہچنا ہی محال		جب تلک جیتے ہین گلزار جنان دور رہے
چور ہو جاؤنگا مین نشا ہی سے نازک دل ہون		ساقیا پھول بھی ہر بار گران دور رہے
۱۸۱	دو دو خط یار کا قرآن کی سورہ ہے وزیر کس طرح مصحف عارض سے دخان دور رہے	۱۸

ہر نقش درم جو نقش پا ہی — آپ آئے تو گھر درم سرا ہی

دل جلوہ ترا دکھا رہا ہی — شیشہ یہ مرا پری نما ہی

سلطان جہان ہی جو گدا ہی — تیمور ہر اک شکستہ پا ہی

انسان بھی قدرت خدا ہی — کیا سنگ کو بت بنا دیا ہی

شیرین ہی دہن کرو شکر خند — ہنسنے مین تمھارے اک مزا ہی

مضمون پروانے بنکے آئین — شب دیز قلم چراغ پا ہی

یاران گذشتگان سے ہی انس — زندہ مردون پہ مر رہا ہی

آیا نہین خود فروش میرا — گویا مجھے مول لے لیا ہی

قطعہ

وہ رشک بہار و غیرت گل — گلگشت چمن کو جو گیا ہی

گلزار ہوا ہی پانی پانی — بلبل پانی کا بلبلا ہی

جو چاہیے عشق مین کیا وہ — ہم مر گئے کہیے مرحبا ہی

ہی جھوٹھ کہون جو راست ہی قد — یہ تو سن حسن الف ہوا ہی

منہ جسنے دیا وہ رزق دیگا — گویا یہ دہان آسیا ہی

توبہ کا نہ در ہو بند یارب — جب تاک در میکدہ کھلا ہی

ہی شیشۂ سبز گرم قلقل — طوطی مستون کا بولتا ہی

کیا جسم ہی صاف اوس پری کا — گویا قد آدم آئنا ہی

بیگانہ کوئی نظر نہ آیا — آئینہ بھی صورت آشنا ہی

۱۸۲	کیا خوف گنہ **وزیر** کو ہو حامی سلطان انبیا ہی	۱۱

رنگین لب لال کی صدا ہی
سنبل گلشن مین کہہ رہا ہی
ہم وحشیون کا کبوتر اے سرو
آ پونہچا ہی اوڑکے استخوان تک
دانے کی طرح سے پیس ڈالا
کیا آنکھون مین اوسکی مین سبک ہون
یوسف جو کہا اونھین تو بولے
آئی ہی بہار کیا جو ساقی
پونہچے مرے ہاتھ تک تو جانون
نکلے نہین رات کو ستارے

کیا خوب یہ لال بولتا ہی
یکتا ہی وہ زلف گو دوتا ہی
قمری کیطرح سے طوقیا ہی
ناوک مین مگر پر ہما ہی
کیا گردش بخت آسیا ہی
نظرون مین وہ مجکو تولتا ہی
کیا آپ نے مول لے لیا ہی
شیشے مین پھول بھر رہا ہی
تم کہتے ہو زلف کو رسا ہی
شبدیز فلک چراغ پا ہی

۱۸۳	ایسا مین گھلا **وزیر** غم سے خار کف پا مرا عصا ہی	۶

کیا سنگ رزق خوش ہو اگر ماہ عید ہی
گھر پونہچے مین لحد اسے کہنا بعید ہی
خط دیکھلو **وزیر** عبث شوق دید ہی

یان بستگی قفل کی باعث کلید ہی
یار و جواب نامہ نہین ہی رسید ہی
لکھا ہی پشت لب پہ دہن ناپدید ہی

دکھلاؤ زلف و رخ تو خوشی ہو کے ہین کہون — یہ شب شب برات یہ دن روز عید ہی
لب وا جو ہو گئے تو در خرمی کھلا — قفل دہن کو موج تبسم کلید ہی
قاتل بجاے گل تو چڑھا دے حسین بند — یہ کربلاے عشق یہ قبر شہید ہی

۱۸۴	ولہ	۹

اوٹھتا ہی جاے شعلہ دھوان دل کے داغ سے — تاریک ہو گیا ہی مرا گھر چراغ سے
پیدا کرینگے داغ جگر دل کے داغ سے — کر لین گے ہم چراغ کو روشن چراغ سے
بلبل ادھر قفس سے چھٹی تو ادھر پھنسی — گلدام موج نکہت گل لائی باغ سے
ہو جاے وجد دیکھے اگر استخوان مرے — پتلی نکل کے رقص کرے چشم زاغ سے
ہی دم قدم کے ساتھ یہ گردون کی کجروی — اوترو مسیح ایسے خر بید ماغ سے
کیا ہجر مین ہی مونس و دلسوز داغ دل — دنکو فزون ہی پھول سے شبکو چراغ سے
گریان تری گلی سے ہم اے رشک گل چلے — جاتے ہین موتی جھیل لیے عیش باغ سے
وہ نالہ کش ہون بعد فنا استخوان مرے — مثل صدا نکل گئے منقار زاغ سے
دیکھا دہن کو خندۂ دندان نما سے رات — گم لعل تھا ملا گھر شب چراغ سے

۱۸۵	ولہ	۹

لذت درد سراپا مجھے حاصل ہو جاے — آرزو ہی کہ ہر اک عضو بدن دل ہو جاے
وہی بیتابی وہی درد سے حاصل ہو جاے — ہاتھ جس عضو پہ رکھدو وہ ابھی دل ہو جاے
لطف پامالی دل یار کو حاصل ہو جاے — پاؤن رکھے وہ جہان نقش قدم دل ہو جاے

ہم اسیرون کی طرف آئے اگر نکہت گل خون عشاق سے کے ہوتے جو لگاتے مہندی آے بے پردہ جو لیلاے خیال جانان کوچۂ زلف ہے کچھہ مصر کا بازار نہین چال افتادگی اشک سے سیکھی ہمنے فاتحے کو جو وہ بت ہاتھہ رکھے مرقد پر		پیچ پڑ جائین کچھہ ایسے کہ سلاسل ہوجائے یار کا ہاتھہ بھی بندھ جانے کے قابل ہوجائے دل یہ بالیدہ خوشی سے ہو کہ محمل ہوجائے آئے یوسف جو ادھر قید کے قابل ہوجائے لغزش پا سے ابھی قطع منازل ہوجائے ہو یہ بالیدہ انگوٹھی کا نگین سل ہوجائے
۱۸۶	ولہ	۵
کاکل جو اوسکے شعلہ رخ سے سرک گئی پونہچی نہ اوسکے کان تلک آہ نارسا ٹکڑے ہوے ہمارے گریبان صبر کے سینے جو آہ سرد بھری اوسنے ہنس دیا		کالی گھٹا مین جھاف یہ بجلی چمک گئی کیا فائز زمین سے اگر تا فلک گئی انگڑائی مین جو یار کی چولی مسک گئی گل کی کلی نسیم سحر سے چٹک گئی
۱۸۷	بعد از فنا جو قبر پہ آئے وہ اے وزیر پونہچا نے اونکو روح مری دور تک گئی	۹
پردہ کدورتون سے کیا آج یار نے چھیڑا جمن مین یہ مژہ اشکبار نے گلشن مین کیا اشارہ کیا خال یار نے دکھلائی نے سواری لڑکپن مین یار نے		دیوار گرد کھینچی ہے دل کے غبار نے آخر لہو دیا رگ ابر بہار نے افیون باغبان کو دی کوکنار نے دوڑایا اپنے پاؤن سے گھوڑا سوار نے

رفعت دکھائی کوچۂ گیسوے یار نے
لی راہ آسمان کی زمین تتار نے

کانٹا چبھا جو پاؤن مین سمجھا یہ ضعف سے
سولی پہ مجکو کھینچ دیا نوک خار نے

پانی نہین یہ آپ کے عاشق کا ہی لہو
کیون جوہن پیکے کوڑی دکھائی کٹار نے

پھینکا جو مینے اپنا گریبان پھاڑ کر
دامن لیا سمیٹ شب ہجر یار نے

۱۸۸	دیکھین جواہر وزیر مری بیقراریان کی آرزوے صبح شب انتظار نے	۲۰

مے دے کہ نہ دے بادۂ اطہر تو نہین ہی
کچھ پیر مغان ساقی کوثر تو نہین ہی

کچھ معجزہ ختم آپ کے لب پر تو نہین ہی
عیسی ہی تو ہوا پنا پیمبر تو نہین ہی

جب میان سے نکلی تو مرے دلمین سمائی
تلوار تری روح دو پیکر تو نہین ہی

قاتل ہی گمان معجزۂ شق قمر کا
جوڑا کیطرح تیغ دو پیکر تو نہین ہی

میخانے کو سجدہ کیا ہی کعبے نے جھک کر
اوس چشم پہ ابروے نگون سر تو نہین ہی

داغ اوس پہ کہان تجھے یہ گلی عشق کے پھیرا ہی
بھیجا تھا جسے یہ وہ کبوتر تو نہین ہی

پیری مین جوانونسے ملون جھک کے مین کیونکر
قامت شجر خشک ہوا تر تو نہین ہی

ہی سرمے کا دنبالہ تری آنکھ مین ساقی
ساغر سے ترے موج یہ باہر تو نہین ہی

مین آنکھین بچھاؤن وہ شہ حسن اگر آے
درویش ہون آزاد ہون بستر تو نہین ہی

منہ اوسکو دکھاؤگے تو مین ٹکڑے کرونگا
آئینہ ہی کچھ سد سکندر تو نہین ہی

اوراق خلائق نظر آتے ہین پریشان
یہ دفتر عالم کہین ابتر تو نہین ہی

کیون دیکھتا ہون جیبل مین جو شب قرب — سہ خواب کا تکیے مین کوئی پر تو نہین ہی

او طفل جو کہتا ہی بری آنچ ہی اسکی — چھوٹا سا ترا نیمچہ اخگر تو نہین ہی

کس شوق سے آیا ہی گل زخم کی جانب — اس تیر مین بلبل کا کوئی پر تو نہین ہی

قبضے کی کٹوری مین ہی تلوار کا پانی — اب باڑھ پہ آب اسکی ستمگر تو نہین ہی

خالی ہو تو از خود عرق شرم سے بھر جاے — منت کش ساقی مرا ساغر تو نہین ہی

عریانی کے جامے کا گریبان بنا ہی — بیکار گلے پر ترا خنجر تو نہین ہی

کہتے ہو مجھے خواب مین معراج ہوئی ہی — جبریل کا تکیے مین کوئی پر تو نہین ہی

کیون اوٹھ گئے پلے صف مژگان کے اہا — زمانے سے بھاگا ہوا لشکر تو نہین ہی

رسوا نہ کریگا تمھین یہ دیدہ حیران — پر آب ہی آئینہ صفت تر تو نہین ہی

۱۸۹	وله	۱۳

تم جو پتھر اوٹھا کر و کو ربھی بینا ہو جاے — منہ پہ پتھر جو لگے آنکھ کا ڈھیلا ہو جاے

گر میان سیجیے جو بن یہ زیادہ ہو جاے — نکل آئے جو عرق حسن کا دریا ہو جاے

گردش چشم کا تیرے اثر ایسا ہو جاے — گرد اوڑے پلے نگہ سے تو بگولا ہو جاے

ذبح کرنے مین جو ہو ڈر تری رسوائی کا — رنگ اوڑ جاے ابھی خون پسینا ہو جاے

سر مہ دینے مین نکل آئین جو تیرے آنسو — ہر گل اشک ابھی نرگس شہلا ہو جاے

چشم مخمور سے دیکھے جو وہ بت کعبے کو — مے سے محراب کا لبریز پیالا ہو جاے

پھنک رہا ہی یہ مرا جسم اگر دیکھے نبض — کف عیسی ابھی جل کر کف موسا ہو جاے

لتاے مین پاؤن جو تم سبزهٔ تر پر رکھو	ہو یہ بالیدہ ابھی صورت مینا ہو جاے
حال کچھ اونکے تلون کا نہ مجھسے پوچھو	عکس جس گل پہ پڑے وہ گل حنا ہو جاے
رنگ کندن سا تمھارا ہی عجب کیا ہی اگر	طوطی سبزهٔ خط سونے کی چڑیا ہو جاے
تم جو اک ہاتھ لگاؤ تو مین ایسا خوش ہون	ابھی دو ہاتھہ کا ای جان کلیجا ہو جاے
نرگسین آنکھہ کی گر یاد مین پتھرا جائے	سنگ سرمہ یہ مری آنکھہ کا ڈھیلا ہو جاے

۱۹۰	درد دندان نبی سے کے جو رولائے الفت ای وزیر اشک ہر اک عرش کا تارا ہو جاے	۷

دیکھکر مجھہ زار کا مردہ وہ بولے ناز سے	غش نہ آیا ہو شکست رنگ کی آواز سے
کیا نزاکت ہی ہوا صدمہ خرام ناز سے	آگیا غش یار کو خلخال کی آواز سے
دیکھنے والونمین تیرے وہ بہت اچھے رہے	قتل کر ڈالا جنھین تیغ نگاہ ناز سے
چاند کے ٹکڑے ترے تلوے ہین اور خورشید رو	چاندنی نکلے نہ کیونکر فرش پا انداز سے
درد دوری اوس دہن کیطرح پوشیدہ رہے	چاہیے ای دل جگر واقف نہو اس راز سے
تیرے دیوانے کو ایسا شور و شر سے تنگ ہی	پاؤن تک واقف نہین زنجیر کی آواز سے
پردے کانونکے پھٹے جاتے ہین بلبے فرط ضعف	ناک مین دم ہی شکست رنگ کی آواز سے

۱۹۱	وله	۸

ای جان تو ہو ور تو کسطرح کل پڑے	نزدیک ہی کہ منہ سے کلیجہ نکل پڑے
کرتے ہو ذکر میرے دل بیقرار کا	منہ سے کہین زبان نہ باہر نکل پڑے

دامن ترا اکپڑنے کو یہ مضطرب ہوے
ہاتھ اپنے آستینون کے باہر نکل پڑے

ہوتا ہی انس لڑکو نکو لڑکون سے واقعی
او طفل تجکو دیکھہ کے آنسو نکل پڑے

پھنسنا تھا دل کو گیسو پیچان مین پھنس گیا
قسمت مین ہو جو پیچ تو کیونکر نہ بل پڑے

ایسا کسی کو شوق شہادت نہوے کا
گردن جھکاؤن تیغ جو اوسکی اوگل پڑے

لکھنے لگا حقیقت گریہ جو یار کو
میری طرح قلم کے بھی آنسو نکل پڑے

باتین جو چکنی چکنی سنی میرے یار کی
زاہد تو کیا ہی اوسکا فرشتہ پھسل پڑے

۱۹۲	ولہ	۵

اوسکی تلوار کے رومال کا پھاہا تو نہین
آب شمشیر کی تاثیر جو تیزاب مین ہی

چشم خونریز مین سرمے کا نہین دنبالہ
اپنی نظرون مین ہرن کیف قصاب مین ہی

ناز سے آنکھہ اگر بند وہ کر لیتے ہین
کہتے ہین فتنہ بیدار ابھی خوامین ہی

گر پڑے ہین مگر آنکھون سے مری گرم آنسو
کرۂ نار کا عالم کرۂ آب مین ہی

میٹھی نظرون سے مجھے دیکھہ کے کین بند آنکھین
زیب دیتا ہی کہون یار شکر خواب مین ہی

ولہ

ہوا ہی عشق تازہ ابتدائے آہ ہوتی ہی
مبارک طفل دلکی آج بسم اللہ ہوتی ہی

ملا جب درہم داغ جنون گھبراکے دل بولا
یہی کیا عشق کی سرکار مین تنخواہ ہوتی ہی

بیان کرتا نہین دل وصف اوس روے مخطط کا
خدا کے گھر مین تفسیر کلام اللہ ہوتی ہی

فروغ اپنا سوا ہوتا ہی ظلم چرخ گردان سے
جو دل جلتا ہی روشن اور شمع آہ ہوتی ہی

۶	غزل در نعت سرور کائنات	۱۹۳

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین سے بے بحقیقت و مجازا عربی

گشت خورشید فلک شہرۂ جان بخشی تو
آمدہ عیسی مریم سپے دربان طلبی

ہجر تو مرگ وصال تو حیاتست حیات
جسم را جانے و جانانے و عیسی لقبی

گر بگویم کہ ایازے و خدا محمود ست
بسر عشق کہ این ہم نبود بے ادبی

یا حبیبی ارنی گفت چو مثل کلیم
حق پسند این چہ جمالست باین بوالعجبی

بروام خضر دلم تشنۂ دیدار کسی ست
نخورم آب بقا جان وہم از تشنہ لبی

متفرقات

مر گئے ہم وہ روانہ ہو گئے
رات بھر جاگے تھے دنکو سو گئے

قتل بے شمشیر او ظالم کیا
آئنہ دکھلا دیا دو ہو گئے

یا علی تم اور نبی تو ایک ہو
چشم احول میں مگر دو ہو گئے

وله

ذکر ابرو کی زبان عادی ہوئی
بات سیدھی بھی جو کی ٹیڑھی ہوئی

بے ہوا اوڑنے لگا مشت غبار
طبع اپنی خاک کی بادی ہوئی

سوکھکر کانٹا ہوا دست جنون
خار دار اب ہاتھہ کی مچھلی ہوئی

وله

زر دیا زور دیا مال دیا گنج دیے
اے فلک کونسی راحت کی عوض رنج دیے

ای بتو خوبی قسمت ہی گلا گیا تم سے
کیون نہون کوچہ محبوب مین عاشق نالان

جسنے رحمت تھین دی اوسنے ہین رنج دیے
اس گلستان کو یہ مرغان نوا سنج دیے

ولہ

رفعت طلب ایسا ہون ابھی چین نہین ہی
بے تیرے مجھے دید کا کچھ شوق نہین ہی
آزردہ جو تم ہو تو خفا کون نہین ہی

پونہچا ہون وہان مین کہ فلک ہی نہ زمین ہی
تو پردہ نشین ہی تو نگہ گوشہ نشین ہی
آئینہ بھی پرتو سے مرے چین جبین ہی

ولہ

جسطرف تم ہو اودھر سر مرا جانا ہو جاے
یار جاتا ہی کہو دل بھی روانا ہو جاے
کیجیے مجھ پہ نگہ غیر مرے جیتے جی

پائنتی قبر کی بیٹھو تو سرھانا ہو جاے
ساتھ اچھا ہی اگر ایسے مین جانا ہو جاے
تیر مین آپکے کھاؤن وہ نشانا ہو جاے

ولہ

دیکھ پچتاے گا او بت مرے ترسانے سے
وہ مسیحا جو چلا ہاتھ چھڑا کر شب وصل

اوٹھ کے کعبے کو چلا جاؤنگا بتخانے سے
نبضین بھی چھوٹ گئین ہاتھ کے چھٹ جانے سے

ولہ

ہجر مین اک ماہ کے آنسو ہمارے گر پڑے
پھینکی تھی زاہد نے کل شیشے کی گردن توڑ کر

آسمان ٹوٹا شب فرقت ستارے گر پڑے
آج سنتے ہین کہ مسجد کے منارے گر پڑے

ولہ

صحرا کیے ہین پیدا ابڑھکر غبار دل نے
پھینکا ہی دور ہمکو اس دشت متصل نے

ولہ

یہ خود فروشی کہی جنس دل کی طینت سے
کہ مشتری کو صدا دی شکست قیمت سے

ولہ

سینے پہ میرے زخم ہین کیا بے نشان لگے
جراح ہاتھہ ملتا ہی بہا ہا کہان لگے

ولہ

لب و دندان دکھا کر اپنے وہ کہتے ہین شوخی سے
نکل آیا ہی دیکھو لال دانتونکی کہڑکی سے

ولہ

یاد مژگان ہین مری آنکھہ لگی جاتی ہی
لوگ سچ کہتے ہین سولی پہ بھی نیند آتی ہی

ولہ

صدائے نالۂ دل آرہی ہی نکہت گل سے
چلی آتی ہی شاید کوچۂ منقار بلبل سے

ولہ

چمن سے توڑکے پھولونکو باغبان چلے
تمہارے سنے کو باتین گلونکی کان چلے

ولہ

زلف کی چال صبا چلتی ہی
کیا پریشان ہوا چلتی ہی

ترجیع بند

صبا کبھی جو ترا کوے یار مین ہو گذر
نہ بھولیو تو پیام وزیر خستہ جگر

یہ کہیو اوس سے کہ ایجان تیری فرقت مین
فغان ہی درد ہی غم ہی الم ہی آٹھہ پہر

پہونچ گیا ہی گریبان کا چاک دامن تک
گذر گیا ہی بس اب سر سے آب دیدہ تر

کبھی ہی ہوش اوسے گاہ فرط بیہوشی
کبھی ہی آپ مین وہ گاہ آپ سے باہر

ہر ایک کوچے مین پھرتا ہی صورت وحشی
کبھی ادہر سے اودھر اور کبھی اودھر سے ادھر

بہت قلق جو ستاتا ہی تو یہ پڑھتا ہی — عجیب حسرت و ارمان سے ہاتھ پھیلا کر

بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم
بہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم

ترجیع بند

ہوا ہی اب کے یہ فیض مسیح باد بہار — چمن میں دیدۂ نرگس تلک نہیں بیمار
رہا چمن میں نہ آزار دید بلبل کو — پلایا جام گل تر نے شربت دیدار
دم مسیح کا باد بہار میں ہی اثر — نہ کس طرح سے ہو زائل تب دروں چنار
وفور عیش سے بزم نشاط ہی گلشن — کلی جو چٹکے تو آئے صدائے نغمۂ تار
عجب نہیں ہی پر پروانہ ہو پر طوطی — نہال شمع تلک سبز ہو کے لائی بار
یہ فیض باد بہاری ریاض دہر میں ہی — بنے وہیں زر گل سنگ سے جو نکلے شرار
نظر پڑے گل نارستہ شاخسار سے یوں — عیاں ہو شیشے سے جیسے شراب سرخ ای یار
گمان غلط ہی کہ بار ثمر سے ہو گئے خم — جھکے ہیں شکر کے سجدے کو باغ میں اشجار
چمن میں نام خدا ہی ہجوم گل ایسا — جگہ نہیں جو کرے عندلیب وا منقار

ہجوم لالہ و گل آنقدر شدست وزیر
نماند جائے کہ بلبل کشد ز سینہ صفیر

زیادہ ہی گل رعنا سے رنگ بوقلموں — چمن میں دیکھیے جس گل کو اک گلستاں ہی
زبان حال سے کہتی ہی موج نکہت گل — اب اندنوں تو یہ فیض بہار بستاں ہی

چو عندلیب بگل درد دل کند اظہار
ز فیض باغ شود نالہ سبز در منقار

یہی بہار کا اب حکم ہی گلستان پہ — کہ سایۂ گل تر بھی ہو مثل گل احمر
نہ رہنے پاے ذرا داغ دل مین لالے کے — لگا مین مرہم کا فور یاسمن لیکر
رہے چمن مین نہ بیمار آج نرگس بھی — بغیر لطف پریشان نہووے سنبل تر
خدا کے فضل سے صحت ہوی ہی آج اوسے — ہزار گلشن عالم فدا کرون جس پر
صبا سے کہدو کہ اب برگ گل کا فرش کرے — چمن کی سیر کو آتے کا آج وہ گل تر
رہین قرینے سے مرغان باغ ہر جانب — نہ کوئی آئے ادھر اور نہ کوئی جاے اودھر
گمان سبکو یہ ہو ہی یہ فرش بلبل چشم — بچھائین بلبلین آنکھین میان رہگذر
چمن سے آئین نکل نخل بہر استقبال — ادب سے نذر گل اشرفی کرین لیکر
ہر اک نثار کرے آج مال و زر اپنا — یہان تلک نہ رہے مشت غنچہ مین بھی زر

چو بیند آن قد و قامت چنان شود دلشاد
بسان بندہ کند سرو را چمن آزاد

تری شفا کی خوشی سے ہرے ہین پیر و جوان — مثال تیر ہوی راست آج پشت کمان
تو چند روز سے ہوا تھا علیل و دل زار — قسم خدا کی نہ تھی بس ہمارے جسم مین جان
برنگ نرگس بیمار دم تھا آنکھون مین — یہ تیرے رنج کا تھا رنج اے مسیح زمان
تری شفا کی دعا مانگتا تھا سب عالم — ہر ایک موے تن خلق بنگیا تھا زبان

خمیدہ غم سے تھے محراب کی طرح زاہد
مدام کرتے تھے شیشے بھی نالہ قلقل سے
دعائین مانگتے تھے ہاتھ اوٹھا اوٹھا کے سبو
تری شفا کی دعا مانگتا تھا روز مسیح
مریض دیکھ کے تجکو یہ حال تھا اپنا

دعا زبان پہ تھی اور ہاتھ مین قرآن
بنا تھا ساغر لبریز دیدہ گریان
جھکے تھے سجدے مین ساقی سے تا بہ پیر مغان
کہ تا فلک مری جاتی تھی نالۂ سوزان
رہی تھی جسم مین طاقت نہ دل مین تاب و توان

زفرط ضعف و مرض حال من بدینسان بود
بدست مردم چشمم عصاے مژگان بود

ہزار شکر خدا نے تجھے دی جلد شفا
تو پھر غسل جو حمام مین ہو تو مین کہون
خوشی ہر ایک ہوا تیرے غسل صحت سے
خدا نے آج تجھے جان تازہ بخشی ہی
جھکا کے سجدے کو سر سب کیون دعا مانگین
نہ کیون کہون مین تجھے آسمان لطف و کرم
خوشی نہ کیون ہو زمانے کو تیری صحت سے
چمن مین دیدۂ نرگس بھی اب نہین رنجور

وگرنہ دامن عیسی تھا اور ہاتھ مرا
مسیر مہر درخشان ہی برج آبی کا
کہ تیرے سائے تلے رہتے ہین ہزار ہما
ہزار جان گرامی کرون مین تجھ پہ فدا
جو پا شکستہ ہین اونکا تو دستگیر ہوا
نگاہ مہر سے ذرون کو آفتاب کیا
ہرا اس چمن مین ہوا تیرے کون ابر سخا
تجھے شفا جو ہوے بس کوئی مرض نہ رہا

زصحت تو چنان اعتدال رہست مدار
نمیشوند کنون چشم دلبران بیمار

تری بہار کرم سے ہر ایک ہی زر وار
بھرے چمن نے گل اشرفی سے جیب و کنار

جو نام لیکے ترا توڑے گل کوئی گلچین
تو ہاتھہ مین ہو زر گل طلاے دست افشار

ترا وہ حکم وہ ثروت ہی تو اگر چاہے
ہر ایک فقیر کا گھر اسطرح سے ہو طیار

بجاے آب ہو آب گہر کا صرف آو سمین
خریدین سونیکی اینٹین بنائین گھر معمار

ضعیف ایسے قوی ہین ترے زمانے مین
او لجھہ کے جا لگے گرے خار دامن کہسار

سواے در نہین ہوتا ہی کوئی طفل یتیم
ہوا مسیح زمان تو اجل ہوئی بیکار

جو دیکھ لے تری تلوار ماہی دریا
تو اپنے پوست سے بھاگے نکل کے صورت یار

دعا یہ میری ہی مثل خضر ہو عمر تری
کبھی نہ ہو تو مسیحا کی طرح سے بیمار

سوا ترے کرم و لطف کے یہان اپنا
نہ کوئی یار نہ مونس نہ کوئی ہی غمخوار

فتادہ ام بدرت ای سپہر جود و کرم
براے نام وزیرم و لے فقیر توام

خمسہ

جگر مین ناوک غم ہی گلے پہ تیغ ستم
زبان آہ ہی آنکھو مین اشک لب پہ ہی دم

ہوا ہون خنجر غفلت سے کشتہ مین پر غم
مکن تغافل ازین بیشتر کہ مے ترسم

گمان برند کہ این بندہ بے خداوند است

نہ ہی وہ چشم عنایت نہ وہ نگاہ کرم
جفائین بڑھتی ہین تیری وفائین ہوتی ہین کم

غلام پر یہ عتاب اپنے بندے پر یہ ستم — مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم

گمان برند کہ این بندہ بے خداوندست

کچھ اپنے واسطے کہتا نہین ہے یہ پر غم — یہی ہے ڈر تری بندہ نوازیونکی قسم

کہے نہ بیکس و بے یار مجکو اک عالم — مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم

گمان برند کہ این بندہ بے خداوندست

قطعہ

نکر عوض مرے جرم و گناہ بیحد کا — الٰہی تجکو غفور الرحیم کہتے ہین

کہین کہین نہ عدو دیکھکر مجھے محتاج — یہ اونکے بندے ہین جنکو کریم کہتے ہین

قطعہ تاریخ ترتیب باغ سلطانی

باغ خوش یافت بسرو و گل و سنبل ترتیب — اندرین عہد شہنشاہ سخی و باذل

نائب مہدی دین شاہ شہان عالم — غیرت قیصر و فغفور خدیو باذل

چون صدف پر ز گہر چشم تہیدستان شد — ہست دریای سخا و کرمش بے ساحل

بر در دولت این تخت نشین زربخش — ہمچو خورشید شود کاسۂ دست سائل

مثل خورشید درخشندہ کف ہمت او — روے تابندہ او غیرت ماہ کامل

حبذا باغ لطیفیکہ در و بکشادہ — دفعتہً قافلۂ فصل بہارے محمل

نکہت نسترن و یاسمن و نسترنش — جان تازہ بدمد چون دم عیسی در دل

باغبانان ہمہ ہستند چو رضوان بردر — تا ابد باد خزانے نتوان شد داخل

سبزہ را ہمچو خضر ہست حیات جاوید
ے شود زندگی تازہ بہر دم حاصل

ہمچو این گلشن جان پرور و راحت فزا
نیست از روم و حبش تا بحد چین و چگل

غنچۂ گلشن تصویر نسیمش وا کرد
عجبے نیست شگفتہ شود ار غنچۂ دل

نذر گلدستۂ تاریخ بیاورد وزیر
قطعۂ جنت اعلی بزمین شد نازل

قطعۂ تاریخ تعمیر کربلا

در عہد بادشاہ محمد علے نمود
عاشق علے ز صدق بنا باغ کربلا

ہر صبح و شام از پی شاہ زمن بشاخ
دارد بلند دست دعا باغ کربلا

باز از سر ادب نہد اینجا ملک کہ ہست
گلزار سید الشہدا باغ کربلا

چون گل شگفت غنچۂ منقار عندلیب
مثل صباست عقدہ کشا باغ کربلا

نالد ہمیشہ او ز صدائے شکست رنگ
دارد چہ عشق آل عبا باغ کربلا

کردم با و چو نسبت گلزار خلد گفت
اہ وای ما کجا و کجا باغ کربلا

رویش بسوے کعبہ و سویش رخ جہان
ہم قبلہ ہست و قبلہ نما باغ کربلا

کردیم فکر سال بنایش چو ای وزیر
بنوشت کلک فکرت ما باغ کربلا

قطعۂ تاریخ ترتیب دیوان فقیر محمد خان بہادر گویا

زہی منبع جود خان بہادر
کہ ہست او بہ بحر شرف بی بہادر

کف ہمتش غیرت ابر نیسان
کہ آن آب می بارد او گوہر افشان

چو مریخ خونریز باشد بہ ہیجا
چو خورشید تابان بود عالم آرا

عدو غرق خون زاب شمشیر اویند — حسودان نشانه پی تیر اویند

ز پیلان او هست یک پیل گردون — سبق برد رخشش ز شبدیز و گلگون

به ایثار گنجینه هامے دهر او — به اصرار پشمینه هامے دهر او

نه مغموم شد هیچکس از در او — نه محروم شد هیچکس از در او

رفیق جناب وزیر معظم — فقیر محمد امیر مکرم

صد و بست سالش بود زندگانی — باقبال و باجاه و باکامرانی

نصیبش بود صحت و عافیت هم — قرینش بود عشرت و میمنت هم

بود لطف نظمش به از آب گوهر — زبان شست لاریب از آب کوثر

محیط جهانست فکر رسایش — که شد ورد بر هر زبان شعرهایش

کلام فصیحش بلاغت نظام ست — بدیع و بیان را ازو انتظام ست

ز مضمون چشمان بیمار جانان — شده دفترش غیرت نرگستان

چو فکرے در اشعار رنگین نموده — ز حد رتبهٔ گلعذاران فزوده

به از ابرو حور هر بیت دیوان — نقط غیرت خال رخسار غلمان

به از نسر طائر طیور مضامین — ز کیوان بلند ست معنی رنگین

ز هر مصرعش مصرع سرو شد پست — ز رنگینیش جیب گل چاک گشت ست

دواتش خم و کلک او باده نوش ست — مضامین او همچو مستے بجوش ست

چو مائل بترتیب و تالیف آن شد — بهر صفحه رنگ گلستان عیان شد

ز تالیف و ترتیب دیوان نموده	که او نخلبندی بستان نموده
بگفتند سالش زمه تا بماه	که ترتیب دیوان همایون الٰهی ۱۲۸۱

قطعهٔ تاریخ مسجد

ساخت چون مسجد بنا اسحاق و اسماعیل خان	از ره صدق و صفا همپایهٔ بیت الحرام
بهر تاریخش مصلی ها بگفتند ای وزیر	کعبهٔ ایمان ما این هست بیشک و السلام ۱۲۲۱

ایضا

ساخت اسحاق خان اسماعیل	مسجد دومی ز فضل خدا
سال تاریخ او نوشت وزیر	شد دگر کعبهٔ شریف بنا ۱۲۶۰

قطعهٔ تاریخ تولد شاهزاده مرزا خورشید شکوه

از فطرت شهزاده خورشید شکوه	تر شد دهن خشک من از آب مراد
از یمن قدم زمین چو شد رشک فلک	خرم گردید و سر بپایش بنهاد
گل خنده زن است و بلبلان نغمه سرا	شد دور ز طبع باغبان خوی عناد
از فیض بهار عیش و عشرت چه عجب	گلدام شود چمن بدوش صیاد
تاریخ دعائیه رقم کرد وزیر	جاوید جوان بخت جوان طالع باد ۱۲۶۴

خاتم الطبع

هدیهٔ سپاس فراوان اور تحفهٔ حمد بے پایان لائق بارگاه بدیع الارض والسماوات ہی

کہ جسنے ایک مشت خاک کو جامع الصنائع بناکر علم معنی و بیان سکھایا اور آل ثنا کے بے شمار
اوس عالم امی لقب کے لیے سزاوار ہی کہ جسنے اہل عالم مثال کو مجاز و حقیقت کا تفرقہ بتاکر
استعارۂ اصنام کو کہ مشبہ بہ کو عین مشبہ سمجھتے تھے دلائل بینہ سے باطل فرمایا
اور مناقب عظمی لائق سرکار آل اطہار اور اصحاب کبار ہی کہ جن کے برکت اور فیض
ہدایت سے کنایۂ معرفت ذہن مین آیا امن لبعد خاکسار کج مج زبان امیدوار
افضال ایزد منان محمد عبد الواحد خان خلف محمد مصطفی خان
ابن حاجی محمد روشن خان وخلہما اللہ فی دار الجنان اہل انصاف کیخدمت
مین صاف صاف عرض کرتا ہی کہ مدت دراز سے خیال الطباع کلام بلاغت نظام
افصح الفصحا محسود الشعرا عالم دقائق شعر و سخن اکمل شاعران زمن
دانائے اشارات بدیع و بیان واقف رموز محاورات اردو زبان فخر المتقدمین
سند المتاخرین اشرف شرفاے ذیشان افضل نجباے ہندوستان
جامع خصائل دلپذیر حاوی فضائل بے نظیر جناب خواجہ محمد وزیر
ابن خواجہ محمد فقیر تغمدہما اللہ بغفرانہ الخطیر کا ملحوظ خاطر فاتر
تھا لیکن مستغنی المزاجی اور آزاد طبعی سے کہ لازمۂ اہل کمال ہی سوائے احباب
و تلامیذ کے ایک پرچہ بھی مصنف کے پاس کبھی نہ دیکھا الحمد للہ کہ اس ایام
جمعیت انضمام مین ہزاران جانفشانی اور سعی محبان ولی سید ہادی علی
اور سید محسن علی صاحب سے کہ سرخیل شاگردان عالی وقار

اور سردفتر تلمیذان صاحب اعتبار جناب غفران مآب ہین یہ گلدستہ لخت جگر کہ
ورق ورق اور پرچہ پرچہ اس کا مثل اوراق گل پریشان اور منتشر تھا
بکمال صحت فراہم اور مرتب ہوکر موسوم بہ **دفتر فصاحت** ہوا اور باہتمام
خاکسار مین مشک بیزی خامہ عنبرین شمامۂ مشتاق خفی و جلی **شیخ اشرف علی** ہے
اونتیسوین ۲۹ تاریخ ذی الحجہ سنہ ۱۲۷۲ ہجری کو مطبع مصطفائی واقع شہر لکھنؤ محلۂ
محمود نگر مین زیور طبع زیب فرماکر یوسف بازار شہرت ہوا تھا اب کہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری ہین
اس شاہد معنی کے ہزارون ارباب سخن مشتاق نظر آئے اور بسبب نایابی و کم یابی کے
اطراف واکناف سے سیکڑون خطوط اصحاب کے برابر آئے لہذا بار دیگر قلم
مشکین رقم خطاط مشہور آفاق خواجہ محمد حسین صاحب سے لکھوایا
اور بکمال صحت و تحقیق کے ساتھہ کاغذ صاف
و عمدہ پر چھپوایا احباب کو فکر تازہ کی تکلیف
دینی مناسب نجانی بطور یادگار قدیم
تاریخون سے صفحات خاتمہ کو
زیب زینت دی فقط

تاریخہای طبع دیوان بلاغت عنوان نتائج افکار شعرای گرامی گزین روزگار

از جناب فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد رضا خان بہادر برق تخلص شاگرد رشید جناب شیخ امام بخش صاحب مغفور ناسخ تخلص تغمده اللہ بغفرانہ

مطبوع طبائع خلائق جہان		منظوم وزیر با کمال ہند ست
تاریخ رقم کرد چنین خامۂ برق		دیوان کلیم بے مثال ہند ست

از جناب شیخ امداد علی صاحب بحر تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

ہی مطلع خورشید کا ہر شعر نظیر		ہی ہر مصرع مین ماہ نو کی تنویر
ای بحر یہ سال طبع لکھا مین نے		ہی نسخۂ برگزیدہ دیوان وزیر

از جناب کپتان مقبول الدولہ احسان الملک مرزا محمد مہدی علیخان بہادر ثابت جنگ قبول تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم و مغفور

خواجہ وزیر افصح دوران وحید عصر		یکتا بفکر بوده و مشتاق لاجواب
دیوان شده چو طبع بگو سال ای قبول	ما	این کارنامہ ہست در آفاق لاجواب

از جناب مولوی محمد بخش صاحب شہید تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

شاد و مسرور شود ہر کہ بہ بیند این را		دوستان طبع نمودند چه دیوان متین
سال مطبوع چنین ساختہ تحریر شہید		منطبع گشتہ چه دیوان و کلام الحق این

از جناب مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

نظم اقلیم سخن اس نظم کو کہتے ہین سب | کیون نہ خاقانی ہو اب کنج لحد مین گوشہ گیر
مہر لکہدو تم یہی بس مصرع تاریخ طبع | صاف مشہور معانی ہر کہ دیوان وزیر

از لالہ رام سہای صاحب رونق تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

وزیر بادشہ شاعران شد از دنیا | مدام روضہ رضوانش خوابگاہ بود
بخادمان نبی و علی شود محشور | دعا قبول بدرگاہ ہست اہر آلہ بود
ندیدہ ہست کسی شاعری چنین خوش فکر | فلک بدعوی من در جہان گواہ بود
چو بعد رحلت او طبع گشت دیوانش | کہ حسن مطبع او رشک مہر و ماہ بود
بگفت مصرع تاریخ طبع آن رونق | طلسم عشق پسند وزیر و شاہ بود

از مرزا علی حسین صاحب کیوان تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

بدست شیرین زبانی شہ دین ورود اشت | زین سبب جملہ کلامش گشت شیرین مثل شہد
بعد مرگش نظم شد مطبوع کیوان سال گفت | طبع دیوان وزیر ہمچو خاقانی بعہد

ایضا

آن خواجہ وزیر متوفے | خاقانے دیگر بزمن شد
دیوان شدہ مطبوع بگو سال | مطبوع ہمہ طبع سخن شد

ایضا

وزیر خوش بیان شیرین زبان خوش گو | اونہین کے واسطے تھی شاعری موضوع
چھپی جب نظم کیوان نے کہی تاریخ | قبول روح خاقانی ہوئی مطبوع

ازمنشی اعظم علی صاحب ذرہ تخلص شاگرد منشی مظفر علیصاحب اسیر

شدہ مطبوع نظم خواجہ وزیر
گفت تاریخ طبع او ذرہ

چون دل عاشقان شور انگیز
سخن یادگار سحر آمیز ۱۲۷۲

از شیخ الٰہی بخش صاحب عشقی تخلص شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب

وزیر کا ہی کلام ایسا نظیر جسکا کہین نہ دیکھا
کرون جو عشقی مین اوسکی مدحت مری زبان مین کہان یہ طاقت
بس ایسے رتبے کا ہو جو دیوان تو اوسکی تاریخ ہی یہ شایان

فصیح بندش تو شعر عمدہ ہر ایک مضمون بلند و یکتا
مزہ اوٹھائیگی روح شوکت ہی اسمین ایسا ہر استعارا
زبان شیرین کلام رنگین کمال زیبا کمال زیبا ۱۲۷۲

ازسید کاظم حسین صاحب تنویر تخلص شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب رشک

بلبل جان تازگی پاتی ہی اسکی سیر سے
طبع کی تاریخ یہ تنویر کرتا ہی رقم

ہر روش ہی گلشن بہار دیوان وزیر
شاہراہ معدن افکار دیوان وزیر ۱۲۷۲

از میر ضامن علیصاحب جلال تخلص شاگرد جناب فتح الدولہ بہادر برق تخلص

چو شد بکوشش بخود مرتب این دیوان
جلال مصرع تاریخ سال طبع نوشت

پسند گشت دل خلق را چہ خاص چہ عام
ہمہ کلام وزیرست شاہ کل کلام ۱۲۷۲

ازجناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف اکبر جناب خواجہ صاحب مرحوم

دیوان شہ اقلیم سخن کا ہوا مطبوع
احباب تو کیا بر سر انصاف ہین حاسد
ترتیب سے اور چھپنے سے جوبن نکل آیا

کسطرح سخن سنج نہون گرم ثنا آج
تعریف کی ہر سمت سے آتی ہی صدا آج
ہر شاہد معنی کو ملا حسن صفا آج

انصاف سے سب نقش و نگار اسکی جو دیکھے — مانی کھے ارژنگ کا بھی رنگ مٹا آج
کیا نور سے گل بوٹے ہین کس حسن کی ہیلین — ہر قابل دید اس چمنستان کی فضا آج
تحریر کرو طبع کی تاریخ سفیر اب — گویا کوی آراستہ معشوق ہوا آج

ایضا

واہ کیا دیوان رنگین ہو چکا مطبوع آج — جسکے ہر صفحے پہ ہی عالم ریاض خلد کا
مردمک حرفونکے نقطے ہین دوائر چشم حور — دید کے قابل ہی اس دیوان کا حسن صفا
کیا مسلسل اسکی سطرین دلکش و مطبوع ہین — زلف غلمان جنان کا صاف دھوکا ہوگیا
لکھ مین فصلی بہار طبع دیوان کا سفیر — سنبلستان لطافت کیا ہی ہی واہ وا

ازجناب آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد قلق تخلص شاگرد رشید جناب خواجہ صاحب مرحوم

کیا ہی تصویر چھپی نظم وزیر افصح — نقش ہر دل صفت صنعت مانی ہی یہ
مدح کرتے ہین عدو صورت حباب اسکی — ایک ادنی اثر سحر بیانی ہی یہ
کیون نہ سمجھے اسے دستور عمل ہر نامی — جل بسے حضرت استاد نشانی ہی یہ
ولولہ دیکھنے سے اسکے نکیون ہو پیدا — حاصل نکہت ایام جوانی ہی یہ
لکھی ہی عشق مجازی کی حقیقت ساری — دل آشفتہ و شیدا کی کہانی ہی یہ
موج زن بحر فصاحت ہی ہر اک صفحے مین — طبع مواج کی ادنی سی روانی ہی یہ
چہرۂ الورد دیوان نظر آجاے اگر — بے تکلف کہین سب یوسف ثانی ہی یہ

کیون نہ پژمردہ ہون گلہاے مضامین عدو — باغ حاسد کے لیے باد خزانی ہی یہ
بلبل کلک قلق نے یہ لکھا طبع کا سال — طرفہ گلدستۂ گلزار معانی ہی یہ

از جناب سید محسن علیصاحب محسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

صدف طبع سے نکلا در شہوار وزیر — کرتے ہین بحر کمالات کے غواص پسند
مصرع مادہ طبع یہ لکھہ اے محسن — اب وہ دیوان چھپا جسکو کرین خاص پسند

ایضا

چھپ گیا دیوان رنگین وزیر نامور — اب بدخشان ہی یقین ہی لکھنو ہو طعنہ زن
جوہری طبع محسن نے لکھا یہ سال طبع — مطبع سنگین سے آج آیا ہی لعل سخن

از جناب شاہزادہ مرزا محمد ہمایون قدر بہادر مسیر تخلص خلف اوسط جناب مرزا محمد خورشید قدر بہادر شاگرد سید محسن علی محسن

واہ کیا یہ نسخۂ روشن چھپا — بنکے پروانہ کرینگے سب پسند
چنکے حرف بانقط لکھہ اے مسیر — نور کی ہی شمع مضمون بلند

از میر امداد حسین صاحب نشتر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

ہو چکا مطبوع دیوان وزیر — دوستو نکا دل نہایت شاد ہی
شعر سب ہین سکۂ کامل عیار — کیا ہی نظم حضرت استاد ہی
ہین رمایا گر مضامین لطیف — بندش خوب اونکی خانہ زاد ہی
کلک نشتر نے لکھا یہ سال طبع — ملک مضمون وزیر آباد ہی

از منشی مرزا محمد رضا صاحب معجز تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

للہ الحمد ہوا طبع کلام استاد	ہر سخن فہم کے دلکو ہوئی ہی مسرت جوع
خوب تاریخ لگی ہاتھہ لکھو اے معجز	کیا ہی یہ نظم دل آویز ہوئی ہی مطبوع

۱۲۷۲

از میر محمد حسن صاحب حسن تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

صد شکر کلام کامل استاد	شد طبع بحسن شوکت و شان
در گلشن این جہان ز انی	چون نکہت گل بدہی پریشان
تاریخ چو بلبل این حسن گفت	دیوان وزیر ہست بستان

۱۲۷۲

از جناب سید ہادی علی صاحب بیخود تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

زہی دیوان ہمیشہ آب و رنگ آرایش	چو لعل بے بہا از مطبع سنگین بدر آمد
چنین در سفت در تاریخ طبعش خامۂ بیخود	چو در شاہوار ایندم بسلک طبع در آمد

۱۲۷۲

ایضا

واہ کیا باغ مضامین ہو چکا مطبوع آج	ہر سخنور مثل بلبل ہی ثناخوان وزیر
کلک شاخ گل سے یہ تاریخ اے بیخود لکھو	بیخزان گلزار زیبا ہی یہ دیوان وزیر

۱۲۷۲

ایضا در سال فصلی

صد شکر وہ کلام بلیغ آج چھپ گیا	رطب اللسان ہین جسکی صفت مین گدا و شاہ
کیا ہی جمال یوسف معنی ہی دلفریب	اس نظم کی ہی سبکو زلیخا کی طرح چاہ
ایسے بندھے ہین اسمین مضامین نور کے	کرتے ہین کسب نور سدا جن سے مہر و ماہ

ہون آشنائے بحر سخن غوطہ زن اگر
برسون نہ آب گوہر مضمون کے پائین تھاہ

مضمون ہر اک شہنشہ اقلیم نظم ہی
کیون ہو نہ روح خسرو و شاہی سے باج خواہ

باندھی ہوا یہ فیض بہار کلام نے
اوڑتے ہین ہوش باد صبا مثل برگ کاہ

کہتے ہین اسکو سحر بیانی کہ وقت دید
بے اختیار کہتے ہین حاسد بھی واہ واہ

خوشحرف کسقدر ہی یہ دیوان دلفریب
جو دائرہ ہی یوسف دلکے لیے ہی چاہ

ظل ہما سے کم نہین ہر حرف کا سواد
شاہین بنے جو آے ادھر طائر نگاہ

پر نور اسقدر ہین نقاط حروف شعر
ہوتا ہی انکو عقد ثریا کا اشتباہ

صفحون پہ خط عیان نہین ہین السطور کے
گویا یہ ہی قلمرو معنی کے شاہراہ

بین السطور لیلی مضمون کی مانگ ہی
سطرین عروس نظم کے ہین گیسو سیاہ

بیخود لکھو گے اسکی صفت تم کہان تلک
فصلی کا سال خوبی دیوان پہ ہی گواہ

فردوسی دے رہا ہی لب گور سے صدا
ہی رشک شاہنامہ کلام وزیر واہ ۱۲۶۳

ایضاً در سال عیسوی

چھپا ہی وہ دیوان بے مثل آج
سند جانتے ہین سخنور جسے

نہایت ہی مطبوع یہ نظم ہی
عجب کیا جو صفحے پہ دل کے چھپے

مضامین کی ہین بندشین صاف صاف
کہ قصر سخن مین ہین نصب آئنے

اثر ہی یہ اعمال کے شوق کا
ہزارون ہی مضمون مسخر ہوے

عدو نقد دل دیتے ہین رونما
جمال عروس سخن دیکھ کے

نقوش معانی دلکش نہین — یہ تعویذ حب کے ہین گویا لکھے
وہ تاثیر اس نقش مضمون مین ہی — پڑھے کلمہ حاسد اگر دیکھہ لے
مسیحی مین بیخود یہ لکھہ سال طبع — عجب نقش تسخیر چھاپے گئے ۱۸۵۶

ایضاً در سمت

کیا خوب چھپی نظم جناب استاد — کحل بصر خلق ہوا جسکا سواد
خوش قطع ہر اک حرف ہی ایسا انکا — اک قطعۂ دلکش ہی یہ دیوان گویا
اس رنگ کے ہر حرف نے پائی ہی نشست — دی خامۂ یاقوت رقم کو جو شکست
ان حرفونکی کیا دلکش و زیبا ہی کشش — ہر دائرہ معشوق کی رکھتا ہی کشش
جو مد ہی وہ ہی ابروِ لیلائے سخن — ہر دائرہ ہی دیدۂ عذرائے سخن
یہ اوج پہ ہی اخترِ تقدیر نقاط — خورشید سے وہ چند ہی تنویر نقاط
اس حسن کا دیوان نظر آیا جسدم — دل نے کہا سمت مین کرو سال رقم
ناگاہ سنی ہاتف غیبی کی صدا — یہ خوب ہی دفتر فصاحت چھاپا ۱۹۱۳

از سید آغا جان صاحب ضبط تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

واہ کس حسن کے اشعار ہوے ہین مطبوع — ہر سخن فہم ہی مجنون کیطرح سے شیدا
دلربا طبع کی تاریخ ہی لکھو اے ضبط — محمل لیلی مضمون ہی یہ دیوان گویا ۱۲۷۲

ایضا

چھپا کیا صاف دیوان وزیر فصیح و اکمل — بیاض صبح جنت گر اسے کہیے تو زیبا ہی

فلک ہی ہر ورق تارے حروف اور کہکشان سطرین | خط جدول نہین خط ابیض آشکارا ہی

دکھایا جوہر حسن صفا اس نظم نے ایسا | کہ ہر اک صفحے پر آئینۂ قدرت کا دھوکا ہی

نہین سطرین صفین ہین شاہدان ماہ سیما کے | بعینہ بزم انجم کا گمان نقطون پہ ہوتا ہی

تعلی پر ہین مرغان مضامین بلند ایسے | کہ جنکو ہمسری کا طائر سدرہ سے دعوا ہی

جو سہل و ممتنع غزلین ہین دردآمیز ہین ایسی | کہ ہر بیدرد کا سنکر کلیجہ منہ کو آتا ہی

صحیح الفاظ بندش صاف سب مضمون پسندیدہ | جو کچھ ڈھونڈھو خدا کے فضل سے اسمین مہیا ہی

وہ گرماگرم ہین مضمون عالی جنکے دیکھے سے | کلیجہ حاسدون کا آتش حسرت سے بھنتا ہی

ہوے اس نظم سے منسوخ دفتر خودپسندونکے | جو کہیے ناسخ دیوان ہند اسکو زیبا ہی

جنھین ہی شک کلام خواجہ ہو کہدے کوئی اونسے | خدا کے دین مین اہی حاسدو کسکا اجارا ہی

کہین گے منصفان اہل معنی دیکھکر اسکو | ہنر سے ہی یہ مملو عیب سے بالکل مبرا ہی

جو فکر سال کی آواز قلب ضبط سے آئی | مرقع یہ شبیہ شاہد معنی کا چھپایا ہی ١٢٧٢

از مولوی حفیظ اللہ صاحب ربط تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

وہ دیوان رنگین ہوا آج طبع | کہ ارژنگ کا جس پہ ہی اشتباہ

مضامین کے نقشے وہ دلکش کھنچے | ہو بہزاد حیران کرے گر نگاہ

لکھا خامۂ ربط نے سال طبع | مرقع ہین یہ شعر معنی کے واہ ١٢٧٢

از جناب شاہزادہ مرزا محمد سلیمان قدر بہادر تسخیر تخلص خلف اکبر جناب مرزا محمد خورشید قدر بہادر شاگرد رشید سید ہادی علی بیخود

چھپ چکی نظم وزیر شہ اقلیم سخن
روح خاقانی و خسرو کی ہوی گرم ثنا

آبدار ایسے ہین اشعار فصاحت انگیز
صاف آب دُرِ مضمون کا بہا ہی دریا

نعت کے شعر جو پڑھتا ہی کوی کہتا ہی
خوب دیوان ہی یہ صلِّ علی صلِّ علی

بندشین عارض گل سے بھی سوا ہین رنگین
بلبل طبع سخندان نہو کیون اسپہ فدا

جا کے گلشن مین پڑھے شعر اگر اسکے کوی
ہر کلی گل کی چٹک کر یہ کہے خوب کہا

بلبل خامۂ تسخیر یہ لکھ طبع سال
اب کھلا ہی گل مضمون نہین دیوان چھپا
۱۲۷۲

از ارشاد علی شاہ صاحب سالک تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

دفتر دلکش جناب وزیر
للہ الحمد آج طبع ہوا

حسن روے عروس مضمون پر
دل عالم ہی محو آئنہ سا

بندشین اسکی صاف ہین ایسی
دوست رکھتے ہین جسکو اہل صفا

طبع کا سال لکھوا ہی سالک
اب یہ دیوان بے نظیر چھپا
۱۲۷۲

از عبد الرحیم خان صاحب رسالہ دار رحیم تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہو چکا مطبوع دیوان وزیر نامور
ہی براے استفادہ ہر کسیکو اسکی چاہ

ای رحیم اب تو رقم کر مصرع تاریخ طبع
دفتر رنگین معنی چھپ گیا کیا آج واہ

از سید محمد حسین صاحب محمد تخلص خلف اکبر سید محسن علی صاحب شاگرد بیخود

چھپ گیا فضل خدا سے آج وہ دلکش کلام
جسکا ہر اک شعر ہی ورد زبان خاص و عام

کسقدر مطبوع طبع خلق یہ نسخا ہوا
خاطر عالم پہ نقش کالحجر گویا ہوا

اے محمد اب لکھو یہ سال طبع دلپذیر	دس لکے صفحے پر ہوا سب نقش دیوان وزیر ۱۲۷۲

ایضا

چھپا ہے اے محمد اب وہ دیوان	صفت کرتا ہے جسکی ہر سخندان
وہ دلکش ہے بہار باغ مضمون	دل حاسد ہو جس سے مثل گل خون
ہین خوش تقطیع سب اشعار یکسر	ہے موزون اور موزون بہ برابر
عیوب قافیہ سے ہے مبرا	نہ اس مین دخل اقوا ہے نہ ایطا
ہر اک بندش ہے اسکی قابل دید	نہین ہے نام خارستان تعقید
وہ رنگین ہے ہر اک مصرع کی بندش	کہ جس پر ہے گل مضمون کو نازش
جب ایسا گلشن بےخار دیکھا	لکھون تاریخ مجکو دھیان آیا
سنا مصراع بلبل کی زبان سے	یہ گلشن پاک ہے کیسا خزان سے ۱۲۷۲

ایضا

محسود خاص و عام کا دیوان چھپ چکا	کیون حاسدون کے دلکو نہ صدمہ کثیر ہو
نظم فصیح خواجہ کا ممکن نہین جواب	سحبان لحد مین جا کے نکیون گوشہ گیر ہو
لکھ اے محمد اب سن فصلی کا مادہ	مطبوع طبع خلق کلام وزیر ہو ۱۲۶۴

از شیخ محمد بخش صاحب خلد تخلص شاگرد سید ہادیعلی بیخود

ہوا طبع مصطفائی مین طبع	کلام آج استاد بےمثل کا
یہ تاریخ اے خلد لکھ طبع کی	کھلا باغ معنی کا اب واہ وا ۱۲۷۲

از مولوی نعیم اللہ صاحب نعیم تخلص شاگرد سید ہادی علی مجود

ہوا طبع فضل خدا سے جہان سے — کلام وزیر سخندان بے مثل
نعیم اسکی تاریخ کی فکر اگر ہی — یہ لکھو چھپا خوب دیوان بے مثل

از منشی الطاف حسین صاحب الطاف تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شد چو زیب طبع نظم روح افزائی وزیر — مہر اعجازش ز مشرق تا بہ مغرب تافتہ
خامۂ الطاف سالش از سر بہجت نوشت — قالب مطبع چہ جان تازہ ای دل یافتہ

از مولوی محمد حسین صاحب متین تخلص شاگرد منشی الطاف حسین الطاف

خوب دیوان ای متین چھپا — ایک عالم کا دلپذیر یہ ہی
ملک معنی مین ہی اسیکا رواج — سکہ حضرت وزیر یہ ہی
پوچھی ہاتف سے مینے جب تاریخ — کہا دیوان بے نظیر یہ ہی

از جناب مرزا محمد اصغر علیخان صاحب دہلوی نسیم تخلص

شریف و کامل و یکتائے وقت خواجہ وزیر — چو آفتاب کلامش منور و تابان
پسند خلق شد ابیات طبع والایش — زبان زمزمہ ہا عندلیب ہندستان
چکید انچہ ز کلکش دم خیال سخن — اسیر دام مضامین شدند پیر و جوان
بسال طبع دلم ای نسیم ایما کرد — بگو کلام وزیر ست لائق شاہان

از احمد حسین صاحب عرف امیر اللہ تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی
کہ از مصرعۂ ثانی مطلع سر دیوان بصنعت تخرجہ برآوردہ

بڑھایا یہ مرتبہ نظم وزیر رشک سحبان کا — ہوا شاہ دواوین نام بسم اللہ سے دیوان کا

نگاہیں گدگداتی ہیں دم نظارۂ مضمون — ہوا جوش صفا سے صفحہ عارض حور و غلمان کا

عدو جب دیکھتے ہیں بندش الفاظ کہتے ہیں — اثر ہی مصرع برجستہ میں شمشیر عریان کا

زبان معترض تاب سخن میں کھل نہیں سکتی — ہوا قفل خموشی نقطہ لبہائے سخندان کا

عیان ہی بسکہ شان وحی ہر مضمون عالی سے — لقب ہی شہپر روح الامین اوراق دیوان کا

فصاحت نے لیے بوسے دہان نکتہ پرور کے — بلاغت سے ہوا اعجاز باطل فکر سحبان کا

چھپا جس دم مرتب ہو کے یہ افسون بیتابی — رکھا جمعیت دل نام اجزائے پریشان کا

شکست پائے خامہ سے صدا تاریخ کی نکلی — سر دیوان یہ ہی الحمد للہ تاج قرآن کا ۱۲۶۲

ایضاً کہ از حروف منقوط مادہ سال ہجری و از غیر منقوط سال فصلی بر می آید

طبع چون گردید نیرنگ مضامین خیال — شہرتش ارباب فن را مژدہ دیدار داد

شد تماشائے تمنا فکر کردم بہر سال — ابر نیسان طبیعت گوہر شہسوار داد

ہجری و فصلی از ین مصراع نو تسلیم گفت — اے کمال فکر برتر رفعت اشعار داد ۱۲۶۲ ۱۲۶۲

از برادر عزیز از جان عبداللہ خان مد اللہ عمرہ مہر تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شدہ طبع دیوان خواجہ وزیر — بحسن فصاحت ندارد مثال

سواد حروفش بہ میل نظر — کشد توتیائے بچشم خیال

نوشتہ پے سال او کلک مہر — طلسم مضامین صاحب کمال ۱۲۶۲

از نواب امیر الدولہ بہادر آفتاب خلف نواب رکن الدولہ بہادر شاگرد نسیم دہلوی

چون بطبع آمده کلام وزیر — شد ازو لذت آشنا هر دل
کرد تاریخ آفتاب رقم — شاهد فکر شاعر کامل

از شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس اشرف تخلص شاگرد نسیم دہلوی

کلام وزیر لیست گلشن ز طبع — سخن فہم عالم ازو کامگار
رقم کرده اشرف پی زیب سال — جگر گوشهٔ فکر عالی وقار

ایضاً فصلی

چو دیوان وزیر از فضل یزدان — شده مطبوع با آئین بهتر
سخن را سربلندیها رسانید — معانی کرد پیدا حسن دیگر
سواد او سواد کاکل حور — ورق ها صفحهٔ رخسار دلبر
بنقد دل همه عالم طلبگار — بجایش مشتری باشد سخنور
دم طبعش نوشتم سال فصلی — شعاع آفتاب طبع انور

از مولوی باسط علی صاحب شوکت تخلص شاگرد نسیم دہلوی

بتوفیق خداوند یگانه — بطبع آمد چو این ابیات مجموع
دل شوکت نمود ایمای سال — بگو دیوان دلکش گشت مطبوع

از شادی لال صاحب چمن تخلص شاگرد نسیم دہلوی

کرد در طبع رنگ بیز بہا — چون شمیم گل کمال وزیر
جست سالش چمن ز بلبل قدس — گفت [illegible] چه گلشن خیال وزیر

از مرزا مجھو بیگ صاحب عاشق تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شدہ طبع دیوان استاد کامل	کہ فکرش چو آئینہ صاف از تکدر
بگو عاشق از روی اظہار سالش	ز دریاے طبع وزیر لیست این در

از وارث علیصاحب وصال تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شدہ چون طبع این نظم گرامی	ز فکر شاعر صاحب کمالے
وصال از روی بہجت کن رقم سال	زہے گلدستۂ نازک خیالے

نثر خاتمہ چکیدۂ خامۂ سحر کار نثار بے مثل وحید روزگار مخترع نثر اردو معروف نزدیک و دور جناب مرزا رجب علی بیگ صاحب تخلص سرور

حمد خالق ارض و سما وسیلۂ نجات ہی + اور نعت سرور کائنات ذریعۂ رستگاری ہی لیکن فہم و عقل دونون مین عاری ہی + نہ اوس بحر بیکنار کا کنارا ہی + نہ اسکی تحریر کا یارا ہی + اوسکی کنہ مین عقل کل حیران ہی + بشر تو انسان ہی + فکر کی رسائی وہم کا گمان بیجا ہی گناہ ہی خاموشی بہتر ہی کہ سلسلۂ سخن کوتاہ ہی + اور اوسکی نعت کے رمز کون پاے + جسکا سایہ تک نظر نہ آے + اگر انصاف فرمائیے تو ایک بات فقیر کے ذہن مین آئی ہی + طبع آزمائی ہی کہ سایۂ ہما خصال اوس رحمت ذوالجلال کا تمام عالم کے سر پر سایہ گستر ہوتا ہی + ہم کور باطنون کی بینائی کا وہان تک کب گذر ہوتا ہی + جب پہلے مرحلے مین یہ حجاب ہے تو کیا نظر آے + مصلحت یہ ہی اوسپر اور اوسکی آل اور اصحاب پر سلام بھیجے درود پڑھے زیادہ بکھیڑے مین [illegible] سے نہ گڑھے + یہ خوشہ چین خرمن سخنوران

باریک ہین خود غلط سراپا قصور + رجب علی بیگ سرور + نئی خبر اظہار کرتا ہی + جسکی
خواہش ہر ایک سلیقہ شعار کرتا ہی + یعنی عنایت فرما انتہا کے شفیق + بحر رحمت پروردگار
کے غریق + شاعران حال مین یکتا بے نظیر + جناب خواجہ محمد وزیر صاحب تخلص وزیر تھے +
کئی برس گذرے ہین کہ سراے فنا سے اونکا انتقال ہوا + بہت بخیر مآل ہوا + شیخ امام بخش
ناسخ کے شاگرد رشید تھے + دیدہ تھے نہ شنیدہ تھے + جو باریک بین اس فن سے ماہر بلند دستگاہ
ہی + وہ بنظر انصاف دیکھ لے کلام اونکا گواہ ہی + مرد قانع وضعدار غیور تھے + نزدیک دور مشہور
تھے + بظاہر نحیف مشت استخوان + باطن مین شیر ژیان مرد میدان + راست بازون سے
فلک کج نہاد ازل سے ٹیڑھا رہا ہی + جو وضع کے پابند ہین اونکو بگھیڑا رہا ہی + کہین سے کچھ
معین تھا بے تردد معاش تھی + قناعت کے یہ معنی ہین اسپر تلاش تھی + کچھ دنون فقیر محمد خان
گویا سے صحبت رہی گویا باہم شیر و شکر تھے + جلسے ہمدگر تھے + آخر کو شکر رنجی ہوی صحبت برہم
ہوگئی + رہ و رسم کم ہوگئی + گوشہ نشینی مین سالہاے دراز اوقات بسر کی + گرم و سرد
زمانہ دیکھا شام غم خوش ہو کے سحر کی + بسکہ سبکبار تھے + ہر دم سفر کو تیار رہتے تھے +
اونکے مرنے سے دوستونکو تو ملال ہوا + بلکہ دشمنونکو رنج بدرجۂ کمال ہوا + ہزارہا غزل کہی
طبیعت کی پریشانی سے جمع کرنے کا کبھی نہ دھیان کیا + دیوان کو مرتب نکیا عمدا پریشان
کیا + اندنون کہ سنہ ہجری بارہ سو بہتر ہین جناب سید محسن علی صاحب محسن تخلص
کہ خوب شاعر ہین + اس فن سے بہت ماہر ہین + وضعدارون مین انتخاب ہین + بے مثل ہین
لاجواب ہین + انھون نے بسبب ربط قدیم کوشش عظیم [illegible] غزلین بہم پونہچائین + اور جناب

سید ہادیعلی صاحب بیخود تخلص کہ فن شاعری مین وہ بھی بڑے ہوشیار ہین+ جوان رعنا جمعدار
مین+ اونکی سعی سے بہت ہاتھ آئین+ جب دیوان تیار ہوا تو جناب مصطفی خانصاحب مغفور کے صاحبزادے
عبدالواحد خان کہ وہ بھی اپنا ہمسر نہین رکھتے طبیعت بہت عالی اُنہا سے ذہن رسا ہی+ اونکے
کارخانے مین یہ دیوان چھپا ہی+ کاغذ بہت سفید ہی جیسے اونکے عارض کا نمونا+ مسلسل سطرین عنبرین
مولوی اونکی زلف سے حسن دونا ہین السطور کشادہ نہ تنگ کہکشان کا ڈھنگ+ سیاہی مین یہ چمک کہ ایک عالم
روشنائی کہے+ سفیدی سیاہی مین ذرات کا دھوکا ہے+ اور تکلف یہ ہی کہ ہیا نکا چھپا چھپا نہین سب پہ
کھلا ہی+ رنگ ڈھنگ سب کچھ بنا ہی+ گو فرما نرواؤ نمین کو جمع ان قوی ہیکل نہین+ لیکن اشارہ مین کل نکل جاتی
ہی روانی مین کلکل نہین+ اور رونے مرمر کے جمع تتھ کیے ہین+ خانصاحب نے شفافی مین آئینہ سکندری کیے
ہین+ خفی جلی و زبر جو کچھ لکھا جاتا ہی+ کاتب قدرت کی تحریر کا پتا نظر آتا ہی سالہاے دراز نہ مٹے گا
بدستور رہے گا+ اگر حسود پڑھے گا+ دردو پڑھے گا+ منصف مرحبا کہے گا+ وہ جو شاعر کا حاصل ہی اس
دیوان سے پیدا ہی+ رمز کنایہ جو چاہو ہر شعر مین ہویدا ہی+ معانی بندی مین گنجلک نہین+ صحت الفاظ
اور محاورے مین شک نہین+ ادا بندی کا عالم کچھ اور ہی+ مطلع سے مقطع تک ہر غزل مین
ناز و نیاز ٹپکتا ہی جاے غور ہی+ مشکل زمینون مین طبیعت کا زور آزمایا ہی+ صنعتونکا زور شور دکھایا آپس
آپس کی چھیڑ چھاڑ کا لطف عجائب ہی+ مثال کو جو دیکھیے دیوان صائب ہی جس جگہ طرز
عاشقانہ [illegible] کھیلا ہی+ بلبل شیراز کا گھر بولا ہی+ قند گھولا ہی+ سرآفانی ڈیڑھ دنکی زندگانی اور اس
پریشانی مین [illegible] جمعی کا کلام کیا+ زمانہ جوانی مین پیران جہانگرد سے زیادہ نام کیا+ خلق مروت
آشنا سے باخبر حاضر و غائب [illegible] اللہم اغفر وارحم بہت صاف باطن و نیک تھے+ تمام شد